اوپر، نیچے اور درمیان
سعادت حسن منٹو

www.taemeernews.com

اوپر نیچے اور درمیان

سعادت حسن منٹو

ساقی بک ڈپو۔ دہلی

www.taemeernews.com

قیمت: چالیس (۴۰) روپے
Rs. 40/=

نام کتاب : اوپر، نیچے اور درمیان

مصنف : سعادت حسن منٹو

جدید ایڈیشن : ۱۹۸۹ء

طابع : لاہوتی پریس دہلی

ناشر:

ساقی بک ڈپو، اردو بازار، دہلی ۱۱۰۰۰۶

OPER, NEECHE AUR DARMIAN -
SAADAT HASSAN MINTO

SAQI BOOK DEPOT
4157-A, Urdu Bazar, DELHI-110006.

www.taemeernews.com

مہدی علی صدیقی

کے

نام

www.taemeernews.com

عنوانات

۱- پس منظر	۷
۲- اللہ کا بڑا فضل ہے	۱۷
۳- ضرورت ہے	۲۹
۴- میری شادی	۳۵
۵- کرچیں اور کرچیاں	۵۹
۶- قتل و خون کی سرخیاں	۷۱
۷- لیچیاں، آلوچے، الائچیاں	۷۷
۸- بن بلائے مہمان	۹۳
۹- اپنی اپنی ڈفلی	۱۰۵
۱۰- گناہ کی بیٹیاں، گناہ کے باپ	۱۱۷
۱۱- چچا منٹو کے نام ایک بھتیجے کا خط	۱۳۱
۱۲- یوم استقلال	۱۴۵
۱۳- چچا سام کے نام ایک خط	۱۵۳
۱۴- اعداد کے ساتھ ادب اور زندگی کی چھیڑ	۱۶۵
۱۵- چچا سام کے نام دوسرا خط	۱۷۳

www.taemeernews.com

۱۶۔ چند تصویرِ بتاں اور چند حسینوں کے خطوط	۱۸۳
۱۷۔ چچا سام کے نام تیسرا خط	۱۹۳
۱۸۔ باتیں	۲۰۱
۱۹۔ چچا سام کے نام چوتھا خط	۲۰۹
۲۰۔ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں	۲۱۷
۲۱۔ چچا سام کے نام پانچواں خط	۲۲۱
۲۲۔ دو گڑھے	۲۳۱
۲۳۔ چچا سام کے نام چھٹا خط	۲۴۳
۲۴۔ چچا سام کے نام ساتواں خط	۲۴۵
۲۵۔ طویلے کی بلا	۲۵۷
۲۶۔ چچا سام کے نام آٹھواں خط	۲۷۹
۲۷۔ چچا سام کے نام نواں خط	۲۸۵
۲۸۔ اوپر، نیچے اور درمیان	۲۹۹

www.taemeernews.com

پسِ منظر

(فرحیہ متعلق بہ المیہ)

"آج کی تازہ خبر سُنی آپ نے؟"

"کوریا کی؟"

"جی نہیں۔"

"بیگم جوناگڑھ کی؟"

"جی نہیں۔"

"قتل وغارت کی کسی نئی واردات کی؟"

"جی نہیں۔ سعادت حسن منٹو کی۔"

"کیوں؟ ——— مر گیا؟"

"جی نہیں۔ کل گرفتار کیا گیا۔"

www.taemeernews.com

"فحاشی کے سلسلے میں؟"

"جی ہاں ـــــ پولیس نے اس کی خانہ تلاشی بھی لی"

"کوکین یا ناجائز شراب وغیرہ نکلی؟"

"نہیں ـــــ اخباروں میں لکھا تھا۔ کہ اس کے مکان سے کوئی ناجائز چیز برآمد نہیں ہوئی۔"

"لیکن اس کا وجود بذاتِ خود ناجائز ہے۔"

"جی ہاں۔ کم ازکم حکومت تو یہی سمجھتی ہے۔"

"پھر اسے برآمد کیوں نہ کیا گیا"

"یہ برآمد اور درآمد کا معاملہ حکومت کے اپنے ہاتھوں میں ہے۔ جسے چاہے برآمد کرے جسے چاہے درآمد کرے۔ سچ پوچھئے تو یہ کام ـــــ حکومتوں ہی کے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ وہ اس کا سلیقہ جانتی ہیں۔"

"اس میں کیا شک ہے"

"تو کیا خیال ہے آپ کا؟ ۔ اس مرتبہ تو منٹو کو پھانسی کی سزا ضرور ملنی چاہئے۔"

"مل جائے تو اچھا ہے ـــــ روز کا ٹنٹا ختم ہو۔"

"آپ نے ٹھیک کہا ہے۔ ٹھنڈا گوشت کے بارے میں ہائی کورٹ نے اس کے خلاف جو فیصلہ دیا ہے، اس کے بعد تو اس کمبخت کو خودبخود مرجانا چاہئے تھا ـــــ میرا مطلب ہے خودکشی کرلینی چاہئے تھی۔"

"اگر وہ اس کوشش میں ناکام رہتا۔"

"تو اس پر یقیناً مقدمہ چلتا۔ کہ اس نے اپنی جان لینے کی کوشش کی۔"

www.taemeernews.com

"میرا خیال ہے یہی وجہ ہے کہ وہ خودکشی سے باز رہا۔ وگرنہ وہ باز رہنے والا آدمی نہیں۔"

"تو آپ کا مطلب ہے، کہ وہ اپنی فحاشی جاری رکھے گا؟"

"اجی حضرت! یہ اس پر پانچواں مقدمہ ہے اگر اسے باز رہنا ہوتا۔ تو پہلے مقدمے کے بعد ہی تائب ہو کر کوئی شریفانہ کام شروع کر دیتا۔"

"مثال کے طور پر گورنمنٹ کی ملازمت کر لیتا۔ گھی بیچتا۔ یا محلہ پیر گیلانیاں کے غلام احمد صاحب کی طرح کوئی دوا ایجاد کر لیتا۔"

"جی ہاں۔ ایسے سینکڑوں شریفانہ کام ہیں۔ مگر وہ پرلے درجے کا ہٹ دھرم ہے، لکھے گا اور ضرور لکھے گا۔"

"معلوم ہے آپ کو اس کا انجام کیا ہوگا؟"

"کچھ برا ہی نظر آتا ہے۔"

"چھ مقدمے اس پر پنجاب میں چل رہے ہوں گے۔ دس سندھ میں۔ چار صوبہ سرحد میں۔ تین مشرقی پاکستان میں ـــــ وہ ان کی تاب نہ لا کر پاگل ہو جائے گا۔"

"دو مرتبہ تو پاگل ہو چکا ہے۔"

"یہ اس کی دور اندیشی تھی۔ ریہرسل کر رہا تھا۔ تاکہ جب سچ مچ پاگل ہو جائے۔ تو پاگل خانے میں آرام سے رہے۔"

"پاگل ہو کر کیا کرے گا۔"

"پاگلوں کو ہوشمند بنانے کی کوشش کرے گا۔"

www.taemeernews.com

"یہ بھی جرم ہے۔"

"معلوم نہیں ـــ یہ کوئی وکیل ہی بتا سکتا ہے کہ تعزیرات پاکستان میں اس کے لئے کوئی دفعہ موجود ہے یا نہیں۔"

"ہونی چاہئے ـــــ پاگلوں کو ہوشمند بنانا دفعہ ۲۹۲ کی روشنی میں تو بہت خطرناک جرم معلوم ہوتا ہے۔"

"دفعہ ۲۹۲ کے بارے میں تو اب ہائی کورٹ نے "ٹھنڈا گوشت" کا فیصلہ کرتے ہوئے صاف طور پر کہہ دیا ہے کہ قانون کو مصنّف کی نیت سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ نیک، ہو یا بد۔ قانون کو صرف یہ دیکھنا ہے کہ میلان کیا ہے۔"

"اسی لئے تو میں عرض کر رہا تھا کہ پاگلوں کو ہوشمند بنانے کے فعل میں نیت کیسی بھی ہو۔ اس کے میلان کو زیرِ غور رکھنا پڑے گا اور ظاہر ہے کہ اس فعل کا میلان کسی صورت میں بھی بے ضرر قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

"یہ قانونی موشگافیاں ہیں۔ ان سے ہمیں دور رہنا چاہیئے۔"

"آپ نے بہت اچھا کیا جو بر وقت تنبیہ کر دی ـــــ کیونکہ ایسی باتوں کے متعلق سوچنا ہی از خود ایک بڑا سنگین جرم ہے۔"

"لیکن حضرت ـــــ میں سوچتا ہوں اگر منٹو سچ مچ پاگل ہو گیا ـــــ تو اس کی بیوی بچوں کا کیا ہو گا۔"

"اس کے بیوی بچے جائیں جہنّم میں۔ قانون کو ان سے کیا واسطہ۔"

"درست ہے ـــــ لیکن حکومت کیا ان کی مدد نہیں کرے گی؟"

www.taemeernews.com

"ہاں — حکومت — حکومت کی بات جُدا ہے — میرا خیال ہے۔
اسے مدد کرنی چاہیئے — اور کچھ نہیں تو اخباروں میں اس بات کا اعلان کر دینا
چاہیئے۔ کہ وہ اس کے متعلق غور کر رہی ہے۔"
"جب تک غور ہوگا تب تک معاملہ صاف ہو جائے گا۔"
"ظاہر ہے — اب تک ہوتا تو ایسا ہی رہا ہے۔"
"لعنت بھیجیئے منٹو اور اس کی بیوی — آپ یہ بتائیے
ہائی کورٹ کے فیصلے کا اردو ادب پر کیا اثر ہوگا۔"
"اردو ادب پر بھی لعنت بھیجیئے۔"
"نہیں صاحب۔ ایسا نہ کہیئے — سُنا ہے کہ ادب قوم کا بہت بڑا
سرمایہ ہوتا ہے۔"
"ہوگا بھائی — ہم تو اسے سرمایہ کہتے ہیں جو نقدی کی صورت میں
بنیک میں پڑا ہو۔"
"لاکھ روپے کی بات کہی آپ نے — تو مومن، میر، احسن، شوق
سعدی، حافظ وغیرہ سب دفعہ ۲۹۲ صاف کر دے گی؟"
"کرنا چاہیئے — ورنہ اس کے وجود کا مطلب ہی کیا ہے؟"
"یہ جتنے ادیب اور شاعر بنے پھرتے ہیں۔ اب ان کو چاہیئے کہ ہوش میں
آئیں اور کوئی شریفانہ پیشہ اختیار کریں۔"
"لیڈر بن جائیں۔"
"صرف مسلم لیگ کے۔"

www.taemeernews.com

"جی ہاں۔ میرا مطلب یہی تھا۔ کسی اور لیگ کا لیڈر بننا فحش ہے۔"

"بے حد فحش۔"

"لیڈری کے علاوہ اور بھی شریفانہ پیشے موجود ہیں۔ ڈاک خانوں کے باہر بیٹھ کر پاکیزہ عبارت میں خطوط نویسی کریں۔ دیواروں پر اشتہار لکھیں۔ بے روزگاروں کے دفتر میں کلرک ہو جائیں۔ نیا نیا ملک بنا ہے۔ ہزارہا آسامیاں خالی ہیں۔ کہیں بھی سما جائیں۔"

"جی ہاں ـــــ اتنی خالی زمین پڑی ہے۔"

"حکومت سوچ رہی ہے کہ طوائفوں اور رنڈیوں کے لئے راوی کے پاس ایک بستی بنا دے تاکہ شہر کی غلاظت دور ہو۔ کیوں نہ ان شاعروں، افسانہ نگاروں اور ادیبوں کو بھی ان میں شامل کر لیا جائے۔"

"بہت اچھا خیال ہے۔ یہ لوگ وہاں خوش رہیں گے۔"

"انجام کی کون سوچتا ہے جو ہونا ہوگا ہو جائے گا۔"

"ہاں۔ وہاں پڑے جھک مارتے رہیں۔ لوہے کو لوہا کاٹتا ہے۔ فحاشی کو فحاشی کاٹتی رہے گی۔"

"بڑا دلچسپ سلسلہ رہے گا۔"

"منٹو کو تو خاص طور پر وہاں اپنی دلچسپی کا من بھاتا سامان مل جائے گا۔"

www.taemeernews.com

"لیکن وہ کمبخت ان کا مجرا سننے کے بجائے ان کے بارے میں لکھے گا۔ کئی سوگندھیاں کئی سلطانائیں پیش کرے گا۔"

"کئی خوشیا۔ کئی ڈھونڈو۔"

"معلوم نہیں کمبخت کو ایسے گرے ہوئے انسانوں کو اٹھانے میں کیا مزا آتا ہے ـــــ ساری دنیا انہیں ذلیل اور حقیر سمجھتی ہے۔ مگر وہ ان کو سینے سے لگاتا ہے۔ ان کو پیار کرتا ہے۔"

"اس کی بہن عصمت نے اس کے متعلق کچھ ٹھیک ہی کہا تھا کہ منٹو کو عجیب وغریب تہلکہ ڈال دینے والی اور سوتوں کو چونکا دینے والی چیزوں سے بڑی رغبت ہے۔ وہ سوچتا ہے اگر بہت سے لوگ سفید کپڑے پہنے بیٹھے ہوں اور کوئی کیچڑ مل کر وہاں چلا جائے۔ تو سب ہکا بکا رہ جائیں گے۔ سب لوگ رو رہے ہوں۔ وہاں ایک اونچا قہقہہ لگا دو تو سب دم سادھ کر ٹکر ٹکر منہ دیکھنے لگیں گے۔ بس دھاک بیٹھ جانے کی۔ سکہ جم جائے گا۔"

"اس کا بھائی ممتاز حسین کہتا ہے۔ وہ نیکی کی تلاش میں نکلتا ہے اور اس نور کی ایک کرن ایسے انسان کے پیٹ سے نکالتا ہے جس کے بارے میں آپ اس قسم کی کو توقع ہی نہیں رکھتے ـــــ یہ ہے منٹو کا کارنامہ۔"

"یہ بڑی لغو حرکت ہے بلکہ فحش حرکت ہے کہ ایسے انسان کے پیٹ سے روشنی کی ایک کرن نکالی جائے۔ جس میں سوائے انتڑیوں اور فضلے کے اور کچھ نہ ہو۔"

"اور کیچڑ ملے سفید پوش لوگوں کے درمیان کود پڑا۔"

www.taemeernews.com

"یہ اور بھی فحش ہے۔"

"یہ اتنی کیچڑ لاتا کہاں سے ہے۔"

"معلوم نہیں ـــــ کہیں نہ کہیں سے ڈھونڈ نکالتا ہے ـــــ"

"گندگی کا غواص جو ٹھہرا۔"

"آیئے ہم دعا مانگیں کہ خدا ہمیں اس کے لعنتی وجود سے نجات دلائے اس میں خود منٹو کی بھی نجات ہے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔"

"اے خدا ـــ اے رب العٰلمین ـــ اے رحیم، اے کریم۔ ہم دو گنہگار بندے تیرے حضور گڑگڑا کر دعا مانگتے ہیں کہ تو سعادت حسن منٹو کو جس کے والد کا نام غلام حسن منٹو ہے اور جو بہت شریف، پرہیزگار اور خدا ترس آدمی تھا۔ اس دنیا سے اٹھالے جہاں وہ خوشبوئیں چھوڑ دیتا ہے اور بدبوؤں کی طرف بھاگتا ہے۔ نور میں وہ اپنی آنکھیں نہیں کھولتا۔ لیکن اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ ستر سے اس کو کوئی دلچسپی نہیں۔ وہ انسانوں کا ننگ دیکھتا ہے۔ مٹھاسوں سے اسے کوئی رغبت نہیں۔ کڑواہٹوں پہ البتہ جان دیتا ہے گھریلو عورتوں کی طرف وہ آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ لیکن بیسواؤں سے گھل مل کے باتیں کرتا ہے۔ صاف اور شفاف پانی چھوڑ کے بدروؤں میں نہاتا ہے جہاں رونا ہے وہاں ہنستا ہے۔ جہاں ہنسنا ہے وہاں روتا ہے۔ کوٹھوں کی دلالی میں جو اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔ ان کی کالک صاف کرکے ہمیں دکھاتا ہے تجھے بھول کر شیطان کے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے جس نے تیری عدول حکمی کی

www.taemeernews.com

تھی۔

اے رب العالمین ـــــ اس شرانگیز، تجسس پسند اور شریر انسان کو اس دنیا سے اٹھا لے جس میں وہ بدکرداروں اور بداطواروں کے نامہ اعمال کی سیاہیاں مٹانے کی کوشش میں مصروف ہے ـــــ اے خدا۔ وہ بہت شر پسند ہے۔ عدالتوں کے فیصلے اس کا ثبوت ہیں لیکن یہ ارضی عدالتیں ہیں تو اسے اس دنیا سے اٹھا اور اپنی آسمانی عدالت میں اس کے خلاف مقدمہ چلا۔ اور اس کو قرار واقعی سزا دے۔ لیکن دیکھ اسے ادائیں بہت آتی ہیں۔ ایسا نہ ہو تجھے اس کی کوئی ادا پسند آجائے۔ لیکن تو سب کچھ جاننے والا ہے، ہماری صرف یہ دعا ہے کہ وہ اس دنیا میں نہ رہے، رہے تو ہم جیسا بن کر رہے جو ایک دوسرے کے عیبوں پر پردہ ڈالتے ہیں۔ "این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد!"

۲۸ مئی ۱۹۵۲ء

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

اللہ کا بڑا فضل ہے

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان ــــ ایک وہ زمانۂ جہالت تھا کہ جگہ جگہ کچہریاں تھیں۔ ہائی کورٹیں تھیں۔ تھانے تھے۔ چوکیاں تھیں، جیل خانے تھے قیدیوں سے بھرے ہوئے، کلب تھے جن میں جوا چلتا تھا، شراب اڑتی تھی، ناچ گھر تھے، سینما تھے، آرٹ گیلریاں تھیں، اور کیا کیا خرافات نہ تھی......

اب تو اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان، کوئی شاعر دیکھنے میں آتا ہے نہ موسیقار ــــ لاحول ولا۔ یہ موسیقی بھی ایک لعنتوں کی لعنت تھی ...... یعنی آخر گانا بھی انسانوں کا کام ہے؟......

تنبورہ لے کر بیٹھے ہیں اور گلا پھاڑ رہے ہیں صاحب، کیا گا رہے ہیں، درباری کانہڑہ، مالکوس، میاں کی ٹوڈی، اڈانہ اور جانے کیا کیا بکواس

www.taemeernews.com

......کوئی ان سے پوچھے کہ جناب آخر ان راگ راگنیوں سے انسانیت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ آپ کوئی ایسا کام کیجیے جس سے آپ کی عاقبت سنورے آپ کو کچھ ثواب پہنچے۔ قبر کا عذاب کم ہو۔

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان ــــ موسیقی کے علاوہ اور جتنی لعنتیں تھیں ان کا اب نام و نشان تک نہیں اور خدا نے چاہا تو آہستہ آہستہ یہ زندگی کی لعنت بھی دور ہو جائے گی۔

میں نے شاعر کا ذکر کیا تھا...... عجیب و غریب چیز تھی یہ بھی...... خدا کا خیال آتے نہ رسول کی فکر ــــ بس معشوقوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں کوئی ریحانہ کے گیت گا رہا ہے، کوئی سلمٰی کے...... لاحول ولا، زلفوں کی تعریف ہو رہی ہے، کبھی گالوں کی...... وصل کے خواب دیکھے جا رہے ہیں ...... کتنے گندے خیالات کے تھے یہ لوگ، ہائے عورت، وائے عورت......

لیکن اب اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان اوّل تو عورتیں ہی کم ہو گئی ہیں اور جو ہیں پڑی گھر کی چار دیواری میں محفوظ ہیں...... جب سے یہ خطۂ زمین شاعروں کے وجود سے پاک ہوا ہے فضا بالکل صاف اور شفاف ہو گئی ہے۔

میں نے آپ کو بتایا نہیں شاعری کے آخری دور میں کچھ شاعر ایسے بھی پیدا ہو گئے تھے جو معشوقوں کے بجائے مزدوروں پر شعر کہتے تھے، زلفوں اور عارضوں کی جگہ ہتھوڑوں اور درانتیوں کی تعریف کرتے تھے ــــ اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان کہ ان مزدوروں سے نجات ملی، کم بخت انقلاب چاہتے تھے سنا آپ نے، تختہ الٹنا چاہتے تھے حکومت کا۔ نظام معاشرت کا۔ سرمایہ داری کا،

www.taemeernews.com

اور نعوذ باللہ مذہب کا۔

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ان شیطانوں سے ہم انسانوں کو نجات ملی۔ عوام بہت گمراہ ہو گئے تھے۔ اپنے حقوق کا ناجائز مطالبہ کرنے لگے تھے، جھنڈے ہاتھ میں لے کر لادینی کی حکومت قائم کرنا چاہتے تھے ـــــ خدا کا شکر ہے کہ اب ان میں سے ایک بھی ہمارے درمیان موجود نہیں اور لاکھ لاکھ شکر ہے پروردگار کا اب ہم پر ملاؤں کی حکومت ہے، اور ہر جمعرات ہم حلوے سے ان کی ضیافت کرتے ہیں۔

آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اس زمانے میں حلوے کا نام و نشان تک اڑ گیا تھا ـــــ مسجدوں میں حجروں کے اندر بیچارے ملا، خدا انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے، بڑے حلوے کو ترستے تھے ان کی لمبی لمبی نورانی داڑھیوں کا ایک ایک بال شیطانی استروں کی موت کی دعائیں مانگتا تھا۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ یہ دعائیں قبول ہوئیں۔ اب آپ اس کونے سے اس کونے تک چلے جائیے۔ ساری دکانیں چھان ماریئے، ایک استرہ بھی آپ کو نہیں ملے گا۔ البتہ حلوہ جو کہ ہمارے رہنما ملاؤں کی مذہبی خوراک ہے آپ کو اب ہر جگہ اور ہر مقدار میں دستیاب ہو سکتا ہے۔

اللہ کا بڑا فضل ہے۔۔۔۔ اب کوئی ٹھمری، دادرا نہیں گاتا، فلمی دھنیں بھی مر کھپ چکی ہیں، موسیقی کا ایسا جنازہ نکلا ہے اور اس طور پر اسے زمین میں دفن کیا گیا ہے کہ اب کوئی مسیحا اسے دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ کتنی بڑی لعنت تھی یہ موسیقی۔ لوگ کہتے تھے یہ آرٹ ہے، کیسا آرٹ، کہاں کا آرٹ، یہ بھی کوئی آرٹ

www.taemeernews.com

ہے کہ آپ نے کوئی گانا سنا اور دنیا کے دکھ درد تھوڑی دیر کے لئے بھول گئے کوئی گیت سنا اور دل آپ کا بلّیوں اُچھلنے لگا۔

حسن و عشق کی دنیا میں جا پہنچے —— لاحول ولا۔ آرٹ کبھی ایسا گمراہ کن نہیں ہو سکتا: "گھونگھٹ کے پٹ کھول" —— "پائل باجی چھنن چھنن" "بابل بنہر مورا چھوٹو جائے نہ" —— "رتیاں کہاں گوائیں رے"۔۔۔۔۔ کوئی شرافت ہے ان بولوں میں۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اب ایسی خرافات موجود نہیں۔ الحمد اللہ قوالی ہے، سنیئے اور سر دھنیئے۔ حال کھیلئے، ہُو حق کے نعرے لگائیے اور ثواب حاصل کیجئے۔

مصوری بھی کچھ کم لعنت نہیں تھی، تصویریں بنتی تھیں۔ برہنہ۔ نیم برہنہ۔ مصور اپنی پوری قوت تصور حسن کی تخلیق میں صرف کر دیتے تھے۔ لیکن یہ کفر تھا۔ تخلیق صرف خدا کا کام ہے اس کے بندوں کا نہیں اور پھر حسن کی تخلیق، یہ تو گناہ کبیرہ تھا۔ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ ہمارے درمیان آج ایک بھی مصور موجود نہیں، جو تھے، ان کی انگلیاں قلم کر دی گئیں، تاکہ وہ اپنی شیطانی حرکت سے باز رہیں —— اب یہ عالم ہے کہ اس سرزمین پر آپ کو ایک سیدھی لکیر بھی کہیں دیکھنے میں نہیں ملے گی۔ ایک آدمی بھی ایسا موجود نہیں جو غروب آفتاب کے حسین منظر کو دیکھ کر اسے کاغذ یا کپڑے پر منتقل کرنے کا خیال اپنے دل و دماغ میں لائے۔ سچ پوچھئے تو اب وہ خوفناک حس ہی مٹ چکی ہے جسے ذوقِ حسن کہتے ہیں۔ تخلیقِ حسن کی بات تو الگ رہی۔

ننگی عورتوں کی تصویریں بنائی جاتی تھیں۔ ننگی عورتوں کے مجسمے تراشے

www.taemeernews.com

جاتے تھے اسی پر موقوف نہیں۔ ان کو بڑے پیار سے عجائب خانوں میں سجایا جاتا تھا۔ ان کے بنانے والوں کو انعام واکرام دیئے جاتے تھے ـــ جی ہاں انعام واکرام ـــ وظیفے دیئے جاتے تھے، القاب عنایت کئے جاتے تھے، واہ مصور صاحب، آپ نے ننگی عورت کی تصویر کیا خوب کھینچی ہے...... یہ پستان۔۔ ..... لاحول ولا، میں نے کس چیز کا نام لے لیا ـــ معاف کیجئے۔ میں ابھی حاضر ہوا ـــ ذرا کلی کر آؤں.......

کلی کر آیا، لیکن منہ کا ذائقہ ابھی تک خراب ہے۔ معاف کر دیجئے گا مجھے سہواً میرے منہ سے ایک غلیظ چیز کا نام نکل گیا۔ لیکن آپ تو اس کا مطلب نہیں سمجھے ہوں گے کیونکہ جتنے گندے اور خراب لفظ تھے سب کے سب لغت میں سے نکال دیئے گئے ہیں۔

میں کیا عرض کر رہا تھا؟ ـــ جی ہاں ـــ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اب ایسا کوئی عجائب خانہ موجود نہیں جہاں ننگی تصویریں یا صرف تصویریں جنہیں آرٹ کا نمونہ کہا جاتا تھا۔ دیکھنے میں آئیں۔ ایسے جتنے عجائب خانے تھے ان کو فوراً ہی ڈھا دیا گیا اور ملبہ دریاؤں میں ڈال دیا گیا۔ تاکہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔

عریانی کی دبا صرف تصویروں اور مجسموں ہی تک محدود نہ تھی.......
شعروں اور افسانوں میں بھی پھیلی ہوئی تھی، وہ غزل اور وہ افسانہ بہت کامیاب متصور کیا جاتا تھا جس میں عورت اور مرد کے جسمانی رشتے پر بحث کی گئی ہو۔ کس قدر مریضانہ ذہنیت کے تھے وہ لوگ ـــ روحانیت کے

www.taemeernews.com

بارے میں کبھی کچھ سوچتے ہی نہیں تھے۔ زمین کی باتیں کرتے تھے، اوپر سات آسمان پڑے ہیں۔ اس کا علم ہی نہیں تھا ان کو ــــــ جسم کی بھوک کا سوچتے تھے روح کی بھوک کیا ہوتی ہے، ان کے فلک کو بھی اس کا پتہ نہیں تھا ــــــ اللہ کا فضل ہے کہ جسم کی بھوک اب بالکل مٹ چکی ہے...... اور اللہ کا فضل شامل حال رہا تو صرف روح ہی رہ جائے گی اور ہم فانی انسانوں کا جسم سرے سے غائب ہی ہو جائے گا ــــــ خس کم جہاں پاک!

کوئی زمانہ تھا کہ سینکڑوں پرچے، ادب کے نام پر شائع ہوتے تھے ان میں لوگوں کا اخلاق بگاڑنے والی ہزاروں تحریریں آئے دن چھپتی تھیں ــــــ سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ ادب کیا بلا تھی۔ ادب آداب سکھانے کی کوئی چیز ہوتی تو ٹھیک تھا۔ جو کہانیاں، افسانے، مضمون، نظمیں، غزلیں، ادب کا نام لے کر چھاپی جاتی تھیں۔ ان میں نہ تو چھوٹوں کو بڑوں کا لحاظ کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی اور نہ مغرب زدہ لوگوں کو ڈھیلا لگانے کی ترکیب ہی بتائی جاتی تھی یہ تو ایک بہت بڑا ایبزہ (؟) ہے کہ آتے آتے ہی آتا ہے۔ لیکن اتنا بھی نہ تھا کہ عوام کو داڑھی رکھنے اور لبیں کتروانے ہی کی طرف مائل کیا جاتا۔

ادب ان نااہل ہاتھوں میں بس یہ رہ گیا تھا ــــــ عورت اور مرد کے جنسی مسائل ــــــ لاحول ولا قوۃ۔ انسان کی نفسیات۔ نعوذ باللہ۔ یعنی ہم فانی انسانوں کی غیر فانی روح تک پہنچنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ حسن و عشق

www.taemeernews.com

کی داستانیں خوبصورت مناظر کی تعریفیں، بڑے ہی خوشنما الفاظ میں ــــ کوئی شام اودھ کی مدح سرائی کر رہا ہے کوئی صبح بنارس کی، قوس قزح کے رنگوں کو کاغذ پر اتارا جا رہا ہے۔ پھولوں، بلبلوں، کوئلوں اور چڑیوں پر ہزاروں صفحے کالے کئے جا رہے ہیں۔ لیکن صاحبان، سوال تو یہ ہے ــــ تعریف اس خدا کی جس نے جہاں بنایا ــــ

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اب کوئی پھول رہا ہے نہ بلبل ــــ پھولوں کا ناس مارا گیا، تو بلبلیں خود بخود دفان ہو گئیں ــــ اسی طرح اور بہت سی واہیات چیزیں آہستہ آہستہ اس سرزمین سے جہاں ان کے سینگ سمائے چلی گئی ہیں۔

میں ادب کے متعلق عرض کر رہا تھا۔ ہاں صاحب میں نے آپ کو بتایا ہی نہیں، آخر میں ادب کی ایک بالکل ہی نئی قسم پیدا ہو گئی تھی ــــ اس وقت لوگ کہتے تھے یہ حقیقی ادب ہے۔ یعنی جو کچھ ہم دیکھتے ہیں۔ بیان کر دیتے ہیں ــــ غضب خدا کا....... غور فرمائیے اگر آپ کو اس وقت خدانخواستہ چھینک آجائے، تو مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں اس افسوسناک واقعے کو قلم بند کروں اور پھر ادب کے نام سے اسے دوسروں کے سامنے پیش کروں چھینک آنا تھی، آگئی، اب اس حادثے کی تفصیلات میں جانے کی کیا ضرورت ہے ــــ اوّل تو یہ بات ہی سمجھ میں نہیں آسکتی کہ چھینک کے نفسیاتی پہلو کیا ہو سکتے ہیں؟ فرمائیے ہو سکتے ہیں؟ ہر چیز اسی ذات پاک کی طرف سے آتی ہے اور اسی کی طرف واپس چلی جاتی ہے۔

www.taemeernews.com

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اس نام نہاد ادب اور ان بر خود غلط ادیبوں کا۔
اب نام و نشان نہیں رہا۔ کوئی رسالہ چھپتا ہے نہ جریدہ، صحیفہ ——— نعوذ باللہ
——— اس زمانے میں لوگوں کو اتنی جرأت تھی کہ اپنے ذلیل پرچوں کو صحیفے
کہتے تھے اور خود کو صحافی...... اب تو صاحب کوئی اخبار بھی نظر نہیں آتا۔
حاکم لوگ البتہ کبھی کبھار جب ضرورت پڑے تو ہماری معلومات کے لئے
چند سطریں شائع کر دیتے ہیں، اللہ اللہ خیر سلّا۔

اب صرف ایک اخبار حکومت کی طرف سے چھپتا ہے اور آپ جانتے
ہی ہیں سال میں ایک آدھ بار جب کہ اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ خبریں
ہوتی ہی کہاں ہیں، اب کوئی ایسی بات ہونے ہی نہیں دی جاتی جو لوگ
سنیں، اور آپس میں چہ میگوئیاں کریں۔ وہ زمانہ تھا، لوگ بے کار ہوٹلوں
اور گھروں میں یہ لمبے لمبے اخبار لئے گھنٹوں بحث کر رہے ہیں، کون سی
پارٹی برسر اقتدار ہونی چاہیئے۔ کس لیڈر کو ووٹ دینے چاہئیں، شہر کی
صفائی کا انتظام ٹھیک نہیں۔ آرٹ اسکول کھلنے چاہئیں۔ عورتوں
کے مساوی حقوق کا مطالبہ درست ہے یا نا درست۔ اور خدا معلوم کیا
کیا خرافات۔

اللہ کا فضل ہے کہ ہماری دنیا ایسے ہنگاموں سے پاک ہے۔ لوگ
کھاتے ہیں، پیتے ہیں، اللہ کو یاد کرتے ہیں اور سو جاتے ہیں کسی کی برائی
میں نہ کسی کی اچھائی میں۔

صاحبان میں سائنس کا ذکر کرنا تو بھول ہی گیا ——— یہ ادب کی

www.taemeernews.com

بھی خالق تھی۔ خدا محفوظ رکھے اس بلا سے۔ نعوذ باللہ اس فانی دنیا کو جنّت بنانے کی فکر میں تھے۔ یہ لوگ جو خود کو سائنسدان کہتے تھے۔ ملعون کہیں کے۔ خدا کے مقابلے میں تخلیق کے دعوے باندھتے تھے۔ ہم مصنوعی سورج بنائیں گے۔ جو رات کو تمام دنیا روشن کر دے گا۔ ہم جب چاہیں گے۔ بادلوں سے بارش دوہ نیا کریں گے ـــــ ذرا غور فرمایئے، نمرود کی خدائی تھی، جی اور کیا؟ سرطان جیسی لاعلاج اور مہلک بیماری کا علاج ڈھونڈا جا رہا ہے، یعنی ملک الموت کے ساتھ پنجہ لڑانے کی سعی فرمائی جا رہی ہے، ایک صاحب ہیں وہ دوربین لئے بیٹھے ہیں اور دعوے کر رہے ہیں کہ وہ چاند تک پہنچ جائیں گے ایک سر پھرے بوتلوں اور مرتبانوں میں بچّے پیدا کر رہے ہیں۔ خدا کا خوف ہی نہیں رہا تھا پاجیوں کو .... اللہ کا بڑا فضل ہے کہ یہ سب شیطان ہمارے درمیان سے اٹھ گئے۔

اب چاروں طرف سکون ہے کوئی ہنگامہ نہیں، کوئی واردات نہیں، کوئی شاعر نہیں، کوئی مصور نہیں۔ زندگی یوں گزر رہی ہے جیسے گزر ہی نہیں رہی، قلب کے لئے یہ کتنی اطمینان دہ چیز ہے، لوگ پیدا ہوتے ہیں، مر جاتے ہیں، کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ زندگی سے لے کر موت تک ایک بے آواز، صاف شفاف دھارا بہا چلا جا رہا ہے۔ کوئی بھنور ہے نہ بلبلا، لوگ دونوں کناروں کے ساتھ ساتھ ٹھنڈی ٹھنڈی ریت پر لمبی تانے سو رہے ہیں۔ اور کیوں صاحبان! کیا جی نہیں چاہتا کہ اسی طرح سوئے رہیں، حتیٰ کہ جنّت میں دودھ کی نہروں

www.taemeernews.com

کے کنارے ہماری آنکھیں کھلیں ــــــ اوپر دیکھیں، تو انگور کے خوشے جھک کر ہمارے منہ میں آجائیں اور پھر سو جائیں۔

یہ....... یہ اخبار کہاں سے آیا؟ ــــــ اوہ ہم سو گئے تھے..... سرکاری ڈاکیہ پھینک گیا ہوگا....... بڑی دیر کے بعد آیا ہے پرچہ..... دیکھیں کیا لکھا ہے....... وہ زمانہ بُرا تھا۔ صاحبان لیکن ایک بات تھی۔ سنا ہے کہ اخباروں کی لکھائی چھپائی بہت ہی خوبصورت ہوتی تھی۔ لیکن خوبصورتی کا کیا ہے..... معاذاللہ..... یہ کیا؟

ٹھہریئے ٹھہریئے۔ لیکن میری نظریں تو دھوکا ــــــ نہیں دے رہیں؟ جی نہیں صاف پڑھا جا رہا ہے۔ حکومت شش و پنج میں ہے ــ مملکت میں ایک آدمی گرفتار کیا گیا ہے..... گرفتار؟ ــ گرفتار کیا گیا ہے ــ الزام یہ ہے کہ وہ گلی گلی اور کوچے کوچے یہ شور مچاتا پھرتا تھا کہ میں اس میں مملکت میں نہیں رہنا چاہتا جہاں خدا تو ہے پر شیطان نہیں ہے۔ نعوذباللہ...... نامہ نگار خصوصی کا بیان ہے کہ جب ملزم کو حکام بالا کے حضور پیش کیا گیا تو اس نے چلانا شروع کر دیا۔ یہاں جلدی شیطان بلاؤ ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گا ــ نامہ نگار خصوصی یہ بھی بیان کرتا ہے کہ ملزم نے اپنی صفائی میں یہ انکشاف کیا کہ اس کے قبضے میں حضرت علامہ اقبالؒ اور اللہ مرقدہ کا شعر موجود ہے۔ شعر فارسی زبان کا ہے جسے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔

؎ مزی اندر جہانِ کور ذوقے\
کہ یزداں دارد و شیطاں ندارد

www.taemeernews.com

لیکن یہ شعر علامہ مرحوم کے مطبوعہ کلام میں کہیں بھی موجود نہیں، حالانکہ وہ حکومت کی نگرانی میں چھاپا جاتا رہا ہے۔ بالکل درست ہے۔

ملزم صریحاً چال بازی کر رہا ہے..... آگے کیا لکھا ہے۔ جی میں پڑھتا ہوں۔ الزام کی نوعیت بہت سنگین ہے۔ لیکن حکومت سخت شش و پنج میں ہے کہ ملزم پر مقدمہ کیسے چلائے، کیونکہ کوئی عدالت ہی موجود نہیں۔ مقدمے کی سماعت ہو تو سزا ملنے کی صورت میں اسے رکھا کہاں جائے، کیونکہ مملکت میں ایک بھی جیل موجود نہیں...... لیکن سنا ہے کہ حکومت فوراً ہی ایک حوالات ایک عدالت اور ایک جیل تعمیر کرا رہی ہے۔

اللہ کا بڑا فضل ہے صاحبان کہ حکومت نے معاملے کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھ لیا ہے۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

ضرورت ہے

محکمۂ خدماتِ خاصہ کو مندرجہ ذیل عارضی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں (نئی وزارت بننے پر نئے تقررات ہوں گے) چھپے ہوئے فارم موجود نہیں۔ اس لئے امیدوار سادہ کاغذ ہی پر درخواست لکھ کر روانہ کریں، جو لکھنا نہیں جانتے۔ وہ سادہ کاغذ ہی روانہ کر دیں مگر ہر درخواست کے ساتھ دس روپے کی منی آرڈر کی رسید ہونی چاہیئے جو کسی بھی صورت میں واپس نہ ہوں گے۔

صرف انہی امیدواروں کی درخواست پر غور کیا جائے گا جو پاکستان کے باشندے ہوں، مقامی مہاجرین کو ترجیح دی جائے گی۔ جو مہاجر ہیں ان کو دس کے بجائے بیس روپے کے منی آرڈر کی رسید اپنی درخواست کے ساتھ

www.taemeernews.com

بھیجنی چاہیئے ـــــ دفتر میں چونکہ پردے کا خاطر خواہ انتظام نہیں، اس لئے خواتین درخواست بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کریں۔

(ل) ایک ڈپٹی ڈائریکٹر ـــــ تنخواہ چھ سو روپے ماہوار، چالیس روپیہ سالانہ ترقی۔ تنخواہ کی آخری حد ایک ہزار روپیہ ماہوار۔

خصائص:۔ (۱) قسم اوّل کا قصیدہ گو ہو۔ (۲) کم از کم پانچ برس تک کسی ریاست کے نواب کی مصاحبت میں رہ چکا ہو (۳) پک نک پارٹیز کا انتظام بطریق احسن کرسکتا ہو، کوفتے بنانے کا طریقہ جانتا ہو۔ (۴) بچپن میں گدڑ بارہ چکا ہو ۔ (۵) تنے ہوئے رسّے پر چل سکتا ہو۔ (۶) سانپ ـــــ بلیڈ، گراموفون کی سوئیاں اور کانچ کے ٹکڑے کھا سکتا ہو۔ (۷) کم از کم دو فلموں میں ولن کا پارٹ ادا کر چکا ہو۔ (۸) رمل، جفر اور قراءت اللہ سے شغف رکھتا ہو۔ (۹) سارنگی بجا سکتا ہو۔ (۱۰) ایک آنکھ بھینگی ایک کان مڑا ہوا، پانچ دانت مصنوعی ہوں، سر پر گنج ہو اور قد تین فٹ سوا سات انچ ہو۔

چھوٹی چھوٹی جون گلبرٹ اسٹائل کی مونچھیں امیدوار کی زائد خصوصیات میں شمار کی جائیں گی۔

(ب) ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر ـــــ تنخواہ پانچ سو روپے ماہوار، پچیس روپے سالانہ ترقی، تنخواہ کی آخری حد آٹھ سو روپے ماہوار۔

خصائص:۔ (۱) دوسرے درجے کا قصیدہ گو ہو۔ (۲) کم از کم چار برس تک سرکس میں کام کر چکا ہو۔ (۳) چار برس سرکس میں کام کرنے کے فوراً

www.taemeernews.com

بعد کم از کم ایک برس تک کسی اردو روزنامے میں بحیثیت مترجم کام کرتا رہا ہو (۴) سوتے میں چلنے پھرنے کا عادی ہو۔ (۵) لانڈریوں کے متعلق معلومات کافی وسیع ہوں (۶) اپنے کنبے کے کم از کم چار افراد کی موت کا صدمہ سہہ چکا ہو۔ (۷) خالی ٹوپی میں سے خرگوش نکالنا جانتا ہو۔ (۸) داہنی آنکھ میں پھولا ہو اور بائیں کان سے بہرا ہو۔ سامنے کے دو دانتوں میں سونے کی کیلیں جڑی ہوں۔

ہر وقت انگلیوں کے ناخن دانتوں سے کاٹتے رہنا امیدوار کی زائد خصوصیت متصور کی جائے گی۔

(ج) ایک انفارمیشن آفیسر —— تنخواہ تین سو پینسٹھ روپے آٹھ آنے ماہوار سالانہ ترقی پچیس روپے سوا چار آنے۔ تنخواہ کی آخری حد سات سو اکتیس روپے دس آنے پانچ پائی۔

خصائص: قطب صاحب کے مینار کے زینوں کی صحیح تعداد جانتا ہو (۲) کم از کم سوا تین برس تک کوئی عمدہ قہوہ خانہ اپنے زیر اہتمام چلا چکا ہو۔ (۳) ریڈیائی ڈراموں میں عورت کا پارٹ ادا کرتا رہا ہو (۴) گھڑی سازی جانتا ہو (۵) ہدایت نامہ بیوی اور ہدایت نامہ خاوند مصنفہ کویراج ہرنام دت لٹھا کر نوکِ زبان ہو (۶) تاش کے کم از کم پندرہ کھیل جانتا ہو۔ (۷) عمر ستائیس برس چھ مہینے اور تین دن ہو۔ دونوں ہاتھوں میں ایک ایک انگلی زائد ہو۔

کم از کم ایک برس تک کسی مڈل سکول میں ڈرل ماسٹر کی حیثیت

www.taemeernews.com

سے کام کرنا امیدوار کی زائد خصوصیت سمجھی جائے گی۔

(ھ) ایک ریسرچ آفیسر ——— تنخواہ تین سو پینسٹھ روپے پونے آٹھ آنے ماہوار۔ سالانہ ترقی پچیس روپے چار آنے ایک پائی۔ تنخواہ کی آخری حد سات سو بیس روپے گیارہ آنے نو پائی۔

خصائص: (۱) پابند صوم وصلوٰۃ ہو (۲) ہارمونیم بجانے میں مہارت تامہ رکھتا ہو (۳) کم از کم سوا دو برس تک کسی ریلوے ورکشاپ میں کام کرچکا ہو (۴) ناک بند بولتا ہو (۵) خمیرہ گاؤزبان عنبری جواہر والا بنانے کی ترکیب جانتا ہو (۶) بیلوں کی نسل کشی کے متعلق کافی معلومات رکھتا ہو (۷) عمر انتیس برس اور ایک دن۔

وہ امیدوار جو گرلز اسکول میں دینیات کا معلم رہ چکا ہو، اسے ترجیح دی جائے گی۔

(و) دو ایڈیٹر ——— تنخواہ دو سو پچاس روپے ماہوار سالانہ ترقی گیارہ روپے تنخواہ کی آخری حد چار سو بیس روپے ماہوار۔

ایک ایڈیٹر کے **خصائص:** (۱) سائیکل چلانا جانتا ہو۔ (۲) اونچے اور ڈھونچے کے پہاڑے زبانی یاد ہوں (۳) درخواست دینے کے وقت تک چھ افسانے، دس غزلیں، سات قطعے اور بائیس رباعیاں لکھ چکا ہو (۴) کمر کا درد دور کرنے والی دوا کا موجد ہو۔ (۵) کم از کم چھ برس تک کسی روزنامہ اخبار میں خریداروں کے نام کی چٹیں لکھنے کا کام کرچکا ہو۔ (۶) دندان سازی کا کام جانتا ہو۔ دندان سازی کے کسی

www.taemeernews.com

کالج کی سند کی ضرورت نہیں۔ (۷) عمر چھبیس برس سوا سات ماہ۔
کبڈی کھیلنے والے امیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔

دوسرے ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص :- (۱) کسی ہفتہ وار فلمی اخبار میں کم از کم چھ مہینے اور سات دن تک خریداروں کے سوالوں کا جواب دیتا رہا ہو (۲) سائن بورڈ لکھنا جانتا ہو (۳) دن میں کم از کم تیئس پان کھاتا ہو (۴) ہندوستان اور پاکستان کی تمام ایکٹرسوں کے پتے جانتا ہو (۵) محاورات نسواں پڑھ چکا ہو (۶) کم از کم ایک بار تپ محرقہ میں مبتلا رہ چکا ہو۔
جس امیدوار کے منہ پر چیچک کے داغ ہوں، اس کو ترجیح دی جائے گی۔

(ص) اسسٹنٹ ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص : (۱) کسی سیاسی تحریک میں حصہ لینے کے باعث نو مہینے اور پانچ دن جیل میں رہ چکا ہو (۲) ہندوستانی رقص سے شغف رکھتا ہو (۳) بیٹریں لڑانے کے فن میں مہارت تامہ رکھتا ہو (۴) دسویں جماعت میں جواب مضمون لکھنے پر انعام حاصل کر چکا ہو (۵) گلاس کے ذریعے سے ریزر کے پرانے بلیڈ تیز کر سکتا ہو۔ (۶) کسی ایکسپورٹ امپورٹ کمپنی میں بحیثیت کلرک کم از کم تین مہینے ملازمت کر چکا ہو۔
جس امیدوار کی تاریخ پیدائش یکم جنوری ۱۹۱۷ء ہو گی اسے ترجیح دی جائے گی۔

دوسرے ایڈیٹر کے مطلوبہ خصائص : (۱) کسی سلوتری کے ہاں کم از کم تین مہینے تک بحیثیت اسسٹنٹ کے کام کر چکا ہو۔ (۲) صرافے کے متعلق معلومات رکھتا ہو (۳) اسکول میں سکاؤٹ رہ چکا ہو اور سٹینڈرڈ رفٹ

www.taemeernews.com

بیج حاصل کر چکا ہو (۴) کسی بھی پوسٹ آفس کے باہر کم از کم ایک برس تک خطوط نویسی کا کام کرتا رہا ہو۔ (۵) کریما بہ بخشائے بر حالِ ما۔ از بر یاد ہو۔ (۶) دائمی نزلہ کام میں مبتلا ہو۔

جو امیدوار لنگڑاتا ہوگا۔ اس کو ترجیح دی جائے گی۔

(اٹھ) ایک فوٹو گرافر ——— تنخواہ ایک سو نناوے روپے ماہوار، روٹی کپڑا علیحدہ سالانہ ترقی ندارد۔

خصائص:- (۱) عینکوں کی ٹوٹی ہوئی کمانیاں درست کر سکتا ہو (۲) محکمہ انہار میں کم از کم ڈیڑھ برس ملازمت کر چکا ہو (۳) سٹہ کھیلنا جانتا ہو (۴) پستے کی ہوائیاں کاٹ سکتا ہو (۵) فانوسِ خیال نامی رسالے ہیں جس کو بند ہوئے تقریباً دس برس ہو گئے ہیں۔ ایک مضمون بعنوان "فوٹو گرافی کے کمالات عرف شانِ الٰہی" لکھ چکا ہو۔

امیدوار جس کے پاس السیشین کتا ہوگا۔ اسے ترجیح دی جائے گی۔

نوٹ:- متذکرہ صدر اسامیوں کے لئے درخواستیں بھیجنا ضروری نہیں لیکن زرِ داخلہ بھیجنا اشد ضروری ہے اس لئے کہ محکمہ خدماتِ خاصہ مشتہرہ اسامیوں کی تلاش اور ان کو حاصل کرنے میں اپنی گرہ سے کافی روپیہ خرچ کر چکا ہے۔

www.taemeernews.com

میری شادی

میں نے کبھی لکھا تھا کہ میری زندگی میں تین بڑے حادثے ہیں، پہلا میری پیدائش کا جس کی تفصیلات کا مجھے کوئی علم نہیں۔ دوسرا میری شادی کا، تیسرا میرا افسانہ نگار بن جانے کا۔ آخری حادثہ چونکہ ابھی تک چلا جا رہا ہے، اس لئے اس کے متعلق کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔

وہ لوگ جو میری زندگی کے اندر جھانک کر دیکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی خاطر میں اپنی شادی کی داستان بیان کرتا ہوں۔ یہ من وعن نہیں ہوگی کیونکہ بعض واقعات مجھے مصلحتاً گول کرنے پڑیں گے۔

میں پہلے اس حادثے کا عقبی منظر پیش کرتا ہوں تاکہ اس کی تفصیلات ابھر آئیں۔ سن مجھے یاد نہیں۔ غالباً بارہ تیرہ برس پہلے جب علیگڑھ یونیورسٹی

www.taemeernews.com

سے مجھے اس لئے باہر نکال دیا گیا تھا کہ مجھے دق کا عارضہ لاحق ہے، میں اپنی بہن سے کچھ روپیہ لے کر صحت درست کرنے کی خاطر بٹوٹ (جموں اور کشمیر کے درمیان ایک گاؤں) چلا گیا۔ یہاں تین مہینے قیام کرنے کے بعد میں واپس اپنے شہر امرتسر میں آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ میری بہن کا لڑکا فوت ہو گیا ہے (وہ بمبئے میں بیاہی ہوئی تھی۔ چند روز امرتسر رہ کر واپس بمبئے چلی گئی تھی)۔

یہاں پر میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ والد کے سائے سے محروم تھا۔ بہن کی شادی پر جو جمع پونجی موجود تھی۔ وہ میری سادہ لوح اور نیک دل ماں نے میرے بہنوئی کے حوالے کر دی تھی۔ اب یہ حالت ہو گئی تھی کہ ہم دوسروں کے محتاج تھے۔ میرے دو بڑے بھائی ہمیں چالیس روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے۔

امرتسر آتے ہی میرا دل و دماغ سخت مضطرب ہو گیا۔ جی چاہتا تھا کہیں بھاگ جاؤں یا خود کشی کر لوں۔ مضبوط ارادے کا مالک ہوتا تو یقیناً میں نے خود کو ہلاک کر لیا ہوتا، اسی لئے جب بمبئے سے ہفتہ وار مصوّر کے مالک مسٹر نذیر نے مجھے خط لکھا کہ میں بمبئے آ کر ان کے پرچے کی ادارت سنبھال لوں۔ تو میں نے فوراً بوریہ بستر باندھا اور بمبئے چل دیا۔ میں نے یہ بھی نہ سوچا کہ والدہ امرتسر میں اکیلی رہ جائے گی۔

مسٹر نذیر نے مجھے چالیس روپے ماہوار پر نوکر رکھ لیا۔ جب میں ان کے دفتر میں سونے لگا تو انہوں نے کرائے کے طور پر دو روپے تنخواہ میں سے

www.taemeernews.com

کاٹنا شروع کر دیئے۔ اس کے بعد جب انہوں نے مجھے امپیریل فلم کمپنی میں بحیثیت منشی یعنی مکالمہ نگار ۴۰ روپیہ ماہوار پر ملازم کرا دیا تو میری تنخواہ آدھی یعنی بیس روپے کر دی، جس میں سے دو روپے دفتر کو رہائش کے لئے استعمال کرنے کے سلسلے میں کاٹے جاتے رہے۔

یہ وہ زمانہ تھا جب انتہائی عروج کے بعد امپیریل فلم کمپنی روبہ تنزل تھی۔ اس کے مالک سیٹھ آرڈیشر ایرانی جو ایک باہمت آدمی تھے بڑی کوششوں میں مصروف تھے کہ ان کی کمپنی کی حالت سنبھل جائے۔

ظاہر ہے کہ ایسی تنگ حالت میں ملازموں کو تنخواہیں وقت پر نہیں ملتی تھیں۔ سیٹھ آرڈیشر نے ایک اور ظلم کیا کہ ہندوستان کا پہلا رنگین فلم بنانے کا فخر حاصل کرنے کے لئے باہر سے "سنے کلر پروسس" کی مشینیں منگوالیں وہ اس سے پیشتر ہندوستان کا سب سے پہلا ناطق فلم "عالم آرا" پیش کرنے کا فخر حاصل کر چکے تھے۔

کمپنی پر جب یہ رنگین بوجھ پڑا تو اس کی مالی حالت اور بھی کمزور ہوگئی مگر جوں توں کام چلتا رہا۔ کچھ نہ کچھ اڈوانس کے طور پر مل جایا کرتا تھا، باقی حساب میں جمع رہتا تھا۔

اتفاق ایسا ہوا کہ اس رنگین فلم کی ڈائرکشن مسٹر موتی، بی، گڈوانی کے سپرد ہوئی جو تعلیم یافتہ تھے اور مجھے پسند کرتے تھے انہوں نے مجھ سے کہانی لکھنے کے لئے کہا جو میں نے لکھ دی اور انہوں نے پسند کی، مگر ایک پیچ آن پڑا کہ وہ سیٹھ سے کیسے کہیں کہ پہلی رنگین فلم کی کہانی کا مصنف ایک

www.taemeernews.com

معمولی منشی ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد یہ طے ہوا کہ اچھے دام وصول کرنے کی خاطر کہانی پر کسی شخصیت کا نام دیا جائے۔

ایسی کوئی شخصیت، میرے دائرہ احباب میں نہیں تھی۔ لیکن جب میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو مجھے بہت دور شانتی نکیتن میں پروفیسر ضیاء الدین (مرحوم) دکھائی دیئے جو ٹیگور کی یونیورسٹی میں طلبا کو فارسی پڑھاتے تھے۔

میں نے ان کو خط لکھا، چونکہ وہ مجھ سے پیار کرتے تھے، اس لئے وہ ہمارے اس فراڈ میں شریک ہو گئے۔

کہانی چنانچہ انہی کے نام سے پیش ہوئی اور بہت بری طرح ناکام رہی کمپنی کی حالت اور بھی ابتر ہو گئی۔ اس دوران میں مسٹر نذیر کی سفارش سے مجھے سو روپے ماہوار پر "فلم سٹی" میں ملازمت مل گئی۔ کاردار صاحب کلکتے سے بمبئے آئے تو "فلم سٹی" نے ایک فلم کے لئے ان سے معاہدہ کیا، کہانیاں طلب کی گئیں، ان میں ایک میری بھی تھی جو میاں کاردار نے پسند کی اور اس پر کام بھی شروع کر دیا۔ مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

سیٹھ آرڈیشر کو پتہ چل گیا کہ میں "فلم سٹی" میں ہوں۔ گو ان کی وہ پہلی سی ساکھ نہیں تھی، لیکن اپنے تمام ہم عمر فلم پروڈیوسروں پر ان کا رعب اور دبدبہ ویسے کا ویسا قائم تھا۔ "فلم سٹی" کے مالکوں کو انہوں نے کچھ ایسی ڈانٹ پلائی کہ مجھے کان سے پکڑ کر واپس امپیریل فلم کمپنی میں بھیج دیا گیا۔ اور ساتھ ہی میری کہانی بھی۔

www.taemeernews.com

اب میری تنخواہ چالیس کے بجائے اسّی کر دی گئی اور وعدہ کیا گیا، کہ مجھے میری کہانی کا معاوضہ علیحدہ ملے گا۔ اس کہانی کی ڈائرکشن حافظ جی (رتن بائی والے) کے سپرد کی گئی۔

جب میں ’فلم سٹی‘ میں ملازم ہوا تھا تو میں نے ’مصور‘ کے دفتر میں رہائش چھوڑ کر پاس ہی ایک نہایت ہی غلیظ چالی (بلڈنگ) میں ایک کھولی (کمرہ)، نو روپے ماہوار پر لے لی تھی۔ اس میں اس قدر کھٹمل تھے، کہ چھت پر سے بارش کے قطروں کی طرح گرتے تھے۔

اس دوران میں میری والدہ بمبئے آگئی تھی اور اپنی لڑکی کے پاس قیام پذیر تھیں۔ جب پہلی بار وہ مجھ سے ملنے کے لئے اس غلیظ کھولی میں آئیں۔ تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

میرے اور میرے بہنوئی کے تعلقات کشیدہ تھے۔ اب اسے خدا بخشے مگر اس کا کردار بہت ہی خراب تھا۔ میں چونکہ نکتہ چینی کرتا تھا، اس لئے اس نے اپنے گھر میں میرا داخلہ بند کر دیا تھا اور میری بہن پر یہ پابندی عائد کر دی تھی کہ وہ مجھ سے نہیں مل سکتی۔

میں اپنی ماں کے آنسوؤں کا ذکر کر رہا تھا۔ جو اس لئے ان کی آنکھوں سے نکلے تھے کہ ان کا بیٹا جو نازو نعم میں پلا تھا۔ اب زمانے کی گردش سے ایسی غلیظ جگہ میں رہتا ہے اس کے پاس کپڑے نہیں۔ رات مٹی کے تیل کا لیمپ جلا کر کام کرتا ہے۔ ہوٹل میں روٹی کھاتا ہے۔

وہ جب تک رونق رہیں، میں شدید قسم کی دماغی اور روحانی اذیت

www.taemeernews.com

میں مبتلا رہا جو دن گزر چکے ہیں، ان کی یاد میرے نزدیک ہمیشہ فضول رہی ہے اور پھر رونے دھونے کا کیا مطلب ہے۔ مجھے ہمیشہ "آج" سے غرض رہی ہے۔ گزری ہوئی کل یا آنے والی کل کے متعلق میں نے کبھی نہیں سوچا جو ہونا تھا ہو گیا، جو ہونے والا ہے ہو جائے گا۔

رونے سے فارغ ہو کر میری والدہ نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا" سعادت: تم زیادہ کیوں نہیں کماتے"؟

میں نے جواب دیا" بی بی، زیادہ کما کر کیا کروں گا۔ جو کچھ کما رہا ہوں میرے لئے کافی ہے"۔

انہوں نے مجھے طعنہ دیا" نہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ تم زیادہ کما نہیں سکتے۔ زیادہ پڑھے لکھے ہوتے تو الگ بات تھی"۔

بات درست تھی، لیکن میرا پڑھنے میں جی نہیں لگتا تھا۔ تین بار انٹرنس میں فیل ہونے کے بعد جب کالج میں داخل ہوا تو میری آوارگی اور بھی بڑھ گئی اور ایف اے کے امتحان میں دو مرتبہ ناکام رہا۔ علی گڑھ گیا تو وہاں سے اس بناء پر نکالا گیا کہ مجھے دق کا عارضہ حق ہے۔

ان تلخ حقائق کو محسوس کرنے کے باوجود میں نے بات کو ہنسی مذاق میں ٹالنے کی کوشش کی" بی بی جان، میں جو کچھ کماتا ہوں، میری ذات کے لئے کافی ہے ـــــ گھر میں بیوی ہوتی تو پھر آپ دیکھتیں، میں کیسے کماتا ہوں کمانا کوئی مشکل کام نہیں۔ آدمی اعلٰے تعلیم کے بغیر بھی ڈھیروں روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔"

www.taemeernews.com

یہ سنکر والدہ نے اچانک مجھ سے یہ سوال کیا "شادی کرو گے"
میں نے ایسے ہی کہہ دیا "ہاں۔ کیوں نہیں!"

"تو اس اتوار کو تم 'ماہم' آؤ۔ فٹ پاتھ پر کھڑے رہنا۔ میں تمہیں دیکھ کر نیچے آجاؤں گی" والدہ نے یہ کہہ کر میرے سر پر ہاتھ پھیرا "تمہاری شادی کا بندوبست ہو جائے گا ۔۔۔ انشاءاللہ ۔۔۔ لیکن دیکھو، اپنے بال کٹوا کے آنا۔"

میں نے بال نہ کٹوائے رات کو میں نے اپنے کینوس شو پر پالش کر دیا تھا۔ ڈبل ریٹ پر دھلوائی ہوئی سفید پتلون پہن کر میں اتوار کی صبح کو 'ماہم' میں "اینک لیٹو مینشنز" کے پاس فٹ پاتھ پر کھڑا تھا۔ والدہ تیسری منزل کے فلیٹ کی بالکنی پر میری منتظر تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھا تو نیچے آئیں اور مجھے ساتھ چلنے کو کہا۔

بیس پچیس گز کے فاصلے پر ایک بلڈنگ تھی ۔۔۔ جعفر ہاؤس۔ والدہ نے اس کی دوسری منزل کے ایک فلیٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا، جو نوکرانی نے کھولا ہم اندر داخل ہوئے۔

والدہ زنانے میں چلی گئیں، میرا استقبال ایک گورے چٹے ادھیڑ عمر کے آدمی نے کیا۔ مردانے میں بڑی محبت اور بڑے خلوص کے ساتھ بٹھایا، اور فوراً بے تکلف ہو گئے۔ آپ نے مجھ سے اور میں نے ان سے ایک دوسرے کے مشاغل کے متعلق معلومات حاصل کیں۔

وہ گورنمنٹ کے ملازم تھے۔ پولیس کے محکمے میں "فنگر پرنٹ اسپیشلسٹ"

www.taemeernews.com

تنخواہ واجبی تھی۔کئی بچوں کے باپ تھے۔ ریس اور فلش کے رسیا۔ کراس ورڈ پزلز بڑی باقاعدگی سے حل کرتے تھے مگر کوئی انعام حاصل نہیں کرسکے تھے۔

میں نے ان کو اپنے سارے حالات بتادیئے۔ یہ بھی کہہ دیا کہ ایسی فلم کمپنی میں ملازم ہوں جہاں تنخواہ نہیں ملتی، صرف سانس کی آمدورفت جاری رکھنے کے لئے کبھی کبھی ایڈوانس کے طور پر کچھ مل جاتا ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ میں نے جب ان کو یہ بتایا کہ ایسی پتلی حالت میں بھی ہر شام کو بیئر کی ایک بوتل ضرور پیتا ہوں تو انہوں نے برا نہ مانا۔

میری بات کو انہوں نے بڑے غور سے سنا۔ جب میں جانے کے لئے اٹھا تو ملک حسن صاحب، میری کتاب زندگی کے تمام ضروری اوراق کا مطالعہ کرچکے تھے۔

جب ہم وہاں سے نکلے تو والدہ نے مجھے بتایا کہ یہ لوگ افریقہ سے آئے ہیں۔ تمہارے بھائیوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ انہوں نے دس بارہ برس مشرقی افریقہ میں بیرسٹری کی تھی۔ ان کے ہاں ایک لڑکی ہے۔ جس کا بیاہ کرنا چاہتے ہیں۔ کئی رشتے آچکے ہیں۔ مگر ان کو پسند نہیں آئے۔ اصل میں کوئی کشمیری گھرانہ چاہتے ہیں ——— میں نے ان سے تمہاری بات کی ہے اور کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی۔

رہی سہی جو کسر رہ گئی تھی وہ والدہ نے پوری کر دی تھی۔ لیکن میں سوچنے لگا کہ یہ سلسلہ کیا ہے۔ اگر وہ لوگ مان گئے (حالانکہ مجھے) اس کا یقین نہیں تھا۔ اس لئے کہ مجھ میں ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ وہ مجھے اپنی

www.taemeernews.com

لڑکی دیتے۔ تو کیا سچ مچ مجھے شادی کرنا پڑے گی اور پھر ڈھیروں روپے کمانا پڑیں گے۔

ملک صاحب نے مجھے دوسرے اتوار کو کھانے پر مدعو کیا تھا میں حسب وعدہ وہاں پہنچا تو انہوں نے میری بڑی آؤ بھگت کی۔

کھانا آیا۔ مرغ تھا، کوفتے تھے، ساگ سالن بھی تھا۔ اور دھنیے پودینے اور انار دانے کی چٹنی، ہر چیز لذیذ تھی۔ لیکن گرم مصالحہ اور مرچیں اس قدر تیز کہ الامان، میرے پسینے چھوٹ گئے لیکن رفتہ رفتہ میں عادی ہو گیا۔

دو تین اتواروں کے بعد جب میں ان لوگوں میں گھل مل گیا تو میری والدہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے میرا رشتہ قبول کر لیا ہے، جب میں نے سنا تو چکرا گیا۔ میں تو شادی کے اس قصے کو صرف ایک مذاق سمجھ رہا تھا اس کے علاوہ مجھے قطعاً یقین نہیں تھا کہ مجھے کوئی ہوشمند انسان اپنی لڑکی دے گا۔ میرے پاس تھا ہی کیا۔ انٹرنس پاس۔ وہ بھی تھرڈ ڈویژن میں۔ اور ملازمت ایسی جگہ جہاں تنخواہ کی بجائے ایڈوانس ملتا تھا ــــــ اور پیشہ فلم۔ اخبار نویسی۔ ایسے لوگوں کو شریف آدمی کب منہ لگاتے ہیں۔

ایک غلیظ کھولی حاصل کرنے کے لئے مجھے کتنے جتن کرنے پڑے تھے، مالک مکان کو معلوم ہو گیا تھا کہ فلم کمپنی میں کام کرتا ہوں۔ بڑی سفارشوں کے بعد وہ انجام کار راضی ہوا تھا۔

میں سخت پریشان ہوا، میں یہ خبر سننے کے لئے بالکل تیار نہیں تھا میرا دماغی توازن اس وقت اور بھی بگڑ گیا، جب والدہ نے کہا کہ انہوں

www.taemeernews.com

نے بات پکّی کر دی ہے۔ میں نے ان سے کچھ نہ کہا اور رات اٹھتے بیٹھتے اس سوچ میں غرق رہنے لگا کہ مصیبت جو میں نے خود مول لی ہے اس سے نجات کیسے ہوگی ـــــ

بہت سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ اب سوچ بچار بالکل فضول ہے۔ ہرچہ بادا باد کہہ کر مجھے اپنی کشتی اس منجدھار میں ڈال دینی چاہیئے۔

میں نے فیصلہ تو کرلیا، مگر نکاح کی رسم کے لئے روپیہ کہاں سے آئے۔ یہ سوال بہت ہی پریشان کرنے والا تھا۔ کمپنی سے اب ایڈوانس ملنا بھی بند ہو گیا تھا۔ ادھر والدہ نے تاریخ مقرر کر دی تھی۔

میں نے کئی مرتبہ سوچا کہ بمبئے سے بھاگ جاؤں، لیکن کسی غیر مرئی طاقت نے میرے پاؤں جکڑ رکھے تھے۔ ایک ہی صورت تھی کہ میں سیٹھ آرڈیشر سے ملوں اور ان سے اپنے نکاح کے اخراجات کے لئے کچھ روپے مانگوں۔

کمپنی کی طرف میرے قریب قریب ڈیڑھ ہزار روپے نکلتے تھے۔ اگر یہ مل جاتے تو سمجھئے میرا سب تردد دور ہو جاتا بلکہ عیش ہو جاتے۔

میں آرڈیشر صاحب سے ملا۔ ان کو اتنی فرصت نہیں تھی کہ میری داستان غور سے سنتے۔ ٹہلتے ٹہلتے۔ جو کچھ میں نے کہا۔ بدرجہ مجبوری سنا۔ آخر میں مجھ سے کہا۔ دیکھو کمپنی کی جو حالت ہے، وہ تم جانتے ہو۔ اگر حالت اچھی ہوئی تو ہم تمہاری شادی خود کر دیتے۔

یہ صحیح ہے کہ جب کمپنی کی حالت اچھی تھی تو وہ اپنے ملازموں کی بے دریغ مالی امداد کیا کرتے تھے۔ بڑے مخیر تھے مگر اب ان کا ہاتھ اس قدر

www.taemeernews.com

تنگ تھا کہ انہیں اس احساس سے بڑی الجھن ہوتی تھی کہ وہ کسی سوالی کی مدد نہیں کر سکتے۔

میری مایوسی کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔ میں چلنے لگا تو انہوں نے مجھے آواز دی اور پاس بلا کر کہا، "میں صرف اتنا کر سکتا ہوں کہ تمہیں ضروری چیزیں لے دوں ـــــ جاؤ حافظ جی کو بلا لاؤ۔"

میں حافظ جی کو ان کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے دو دکانوں کا پتہ ان کو بتایا۔ ایک چٹ پر کچھ لکھ کر دیا اور کہا، "منشی منٹو کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اور جو کچھ اسے چاہیئے لے دو۔"

میں حافظ جی کے ساتھ ہو لیا۔ ہم موٹر میں ایک بزاز کی دوکان پر پہنچے وہاں سے دو ساڑھیاں لیں۔ سیٹھ آرڈیشر کے ذاتی اوکاؤنٹ میں۔ دوسری دکان جوہری کی تھی۔ وہاں سے ایک آدمی میرے ساتھ کر دیا گیا۔ کیونکہ میں چاہتا تھا کہ لڑکی خود اپنے لئے زیور پسند کرے۔

میں اور جوہری کا آدمی دونوں جعفر ہاؤس پہنچے، لڑکی کی والدہ کو جن کو میں خالہ جان کہتا تھا جوہری کے آدمی نے کچھ زیورات دکھائے۔ انہوں نے صرف ایک ہیرے کی انگوٹھی، موتیوں کی بُوٹیاں، (کانوں کا زیور) ایک پینڈنٹ، دو طلائی چوڑیاں پسند کیں۔ میں نے خالہ جان پر بہت زور دیا کہ وہ چند اور زیورات بھی رکھ لیں، مگر وہ مجھ پر زیادہ بوجھ ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔ کاش میں نے ان سے یہ کہہ دیا ہوتا کہ خالہ جان ایسا موقع مجھے پھر کبھی نہیں ملے گا۔ مجھے کمپنی سے ڈیڑھ ہزار روپیہ لینا ہے۔ جاتے چور کی لنگوٹی نہ چھوڑیئے، مگر افسوس کہ اس رقم سے صرف

www.taemeernews.com

چار پانچ سو روپے ہی وصول ہوئے، کیونکہ کمپنی میرے نکاح ہونے کے فوراً بعد مرحوم ہوگئی۔

اب نذیر صاحب نے میری ماہوار تنخواہ پھر چالیس روپے کر دی جس سے کچھ ڈھارس ہوئی کہ شام کو بیئر کا سلسلہ جاری رہے گا۔

نکاح، میرے لئے ظاہر ہے کہ بہت مہلک ثابت ہوا۔ کمپنی سے جو روپیہ لیتا تھا وہ الگ غرق ہوا اور گھٹنا الگ زخمی ہوا۔

اس کی داستان بھی سن لیجئے۔ بمبئے میں دوست تھا نہ کوئی عزیز، بہن تھی، لیکن وہاں میرا حقہ پانی بند تھا، مجھے سارے کام خود ہی کرنا تھے۔ چند آدمیوں کو اطلاع دینا تھی کہ میرا نکاح ہو رہا ہے، چھوہارے اور الائچی دانے خرید نا تھے۔ بال کٹوانے تھے اور بس پر سوار ہو کر محاذ پر جانا تھا۔

شاہجہاں محل ہوٹل کے مالک سید فضل شاہ کو رسم نکاح میں شرکت کرنے کی دعوت دے کر جب لوٹ رہا تھا تو پتھریلے فرش پر میرا پاؤں پھسلا اس زور سے گرا کہ بے ہوش ہو گیا۔

میں زندگی میں صرف تین مرتبہ بے ہوش ہوا ہوں، سب سے پہلے اپنے نکاح پر سید فضل شاہ (مرحوم) کو دعوت شرکت دینے پر۔ دوسری مرتبہ اپنی والدہ کی اچانک موت پر، پھر اپنے لڑکے کی وفات پر،

یہ گر کر بے ہوش ہو جانا بھی اچھا شگون نہیں تھا۔ چوٹ اس قدر شدید تھی کہ جب مجھے ہوش آیا اور میں سیڑھیاں اترنے لگا تو میری مضروب ٹانگ نے چلنے سے انکار کر دیا۔ بڑی مشکل سے مارکیٹ تک پہنچا۔ درد اس قدر تھا کہ ہر قدم

www.taemeernews.com

پر بلبلا اٹھتا۔

خیر، چھوہارے اور الائچی دانے لئے اور ماہم پہنچا۔ جعفر ہاؤس کی سیڑھیاں افتاں وخیزاں طے کیں اور نکاح کی محفل میں جا پہنچا۔ پندرہ بیس اشخاص موجود تھے، میں گاؤ تکیئے کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔ زخمی ٹانگ دوہری نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے اسے الگ لیٹے رہنے دیا۔ گو یہ بڑی بدتمیزی تھی۔ مگر جب قاضی مرکھے (عجیب و غریب نام ہے) نے مجھے دوزانوں بیٹھنے کے لئے کہا تو جی کڑا کرکے اور زدرد کی ساری ٹیسیں پی کر ان کا حکم ماننا ہی پڑا۔

ایجاب و قبول کی رسم ختم ہوئی تو میری جان میں جان آئی۔ ٹانگ سیدھی کی درد کے کئی اور گھونٹ پیئے۔ مبارکبادیں وصول کیں اور لنگڑاتا لنگڑاتا اپنے گھر پہنچا۔ مٹی کے تیل کا لیمپ روشن کیا اور کھٹملوں بھری کھاٹ پر دراز ہوکر سوچنے لگا کہ آیا سچ مچ میرا نکاح ہوگیا ہے —— میں آپ سے سچ عرض کرتا کہ جیب میں چھوہارے اور الائچی دانے ہونے اور گھٹنے کی چوٹ کے باوجود مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ میری زندگی کا اتنا بڑا حادثہ وقوع پذیر ہو چکا ہے۔

میں تقریباً قریب شادی شدہ تھا۔ فرق بس صرف اتنا تھا کہ میری بیوی میری نو روپے ماہوار کی کھولی میں موجود نہیں تھی۔ قانون کی رو سے میں جب بھی چاہتا اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہہ سکتا تھا، لیکن اتنی ہمت کہاں تھی۔ اسے کھلاتا کہاں سے۔ سامنے والے ایرانی کے ہوٹل سے اور وہ بھی ادھار، رکھتا کہاں؟ کھولی میں تو ایک زائد کرسی کے لئے بھی جگہ نہیں تھی۔

ظاہر ہے کہ بیویاں نہاتی بھی ہیں۔ مگر وہاں تو کوئی غسل خانہ ہی نہیں تھا۔

www.taemeernews.com

دومنزلہ بلڈنگ تھی جس میں چالیس کھولیاں تھیں۔ ان سب کے سا کنوں کے باہم استعمال کے لئے صرف دو غسل خانے تھے، جن کے دروازے معلوم نہیں کب کے غائب ہو چکے تھے، مجھے اس احساس سے بڑی الجھن ہوتی تھی۔ کہ میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک لڑکی کے ساتھ آج نہیں تو کل مجھے شوہر کی حیثیت سے زندگی گذار نا ہوگی۔ اس سے قبل میں نے ایسا کوئی تجربہ نہیں کیا تھا، مجھے قطعاً معلوم نہیں تھا کہ بیوی کیا ہوتی ہے اور شوہر کیا ہوتا ہے۔

میری زندگی میں دو تین لڑکیاں ضرور آئی تھیں، مگر وہ نوکرانیاں تھیں ان سے میرا تصادم ایسے ہی ہوا تھا جیسے سڑک پر راہ چلتے دو سانڈھ ایک دوسرے سے ٹکرا ئیں اور چٹکیوں میں اس تصادم سے فراغت حاصل کر کے اپنی اپنی راہ لی۔ میں بڑی ایمانداری سے محسوس کر رہا تھا کہ میں اور سب کچھ بن سکتا ہوں۔ لیکن شوہر نہیں بن سکتا۔ یہ مضمون نویسی اور افسانہ نگاری والا معاملہ نہیں تھا

وقت گذرتا گیا۔ میں نے کوشش کی اور سروج مووی ٹون، نامی فلم کمپنی میں ایک سو روپے ماہوار پر ملازم ہو گیا، یہ کمپنی تو شاید میری آمد کی منتظر تھی۔ ابھی دو ماہ بھی نہ گذرے ہوں گے کہ اس کا دیوالیہ پٹ گیا۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرا نکاح میرے لئے بہت منحوس ثابت ہوا ہے۔

لیکن سورگ باشی سروج مووی ٹون، کے چلتے پرزے مالک سیٹھ نانو بھائی ڈسائی نے کچھ ایسی تگڑم لڑائی کی کہ ایک مالدار مارواڑی کو پھانس لیا اور سروج مووی ٹون، کا نام ہٹا کر، ہندوستان سنے ٹون، کے نام سے نئی فلم کمپنی کھڑی کردی۔

اس کے لئے میں نے دوسری فلمی کہانی "کیچڑ" کے عنوان سے لکھی جو بعد میں

www.taemeernews.com

"اپنی نگریا" جیسے بے ڈھنگے اور بے تکے نام سے پیش ہوئی اور کامیاب رہی۔

یہ فلم ابھی نصف بھی تیار نہیں ہوا تھا کہ مارواڑی سیٹھ چاندی کے سٹے میں اپنی ساری دولت گنوا بیٹھے، حتیٰ کہ اپنی شاندار موٹر بھی جس کا رنگ بے داغ سفید تھا۔ میں نے اس کا رشتہ بھی اپنے نکاح سے جوڑا۔ مجھے یقین تھا کہ چند دنوں میں ہی اس نئی کمپنی کا دیوالہ ضرور پٹے گا۔ لیکن نانو بھائی ڈسائی نے کسی نہ کسی طرح ادھر ادھر سے قرض لے کر فلم مکمل کر ہی لیا۔

میرا نکاح ہوئے قریب قریب دس ماہ ہو چلے تھے کہ مجھے ایک نہایت شرمناک حادثے سے دوچار ہونا پڑا۔ میرا ایک بے وقوف دوست عاشق تھا۔ ان پڑھ، جاہل، خوشامدی۔ لیکن رقص کے فن کا ماہر۔ مجھے خوش کرنے کے لئے ایک شام اس نے مجھے بیئر پلائی، تھوڑی سی خود بھی پی اور چہکنے لگا۔ چہکتے چہکتے وہ مجھے اپنے ایک دوست کی موٹر میں بٹھا کر ایک لڑکی کے پاس لے گیا جو بقول اس کے اس کی شاگرد تھی۔

جب اس نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے کسی نسوانی آواز نے پوچھا "کون ہے"؟

"عاشق" عاشق نے کہا۔

اندر سے ایک موٹی گالی باہر نکلی "عاشق کی"

عاشق کو جو غصہ آیا تو وہ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہو گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا۔ وہ ایک نوکر کو بری طرح پیٹ رہا تھا۔

میں قصہ مختصر کرتا ہوں۔ دوسرے روز عاشق گرفتار ہوا تو اس نے

www.taemeernews.com

پولس والوں سے کہا: "میرے ساتھ ایک اور آدمی تھا۔"

چنانچہ مجھے بھی گرفتار کیا گیا۔ تاہم میرے سسرال کو فوراً اس کا پتہ چل گیا میں بہت پریشان ہوا کہ اب کس منہ سے ان لوگوں کے پاس جاؤں میری منکوحہ نے میرے متعلق یقیناً بہت بری رائے قائم کی ہوگی ـــــ وہ ضرور روتی ہوگی کہ کس بدمعاش سے میرا پالا باندھ دیا گیا ہے۔ جس سے چھٹکارا حاصل کرنا بھی ممکن نہیں۔

میں نے بہت دیر تک بڑی ایمانداری سے خود کو اپنی منکوحہ کی پوزیشن میں رکھ کر غور کیا اور اس نتیجے پر پہنچا کہ میں خالہ جان سے صاف صاف کہہ دوں کہ اگر اس واقعے کے بعد جو واقعی بہت شرمناک ہے، آپ مجھے اپنی بیٹی دینا مناسب خیال نہ کریں تو میں طلاق دینے کے لئے تیار ہوں، مگر جب میں نے ان سے اپنے ان خیالات کا اظہار کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا "تم پاگل ہو جو ایسی باتیں سوچتے ہو، ہمیں تمہاری بے گناہی کا یقین ہے!"

میرے سینے کا بوجھ ہلکا تو ہو گیا مگر میرے اس وہم میں اور اضافہ ہوا کہ نکاح میرے لئے نحوست ہی لے کر آیا۔ کمپنی کی حالت بہت پتلی ہو گئی تھی۔ اب تنخواہوں کے بدلے ایڈوانس ملنا شروع ہو گیا تھا۔ میری کہانی کا حق الخدمت واجب الادا تھا۔ مگر کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی کہ یہ مجھے ملے گا۔

ادھر والدہ نے میرے سسرال کے اصرار پر رخصتی کی تاریخ مقرر کر دی ایک برس کے قریب ہو گیا تھا نکاح ہوئے۔ وہ لوگ انتظار کرتے کرتے

www.taemeernews.com

تنگ آ گئے تھے۔ مجھے کوئی جلدی نہیں تھی، بلکہ یوں کہئے کہ میری دلی خواہش تھی کہ رخصتی کی نوبت ہی نہ آئے۔ میں بہت خائف تھا کہ مجھ سے گھربار نہیں چلایا جا سکے گا اور ایک شریف لڑکی کی ساری عمر بغیر کسی قصور کے عذاب میں کٹے گی۔ مگر دن مقرر ہو چکا تھا جو میرے لئے روز قیامت تھا۔

ہفتہ وار "مصور" کی حالت بہت اچھی ہو گئی تھی۔ اب اس کا دفتر بہتر جگہ پر منتقل ہو چکا تھا۔ ٹیلیفون موجود تھا۔ مسٹر نذیر کے پاس ایک چھوٹی سی کار تھی۔ جس میں وہ ادھر ادھر گھوم کر اشتہار فراہم کرتے تھے۔

ہم دونوں کی رہائش اب اس دفتر میں تھی۔ میں ہر اتوار ماہم جاتا کبھی کبھی دروازے کی درزوں میں سے اپنی بیوی کو ایک آدھ جھلک دیکھ لیتا اور رات کا کھانا کھا کر جب واپس گھر جاتا تو سوتے وقت اپنے آپ پر لعنت بھیجتا کہ میں نے کیوں شادی کا کھیل کھیلا جب کہ مجھے اس میں اس قدر پھسڈی نکلنا تھا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن والا معاملہ تھا۔

رخصتی کی تاریخ میں جب صرف دس روز باقی رہ گئے تھے تو میں چونکا۔ ایک دم اٹھا اور دفتر کے پاس ہی یعنی اسی بلڈنگ میں ایک فلیٹ بتیس روپے ماہوار پر لے لیا۔ چالیس مجھے مسٹر نذیر سے ملتے تھے۔ میں نے ان سے کہہ دیا کہ ہر ماہ کرایہ ادا کر دیا کریں۔ اب گویا مجھے پانچ روپے ماہوار پر اپنا اور اپنی بیوی کا پیٹ پالنا تھا۔

میں نے فلیٹ کو اچھی طرح صاف کیا۔ اس کا چوبی فرش اور دروازے جو بے حد غلیظ تھے، سوڈا کاسٹک سے صاف کئے اور نالا لگا کر سلیقے سے ایک

www.taemeernews.com

موہوم امید لئے نانو بھائی ڈیسائی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی کہانی کے معاوضے اور تنخواہوں کے بقایا کا تقاضا کیا۔ سیٹھ صاحب نے مجھے صاف جواب دے دیا کہ وہ مجھے ایک ڈیڑھیا (پیسہ) بھی نہیں دے سکتے۔

میں نے جب ٹکا سے جواب سنا تو میں بھنّا گیا۔ غصّے میں آکر میں نے سیٹھ کو گالیاں تک دیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے باہر نکال دیا گیا۔ میں نے فوراً بابو راؤ پٹیل (ایڈیٹر فلم انڈیا) کو ٹیلیفون کیا۔ سارا ماجرا سنا کر میں نے ان سے کہا کہ اگر نانو بھائی نے میرا حساب نہ چکایا تو میں بھوک ہڑتال کر دوں گا۔ میرا یہ فیصلہ اٹل تھا۔

بابو راؤ جو میری ہٹ سے واقف تھا بہت مضطرب ہوا۔ اس نے فوراً نانو بھائی کو ٹیلیفون کیا اور اس سے کہا کہ اگر منٹو نے بھوک ہڑتال شروع کی تو سارا پریس اس کا ساتھ دے گا۔ اس لئے اسے چاہیئے کہ فوراً اس کے ساتھ سمجھوتہ کر لے۔

ٹیلیفون پر تو کوئی فیصلہ نہ ہوا۔ لیکن جب بابو راؤ، نانو بھائی سے اس کے دفتر میں ملا تو مجھے بلایا گیا۔ نانو بھائی نے مجھ سے معافی مانگی۔ میں نے اس سے۔ آخر فیصلہ یہ ہوا کہ میں آدھی رقم پر راضی ہو جاؤں اس لئے کہ کمپنی کی حالت نازک ہے۔

مجھے نو سو روپے کا ایک پوسٹ ڈیٹڈ چیک دیا گیا۔ چند روز گذرنے کے بعد جب میں نے نانو بھائی ڈیسائی کو ٹیلیفون کیا کہ تاریخ آگئی ہے اور میں چیک کیش کرانے جا رہا ہوں تو اس نے کہا پہلے مجھ سے ملو۔

www.taemeernews.com

میں اس سے ملا تو اس نے مجھ سے بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہا کہ بنک میں روپیہ نہیں ہے، کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں پانچ سو روپے نقد پر راضی ہو جاؤں۔ میں فوراً راضی ہو گیا۔ حالانکہ میری حق حلال کی کمائی کے اٹھارہ سو روپوں میں سے پہلے نو سو ہوئے اور اب پانچ سو، لیکن میں مجبور تھا۔ رخصتی میں اب صرف چار روز باقی تھے۔

میں نے کمپنی کی موٹر لی، مگر اس میں صرف پٹرول پمپ تک جانے کے لئے پٹرول تھا۔ میں نے اپنی گرہ سے پٹرول ڈلوایا اور ڈرائیور سے کہا۔ سیدھے مارکیٹ چلو۔ پانچ سو روپے جیب میں تھے۔ میں نے ان سے اپنی دلہن کے لئے ساڑھیاں وغیرہ خریدیں ــــ جب گھر پہنچا تو جیب قریب قریب خالی تھی۔ اور گھر تو بالکل خالی تھا۔ ٹوٹی ہوئی کرسی تک نہ تھی۔

میرے وہاں ایک بزرگ تھے حکیم محمد ابو طالب اشک عظیم آبادی۔ بڑے مرنجان مرنج آدمی تھے۔ میں نے جب ان سے ذکر کیا کہ دلہن لا رہا ہوں مگر گھر خالی ہے تو وہ مجھے فرنیچر کی ایک دکان پر لے گئے اس کا مالک ان کو اچھی طرح جانتا تھا۔ چنانچہ مجھے آسان قسطوں پر کچھ سامان مل گیا۔ مثال کے طور پر لوہے کی اسپرنگوں والی دو چارپائیاں۔ برتن وغیرہ رکھنے کی ایک الماری۔ ایک سنگار میز (یہ سیکنڈ ہینڈ تھی)، ایک لکھنے والا میز اپنے لئے ایک کرسی وغیرہ وغیرہ۔

جب میں نے یہ سامان فلیٹ میں سجانے کی کوشش کی تو مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ دو جہازی سائز کے کمرے تھے۔ ان میں یہ فرنیچر دکھائی ہی نہیں دیتا تھا چنانچہ میں نے دو مونڈھے خریدے اور وہ بھی ایک کونے میں جما دیئے جو دوسرے

www.taemeernews.com

فرنیچر کی طرح گم ہو گئے۔

ادھر ادھر سے مجھے جو چیز ملی۔ میں نے کہیں نہ کہیں ٹکا دی۔ ہر چیز ٹکانے کے بعد میں کمرے پر نظر ڈالتا اور اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش کرتا کہ اب فلیٹ بھرا بھرا نظر آتا ہے۔

روز محشر آخر آن پہنچا۔ صبح مصور کے دفتر میں بیٹھا تھا ــــ والدہ اب میرے پاس آگئیں تھیں۔ ان سے میں یہ کہہ کر آیا تھا کہ برات کا بندوبست کرنے جا رہا ہوں۔

مسٹر نذیر نے مختلف لوگوں کے نام رقعے بھیج دیئے تھے۔ جن میں سے اکثر فلم لائن سے وابستہ تھے۔ میری برات گویا ایک فلمی برات تھی۔ میاں کاردار ڈائرکٹر گنجالی اس زمانے کے مشہور ایکٹر ای۔ بلی موریا اور ڈی بلی موریا نور محمد چارلی اور مرزا مشرف، بابوراؤ پٹیل اور پہلے رنگین فلم کی ہیروئن پدما دیوی، یہ سب شریک ہو رہے تھے۔

بابوراؤ پٹیل کو جب معلوم ہوا تھا کہ منٹو کے گھر میں صرف اس کی ماں ہے جسے اکیلی مہمانوں کی خاطر تواضع کرنا پڑے گی تو اس نے پدما دیوی کو ہمارے ہاں بھیج دیا تھا کہ وہ میری والدہ کا ہاتھ بٹائے۔

میں نے کرائے پر کرسیاں منگوالی تھیں اور پاس والے ایرانی ریستوران سے دودھ کی بوتلیں۔ اس پر جو خرچ اٹھتا وہ میں اطمینان سے ادا کرسکتا تھا۔ اس لئے مجھے اس طرف سے کوئی تردد لاحق نہیں تھا۔ لیکن میں اس تکلیف اور سوچ میں غرق تھا کہ گھر بار چلے گا کیسے؟

www.taemeernews.com

میں دفتر میں آکر بیٹھا تھا کہ ماہم، سے میری بہن کا ٹیلیفون آیا اس نے مجھ سے پوچھا۔ کہو کیا حال ہے ——— میں نے جواب میں آغا حشر کا مشہور فقرہ دہرایا "شیر لوہے کے جال میں ہے، عجب مخمصے میں گرفتار ہوں۔ برات کی تیاریاں کر رہا ہوں۔ لیکن جیب میں صرف ساڑھے چار آنے ہیں۔ چار آنے میں سگریٹ کی ڈبیا آجائے گی ——— دو پیسے کی ماچس — چلو قصہ پاک ———!"

وہ بے چاری میری مدد کرنے سے مجبور تھی۔ اس کے شوہر نے تو اس کو اتنی اجازت نہیں دی کہ وہ رخصتی کی رسم میں شریک ہوتی اور اپنے بھائی کو دولہا بنا ہوا دیکھتی۔ پھر بھی اس نے مجھ سے کہا۔ "سعادت، میں تمہارے واری جاؤں۔ ذرا کی ذرا اپنی موٹر میرے گھر کے سامنے روکنا ——— میں تمہیں دیکھنا چاہتی ہوں"

میں نے اور زیادہ گفتگو نہ کی۔ کیونکہ وہ بہت زیادہ جذباتی ہو رہی تھی۔ ٹیلیفون کا سلسلہ منقطع کرنے کے بعد میں اٹھا اور ہیڈ وس کے سیلون سے بال کٹوائے۔ حمام میں غسل کیا۔ یہ سب ادھار۔

شام تک میں نے سگریٹ کی ساری ڈبیا پھونک ڈالی۔ اب میری جیب میں صرف ایک ماچس تھی۔ وہ بھی آدھی۔

کپڑے تبدیل کرکے میں نے وہ سوٹ پہنا جو مجھے سسرال سے ملا تھا۔ ٹائی باندھی۔ آئینے میں جب میں نے اپنی شکل دیکھی تو ایک کارٹون سا نظر آیا میں خوب ہنسا۔

بتیاں جلنے سے پہلے سارے براتی جمع ہو گئے۔ پدما دیوی اور میری والدہ نے سب کی خاطر تواضع کی۔ اس کے بعد یہ قافلہ جو دس پندرہ موٹروں

www.taemeernews.com

پرشامل تھا۔ ماہم کی طرف روانہ ہوا۔

میں نانو بھائی ڈِسائی کی موٹر میں تھا۔ بغیر سہرے کے سر سے ننگا۔ بالوں کی لمبائی معقول تھی۔ جب ہم جعفر ہاؤس کے قریب پہنچے تو میں نے ڈرائیور سے کہا۔ تھوڑی دور آگے لے جائیے۔ باہر فٹ پاتھ پر میری بہن کھڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ جب اس نے میرے سر پہ محبت کا ہاتھ پھیرا دعائیں اور مبارک باد دی تو میں جلدی سے واپس موٹر میں بیٹھ گیا اور ڈرائیور سے کہا کہ بیک کرے۔

خالہ جان نے اوپر کھلے ٹیرس پر دعوت کا انتظام کیا تھا جو بہت اچھا تھا۔ رفیق غزنوی، ڈائریکٹر نندا اور آغا خلش کاشمیری کے درمیان بڑی پُر لطف نوک جھونک ہوتی رہی، سب نے ڈٹ کر کھایا، کیونکہ کھانا بہت عمدہ اور لذیذ تھا۔ کشمیریوں کی روایت کے عین مطابق۔

کھانا کھانے کے بعد خوش گپیاں شروع ہوئیں۔ آغا خلش صاحب نے ایک پرمزاح نظم پڑھی جو انہوں نے فی البدیہہ کہی تھی، یہ سلسلہ ختم ہوا تو مجھے نیچے بلایا گیا اور دلہن کے سپرد کر دیا گیا۔

یہ سب مجھے ایک خواب سا معلوم ہوتا ہے۔ دماغ میں جانے کتنے خیالات تلے اوپر آرہے تھے، دولہن میرے ساتھ تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور لرزاں آواز میں، "چلو بھئی چلیں"۔

ہم نیچے اترے، بلی موریا نے اپنی کار پیش کی۔ والدہ میرے ساتھ تھیں، پہلے انہوں نے دولہن کو بٹھایا، اس کے بعد آپ بیٹھیں، پھر مجھے

www.taemeernews.com

اندر آنے کو کہا۔ وہ میرے اور دلہن کے درمیان تھیں۔ گھٹنوں پر مخملیں جزدان میں لپٹا ہوا قرآن تھا۔ میری اور دلہن کی گردن ہاروں سے لدی پھندی تھیں۔ موٹر سٹارٹ ہوئی تو والدہ نے زیر لب کوئی آیت پڑھنا شروع کردی۔ میں اب کسی قدر سنبھل چکا تھا، میرا جی چاہتا تھا کہ دلہن سے ذرا چھیڑ خانی کروں مگر ـــ والدہ بیچ میں بیٹھی تھیں اور پھر کلام پاک پڑھ رہی تھیں۔ میری یہ شریر خواہش وہیں کی وہیں سرد ہوگئی۔

مجھے معلوم نہیں راستہ کیسے اور کتنے عرصے میں کٹا۔ بس ایک دم گھر آگیا وہ بلڈنگ جو بہت پرانی وضع کی تھی جس کی ساخت میں لکڑی زیادہ اور اینٹیں کم استعمال ہوئی تھیں۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ کسی زمانے میں یہ بمبئی کا بڑا عالی شان ہوٹل ہوا کرتا تھا۔ اسے ہز ہائی نس سر آغا خاں نے ایک دوست سے شرط میں جیتا تھا۔

والدہ دلہن کے ساتھ اوپر فلیٹ میں چلی گئیں۔ میں نے اپنے دوستوں کا شکریہ ادا کیا۔ اتنے میں مرزا مشرف اس ٹرک میں آن پہنچا جس میں دلہن کا جہیز تھا۔ کھانے کا میز، کرسیاں، اسپرنگوں والا پلنگ۔ تپائیاں، صوفہ سیٹ اور صندوق وغیرہ وغیرہ۔

یہ اسباب اتروایا تو مرزا مشرف کا ٹرک والے سے کرائے پر جھگڑا ہوگیا جو کافی دیر تک جاری رہا۔ مرزا مشرف نے اپنے مسخرے پن کا جی بھر کے مظاہرہ کیا۔ آخر جب یہ جھگڑا نپٹا اور سارا سامان فلیٹ میں پہنچ گیا اور عارضی طور پر ادھر ادھر ٹکا دیا گیا۔ تو مرزا مشرف نے جاتے ہوئے میرے کان میں کہا،

www.taemeernews.com

"منّے دیکھو، ہماری ناک نہ کٹ جائے کہیں!"

میں تھک کر چُور چُور تھا۔ حلق سوکھ کے لکڑی ہو رہا تھا۔ اس لئے مسخرے مرزا کے اس مذاق کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ دوسرے روز میں نے محسوس کیا کہ میرے وجود کا ایک چوتھائی حصہ شوہر میں تبدیل ہو چکا ہے، اس احساس سے مجھے بہت اطمینان حاصل ہوا۔ مجھے باہر بالکنی میں ایک رسی تنی نظر آنے لگی جس پر پوتڑے اور کلوٹ ٹنگے ہوئے تھے۔

---

www.taemeernews.com

کرچیں اور کرچیاں

"ہندوستان کے مشہور نڈر نیتا کے داخلے پر کشمیر میں پابندی عائد کردی گئی ہے۔"

"اور یہ طرفہ تماشہ ہے کہ یہ مشہور اور نڈر لیڈر خود کشمیری ہیں۔"

"سعادت حسن منٹو بھی کشمیری ہے۔"

"اور اس پر تین مقدمے فحاشی کے الزام میں چل چکے ہیں۔"

"سیاست بھی فحاشی ہے۔"

"ہندوستان کے مشہور اور نڈر لیڈر پر زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند مقدمہ چلانا چاہیئے۔"

"اور سیشن میں بری کر دینا چاہیئے۔"

www.taemeernews.com

"اس لئے کہ ابھی تک نخاشی کا صحیح تعین نہیں ہوا"۔

"اور نہ ابھی تک اس کی صحیح اور قطعی تعریف ہی دریافت ہوئی ہے"۔

"ہندوستان کے مشہور اور نڈر نیتا جو کشمیری ہیں"۔

"زندہ باد"۔

"سعادت حسن منٹو"۔

"ہندوستان کے مشہور، نڈر اور جذباتی لیڈر نے کشمیر میں اپنے داخلے کی پابندی کے باوجود دھاوا بول دیا"۔

"ڈوگرہ حکومت ہشیار باش"۔

"با ادب با ملاحظہ ہوشیار —— نگاہیں رو برو"۔

"راشٹر پتی کی سواری آتی ہے"۔

"ہم ڈوگرے نہیں —— دوگرے ہیں —— ہمارے دو گرہ ہیں"۔

"تم دوگرے ہو —— مگر گورے نہیں جو ہزار گرُے تھے۔ تم مجھے نہیں روک سکتے"۔

"ہم تو نہیں روک سکتے —— لیکن یہ سنگینیں اور کرچیں روک سکتی ہیں، جو بنائی اسی لئے گئی ہیں"۔

"یہ کیوں بنائی گئی ہیں؟"

"معلوم نہیں —— جنہوں نے بنائی ہیں ان سے پوچھو"۔

"تم کشمیری ہو"۔

www.taemeernews.com

"ہمیں معلوم نہیں — ہم صرف ڈوگرے ہیں — ہم صرف کرچیں ہیں — ہم صرف وہ ہیں جو ہم نہیں ہیں، لیکن ہمیں تمہارے وجود نے جنم دیا ہے — تم چلے جاؤ — واپس الہ آباد چلے جاؤ، جہاں کے امرود بہت مشہور ہیں — ہم اپنی تیز تیز کرچوں سے انہیں کاٹ کاٹ کے کھاتے رہے ہیں — جاؤ، واپس چلے جاؤ، ایسا نہ ہو، کہ ہم تمہیں بھی الہ آبادی امرود سمجھ کر کھا جائیں"

"میں بڑا جذباتی آدمی ہوں — میں امرود بھی بن جاؤں گا۔ مگر یہاں نمرود کی خدائی نہیں دیکھوں گا — تمہارا مہاراج نمرود ہے۔ الہ آباد کا امرود ہونے کا اسے فخر کبھی حاصل نہیں ہو سکتا — میں کشمیری ہوں۔ بگو گوشہ ہوں، گلاس ہوں، سیب ہوں — میں بڑی سے بڑی قیمتی شے ہوں۔ یہاں سے باہر نکل کر تمام ہندوستان سے پوچھو کہ میں کون ہوں۔ میرا باپ موتی تھا — بڑا نایاب موتی — کیا تم اس کی آب و تاب بھول گئے ہو؟"

"جو بندھ گیا سو موتی — کیا وہ بندھ گیا تھا؟"

"وہ بندھا نہیں تھا، کئی دفعہ باندھا گیا تھا — اس کو پیٹا بھی گیا تھا۔"

"تو وہ موتی نہیں تھا — ہم نے اس کی جیوتی کبھی نہیں دیکھی"

"تم نے اس کی جوتی بھی نہیں دیکھی اور نہ تم اس لائق ہو کہ اسے دیکھو"

"پکڑ لو۔"

www.taemeernews.com

"پکڑ لو۔"

"نہیں سنگینوں کی نوک پر اس کو روک لو۔"

"میں اس کی پروا نہیں کرتا۔"

"اٹھاؤ اس سر پھرے کو، موٹر میں ڈالو اور کشمیر کی سرحد سے باہر چھوڑ آؤ۔"

"ہاں ـــــ آدمی برا نہیں ـــــ حالانکہ باتیں بہت بری کرتا ہے۔"

"جو ہمیں نہیں سکھائی گئیں۔"

"پکڑ لو۔"

"ڈالو موٹر میں۔"

"اور چھوڑ آؤ سرحد پار۔"

"ہندوستان کے مشہور نڈر اور جذباتی لیڈر کو پکڑ لو ـــــ بڑی احتیاط کے ساتھ ـــــ جس طرح کہ تم بچے کو اٹھاتے ہو، اور یوں سمجھو کہ تم اسے موٹر میں نہیں بلکہ ایک جھولے میں ڈال رہے ہو ـــــ جھولا جھلاتے ہوئے اسے وہیں چھوڑ آؤ جہاں سے اس نے ہماری نیند حرام کرنے کی ٹھانی تھی۔ ہم ڈوگرے ہیں۔"

"ہم ڈوگرے ہیں۔"

"ہم ہری سنگھ ہیں۔"

"ہم نے رم پی ہوئی ہے۔"

www.taemeernews.com

"اس لئے ہم — باادب ہیں۔ باملاحظہ ہیں — ہوشیار ہیں۔"
" راشٹرپتی کی سواری واپس کرو۔"

" لو بھئی تقسیم ہو گیا۔"
" کیا تقسیم ہو گیا؟"
" برصغیر۔"
" برصغیر؟"
" کس نے تقسیم کیا؟"
"معاف کرنا میں ہندو ہوں — میرا ملک اب یہ ہندوستان ہے۔"
" کون سا ہندوستان؟"
" جیسے ریڈ کلف نے ہمارے بہی کھاتے میں درج کیا ہے۔"
" تو اس میں معافی کی کیا ضرورت تھی؟"
"ضرورت تھی، مت بولو — اب تم ہندو ہو — تمہاری زبان ہندی ہونی چاہئے۔"
" مگر ہمارے ملک کے لنگوٹی پوش نیتا نے کہا تھا۔"
" وہ مارا جائے گا۔"
" اسے کون مار سکتا ہے۔"
" ہم ماریں گے۔"
" تم؟"

www.taemeernews.com

"ہماری قوم میں سے کوئی بھی آدمی اٹھے گا اور ایسے تفرقہ پرداز آدمی کو ہلاک کر دے گا۔"

"یہ ضرور ہونا چاہیئے۔"

"یہ ضرور ہوگا۔"

"کب؟"

"ہو جائے گا اپنے وقت پر۔"

"یہ وقت کب آئے گا؟"

"وقت کے آنے اور جانے کے سوال پر کئی دفعہ غور ہو چکا ہے۔ مگر سنا ہے کہ یہ ارباب حکومت کے اختیار کی بات نہیں۔ سنا ہے کہ ایک رب ہے جو اس محکمے کا افسر اعلیٰ ہے۔"

"وہ کسی کو چون و چرا کی اجازت نہیں دیتا۔ اور اپنی من مانی کرتا ہے۔"

"وہ لائق تعزیر ہے۔"

"اس کے لئے ہماری تعزیرات ہند بالکل بے اثر ہے۔"

"یہ کیا ہو رہا ہے بھائی صاحب۔"

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"

"دنیا کی سب سے بڑی اسلامی حکومت وجود میں آرہی ہے۔"

www.taemeernews.com

"سنا ہے کہ بگل کافی بجے تھے۔ پٹاخے بھی چھوٹے تھے۔"

"شرارت تھی؟"

"ہر انقلاب ایک شرارت ہوتا ہے۔"

"لیکن ہر شرارت انقلاب نہیں ہوتی۔"

"تم بکواس کرتے ہو —— تم —— ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سامراجی بندھنوں میں گرفتار ہو۔"

"تم بورژوائی ہو —— تمہیں پرولتاریوں سے کوئی نسبت نہیں۔"

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔"

"یہ سعادت حسن منٹو تو نہیں بول رہا۔"

جی نہیں —— اسے تو عرصہ ہوا مرے ہوئے —— اس کا ٹھنڈا گوشت بول رہا ہے۔"

"کہاں سے"

"قبر سے؟"

"ایسا کیونکر ہو سکتا ہے —— اس کے خلاف تو فتوے دے چکے ہیں کہ کافر ہے —— کافر کی قبر کیسے بن سکتی ہے۔"

"خود بخود بن گئی ہے۔"

"غلط ہے —— ہر چہار اکناف اعلان کر دو کہ یہ اس خبیث کی قبر نہیں —— کسی نامعلوم درویش کی ہے، جو صرف اندرونی طور پر نخشی تھا اور خفیہ انداز میں اپنے اس مرض

www.taemeernews.com

کا علاج کرتا رہا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔"

"ٹھیک ہے!"

"بہت ہی ٹھیک طور پر ٹھیک ہے۔"

"خدا بخشش کرنے والا ہے۔"

"خدا منٹو کو بھی اس نعمتِ غیر مترقبہ سے مستفیض فرمائے۔"

"آمین۔"

"ثم آمین۔"

"یہ تو جہنم نہیں — فردوس ہے!"

"— اگر فردوس بر روئے زمین است

ہمیں است وہمیں است وہمیں است"

"دغا دار ڈرا"

"اس کا کیا مطلب ہوا؟"

"مطلب اس کا وہی کچھ ہے جو ہم سب کا مطلب ہے"

"تو ہم ضرور کشمیر لے لیں گے۔"

"ضرور —!"

"یو۔این۔او فیصلہ کرے گی۔"

www.taemeernews.com

"کس کا؟"

"ہماری قسمت کا!"

"پہلے تو ایسے فیصلے خدا کیا کرتا تھا۔"

"اب ارضی جنت کا فیصلہ ارضی "دیوتا" کرے گا۔"

"وہ ارضی "دیوتا" کون ہے۔"

"اس کے کئی نام ہیں ــــ اس کا نام رحیم بھی ہوسکتا ہے، اہم بھی ہوسکتا ہے ــــ یعنی کہ اگر اہم ہوا ــــ اگر دونوں قوتوں نے۔ دونوں ملکوں نے اسے تسلیم کیا تو۔"

"ورنہ ــ ؟"

"ورنہ ــ سب کچھ اس پہ ہے۔"

"اس کا نام مت لو ــ ہم اسے مردود قرار دے چکے ہیں۔"

"مرحبا۔"

"مرحبا۔"

"زندہ باد۔"

"جنت کے ہم حقدار ہیں۔"

"یقیناً ـــ اس کا ہندی مترادف کیا ہے۔ یہ نیتاجی، آل انڈیا ریڈیو سے پوچھ کے بتائیں گے ــــ اس کا مطلب ان کی سمجھ میں آئے گا یا نہیں۔ اس کے متعلق انہوں نے ابھی تک کچھ نہیں کہا۔"

"جنت کو ہم سورگ کہتے ہیں نیتاجی!"

www.taemeernews.com

"میں نے اس کا نام آج سنا ہے۔"

"یہ بڑی اچرج بات ہے۔"

"یہ "اچرج" بھی میں نے آج ہی سنا ہے۔"

"یہ ریڈیائی زبان ہے ـــــ وہ زبان، جو آپ کے ہوتے ہوئے یہاں نل رہی ہے۔"

"میں بڑا بدزبان ہوں ـــــ مجھے اس زبان سے کوئی سروکار نہیں۔"

"یہ سروکار کیا ہوتا ہے۔"

"اس سے سرکار کا کوئی تعلق نہیں ـــــ اس سے صرف میرا تعلق رہا ہے ـــــ میرے سارے خاندان کا تعلق ـــــ لیکن تم ان سب پر لعنت بھیجو ـــــ لیکن میں تم سے صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے کشمیر چاہیئے ـــــ اس لئے کہ میں وہاں پیدا ہوا تھا۔"

"منٹو وہاں پیدا نہیں ہوا۔"

"دنیا کا کوئی انسان وہاں پیدا نہیں ہوا۔"

"اگر کوئی انسان پیدا ہوتا رہا ہے تو وہ ہمیشہ کشمیر سے باہر پیدا ہوتا رہا ہے۔"

"اس کی وجہ؟"

"اس کا باعث؟"

"خود کشمیر سے پوچھو۔"

"خود پیدا ہونے والے سے پوچھو۔"

www.taemeernews.com

"خود پیدا کرنے والے سے پوچھو۔"

"یہ بڑی عجیب و غریب بات ہے۔"

"اس عجیب و غریب بات کا دوسرا نام یو۔ این۔ او ہے۔"

"یہ بھی کافی عجیب و غریب نام ہے۔"

"عجیب و غریب کا نام ہی سیاست ہے"

"اور اس کا دوسرا نام سعادت!"

"ایں سعادت۔ بزور بازو نیست

تا نہ بخشند ـــــ خدائے کشمیری!"

"لیکن افسوس کہ وہ، ہاتو، نہیں۔"

"ڈاکٹر گراہم زندہ باد۔"

"مردہ باد۔"

"سالا کچھ کرتا ہی نہیں ہے۔"

"نہیں یار ـــ رپورٹیں لکھتا ہے ـــ اور یہ بڑا مشکل کام ہے۔"

"مشکلیں زندہ باد۔"

"آزاد کشمیر زندہ باد۔"

"جنّت کے بھی ٹکڑے ہوئے ہیں۔"

"آدھا ہمارا۔ آدھا ان کا۔"

"نہیں ہم پورا چاہتے ہیں۔"

www.taemeernews.com

"ثابت و سالم جنّت"

"حقا کہ با عقوبتِ دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردے ہمسایہ در بہشت

"یہ کون ہے؟"

"منٹو؟"

نہیں — شیخ سعدی — جو اپنے وقت کا منٹو تھا۔"

www.taemeernews.com

قتل و خون کی سرخیاں

آج کل اخباروں میں سب سے نمایاں سرخیاں قتل و خون کی ہوتی ہیں۔
جہاں تک سرخیوں کا تعلق ہے یہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں۔ لیکن آدمی سوچتا ہے کہ آخر انسان، انسان کے خون کا پیاسا کیوں ہو رہا ہے۔ یہ جذبہ اس کی جبلت کے تحت ہے اس سے مجھے انکار نہیں لیکن خاص طور پر آج کل اس جذبے کی اتنی فراوانی کیوں ہے۔

صبح اخبار اٹھاؤ تو جلی سرخیوں میں قتل و خون کی وارداتوں کی ہولناک تفصیلات ملتی ہیں۔ لیکن خفی معاملہ کیا ہے انسان اتنا سفاک اور بہیم کیوں ہو گیا ہے؟

کیا انسانیت سے ہمیں دستبردار ہو جانا چاہئے۔ کیا ہمارا اس شئے سے

www.taemeernews.com

جسے ضمیر کہا جاتا ہے اعتبار، اعتقاد اٹھ جانا چاہیئے، کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان سوالوں کا جواب ہے یا کیا ہونا چاہیئے۔

ہم نے سوچا تھا کہ تقسیم کے وقت یہ جو کچھ ہوا ہے، یہ انسانیت کے منہ پر جو کالک مل گئی ہے، یہ جو ننگی عورتوں کے جلوس نکالے گئے ہیں، یہ جو لاکھوں انسانوں کو ہلاک کیا گیا ہے، یہ جو ہزاروں عورتوں کی عصمت دری کی گئی ہے اس کے بعد انسان کی بہیمیت کی تشنگی کسی حد تک دور ہو جائے گی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مائل بہ ترقی ہے۔

فرقہ وارانہ فسادات میں جو کچھ ہوا، وہ تھوک طور پر ہوا، لیکن اب قتل و غارت کی خوردہ فروشی جاری ہے۔ ہر روز ایک نہ ایک انسان دوسرے انسان کے ہاتھ قتل ہوتا ہے بیسیوں زخمی ہوتے ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ چند افراد اتنے سفاک کیوں ہیں۔ کیوں ان کے دل و دماغ پر قتل و غارت گری کا بھوت سوار رہتا ہے۔

جو حادثہ گزر چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کی شدت کم کی جا سکتی تھی، مگر افسوس ہے کہ اس کی کوشش طرفین میں سے کسی نے بھی بطریق احسن نہ کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج ہم اپنے درمیان خوفناک مجرم دیکھ رہے ہیں جن کے کارناموں کے تذکرے ہم آئے دن اخباروں میں پڑھتے ہیں۔

وہ عورتیں اور لڑکیاں جنہیں "اغوا شدہ" کہا جاتا ہے ان کا مسئلہ الگ ہے ان کے بطن سے جو بچے پیدا ہوئے ہیں ان کے مقابلے میں بے جان عمارتیں معلوم نہیں ان کی اینٹوں کا محافظ کون ہے۔

www.taemeernews.com

اوران سب کے اوپر وہ لوگ ہیں، وہ چند افراد جن کے ہاتھ پچھلے فسادات میں خنجر اور بندوق سے آشنا ہوئے تھے ان کو قابو میں رکھنے کا کیا سامان کیا گیا ہے۔

اصل میں یہ لوگ۔ یہ چند افراد ایک حادثے کی پیداوار ہیں۔ یہ قتل و خون کے عادی نہیں تھے، مگر حالات نے انہیں ایسا بنا دیا۔ وہ اپنی ماؤں سے پیار کرتے تھے، دوستوں سے محبت کرتے تھے، ان کو اپنی بہو بیٹیوں کی عزت و ناموس کا پاس تھا ان کو خدا کا خوف بھی تھا مگر یہ سب کچھ ایک حادثے نے اڑا دیا۔ ایسے حادثے نے جو چشم فلک نے شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔ جو کچھ ہو چکا ہے، اب اس پر تبصرہ کرنا فضول ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس کے نتائج پر غور کریں۔ ان باریکیوں کا مطالعہ کریں جو پیدا ہو چکی ہیں اور یہ کام مقننین کا نہیں، عدالتوں کا نہیں، نفسیات کے ماہروں کا ہے جو مسئلے کی تہ تک پہنچیں اور اس کا کوئی علاج تجویز کریں۔

مجھے حیرت ہے کہ ہماری حکومت اس معاملے پر فوری توجہ کیوں نہیں دے رہی۔ ہر روز قتل کی کوئی نہ کوئی واردات ہوتی ہے اور اب تو کھلی لڑائیاں شروع ہو گئی ہیں۔ ایک پارٹی دوسری پارٹی کے مقابلہ میں آتی ہے پستول چلتے ہیں، چھرے بھونکے جاتے ہیں۔ سوڈے کی بوتلیں اور پتھر پھینکے جاتے ہیں، جو چیز بھی ہاتھ میں آئے بڑی فراخدلی سے دوسرے کو مجروح کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ معلوم نہیں اس وقت محتسب کہاں ہوتے ہیں۔

www.taemeernews.com

پولیس کے احتساب کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ حالانکہ وقتی طور پر اس کی اشد ضرورت ہے لیکن سب سے بڑا سوال نفسیاتی ہے جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں۔ اگر موجودہ قتل و خون کی لہروں کا نفسیاتی جائزہ نہ لیا گیا تو مجھے خوف ہے کہ حالات بہت ابتر ہو جائیں گے اور بربریت کا دردورہ شروع ہو جائے گا۔ شروع ہو جائے گا کیا ــ! شروع ہو چکا ہے۔

کون سا دن ہوتا ہے جب کوئی قتل نہیں ہوتا! دردِن دہاڑے نہیں ہوتا۔ پھر مصیبت یہ ہے کہ قتل کرنے والے ایسے ہوتے ہیں جن کے خلاف لوگ گواہی دینے سے کتراتے ہیں کیونکہ ان کو اپنی جان کا خوف ہوتا ہے۔

ایسا اکثر ہوا ہے کہ قتل ہوا اور بیچ کھیت ہوا۔ پولیس نے مجرم کو گرفتار بھی کر لیا۔ عدالت میں بھی پیش کیا۔ مگر گواہان ندارد جو گواہ عینی تھے وہ عدالت میں کنی کترا گئے اور نتیجہ یہ کہ قاتل صاف بری۔

میں سزائے موت کا قائل نہیں ہوں۔ بند کے حق میں بھی نہیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جیل انسان کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ لیکن میں ایسے اصلاح خانوں کے حق میں ہوں جو غلط رو انسانوں کو صحیح راستہ بنا سکیں۔

ہم ایسے درویشوں، ایسے بزرگوں کی عام باتیں کرتے ہیں جن کے ایک لفظ پر بڑے بڑے بدکرداروں نے اپنے برے رستے چھوڑ دیئے۔ کوئی معمولی سا فقیر ملا اور شیطان سیرت، فرشتہ بن گئے۔

روحانیت یقیناً کوئی چیز ہے، آج کے سائنس کے زمانے میں جس

www.taemeernews.com

ہیں ایٹم بم تیار کیا جا سکتا ہے اور جراثیم پھیلائے جا سکتے ہیں یہ چیز بعض اصحاب کے نزدیک مہمل ہو سکتی ہے لیکن وہ لوگ جو نماز اور روزے آرتی اور کیرتن سے روحانی طہارت حاصل کرتے ہیں ہم انہیں پاگل نہیں کہہ سکتے یقیناً روحانیت مسلم چیز ہے۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ بدکرداروں، قاتلوں اور سفاکوں کی نجات کا راستہ صرف روحانی تعلیم ہے مُلّائی طریق پر نہیں، ترقی پسند اصولوں پر۔ تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو کہ سقفِ نیلوفری کے نیچے ان کے لئے اچھی سے اچھی جگہ موجود ہے اور یہ کہ جو کچھ ان سے ہوا ہے صرف حالات کے باعث ہوا ہے جُرم سرزد ہو چکا ہے، جرموں اور خطاؤں کا عادی نہیں ہونا چاہئے۔ ان کو یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ خدا نے انسان ہی کو افضل ترین مقام بخشا ہے اس کو نبیوں کا خاتم بنایا ہے، انسان کا جو مرتبہ ہے اگر ان کے ذہن نشین ہو جائے گا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنی لغزشوں سے یقیناً آگاہ ہو جائیں گے اور اس روحانی غسل سے شفا یاب ہوں گے۔

ایک ہنگامے پہ موقوف ہے گھر کی رونق۔۔ یہ درست ہے مگر جو ہنگامے ہمیں آج کل اپنے گھروں اور بازاروں میں برپا نظر آتے ہیں۔ ان سے محفوظ و مامون رہنا ہی انسانیت کا تقاضا ہے۔

لیکن یہ انسانیت کہاں ہے؟۔ اس کے رکھوالے کہاں ہیں؟

---

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

پیچیاں، آلوچے اور الائچیاں

"آپ کا اسم گرامی ؟"

"خاکسار کو آلو چہ چیچا وطنی کہتے ہیں !"

"فرمایئے ۔"

"یہ میرے مکرم دوست ــــــ مسٹر آلو بخارا ہیں ۔"

"ارشاد ؟"

"ہمیں بیگم خوبانی صاحبہ سے شرفِ ملاقات حاصل کرنا ہے ۔"

"میں ابھی اطلاع کرتی ہوں ۔"

"دیکھیئے، ان کے وقت میں خرج نہ ہو۔ ہماری طرف سے اتنا عرض کر دیجیے گا کہ ہم ایک صدارت کے سلسلے میں آئے ہیں ۔"

www.taemeernews.com

"یہ کس کا شعر ہے ـــــ سلسلہائے ـــــ کیا دراز"

"اس کو بکنے دیجئے۔"

"دیکھو بھائی آلو چے، ان سے پوچھو یہ کون صاحبزادی ہیں"

"اماں، تم بھی نرے کھرے چغد ہو ـــــ شکل صورت سے معلوم نہیں ہوتا کہ کسی صاحبِ علم وفن کی زادی ہیں۔

"جی، میں بیگم خوبانی کی لڑکی ہوں۔"

"ماشاءاللہ۔ ماشاءاللہ۔"

"چشم بدور۔"

"ٹھہریئے، ہمارا تو کرگٹھلی آگیا ہے ـــــ دیکھو گٹھلی ـــــ بیگم صاحبہ سے پوچھو، کیا وہ ایک صدارت فرما سکتی ہیں؟"

"ایک نہیں تین فرما سکتی ہیں، تم جانتی نہیں ہو۔ بیٹا وہ ہر مہینے پانچ صدارتیں چھ دعوتیں اور دو بھارتیں فرمایا کرتی ہیں۔"

"تو دیکھئے، آپ کا اسم گرامی؟"

"آلوچہ چپا وطنی۔"

"اور آپ؟"

"خاکسار آلو بخارا ہے۔"

"تو بیگم خوبانی، جو صدارتیں آپ ان کے ذمے سپرد فرمائیں گے۔ قبول کرلیں گی۔"

"زہے عزو شرف۔"

www.taemeernews.com

"باعثِ خوشنودیٔ ما"

"بھئی وہ کل مشاعرہ ہو رہا ہے۔"

"مشاعرے ہوتے رہتے ہیں۔"

"صدارت کون کر رہا ہے؟"

"بیگم خوبانی صاحبہ۔"

"تو بات ہوئی نا۔"

"لطف آجائے گا اناس کی قسم۔"

"یہ حضرت اناس بھی تشریف لائیں گے؟"

"بیگم خوبانی نے خود ان کو دعوت دی ہے۔"

"لیکن بھئی ہم نے تو یہ سنا تھا کہ وہ تشریف نہیں لائیں گے۔ کیونکہ حضرت نوسہری بھی آنے والے ہیں۔"

"میاں نوسہری میں کیا مزا، جو اناس میں ہے، ان کے کلام میں جو فرحت انگیز رس ہے وہ نوسہری صاحب میں کہاں۔"

"انہیں کسی بہانے ٹال دیا گیا ہے۔"

"کیسے؟"

"حضرت نوسہری کو۔"

"کیا کہہ کر؟"

"کہ موسم برسات میں آپ کو مدعو کیا جائے گا۔"

www.taemeernews.com

"بھئی کیا کہنے ہیں بیگم خوبانی کے ــــ خدا کی قسم وہ ــــ کیا کہتے ہیں اسے ــــ فرارہ ــــ یا قرارہ ، ہاں غرارہ ۔"

"بڑی نیک بخت عورت ہیں ۔"

"بڑی غریب پرور ۔"

"بڑی ادب شناس ۔"

"اور خود بڑی پرگو ۔"

"کیا شک ہے اس میں ۔"

"ہاں بھئی وہ حضرت کیلا کورا کوری بھی آئیں گے ؟"

"ضرور تشریف لائیں گے ۔"

"اور وہ مس رس بھری ۔"

"بھئی ان کے متعلق وثوق سے کسی کو بھی معلوم نہیں ۔"

"اور مس ناشپاتی ۔"

"کچھ کہا نہیں جاسکتا ۔ البتہ بگو گوشہ سری نگری ضرور آرہے ہیں ۔"

"پھر تو مزا آجائے گا ۔"

"بڑے مرنجاں مرنج ۔"

"نہیں یار ــــ بڑے فردوس گر روئے است ہمیں است و ہمیں است ٹائپ کے آدمی ہیں ۔"

"بیگم خوبانی صاحبہ بھی اپنا تازہ کلام سنائیں گی ؟"

"سنا ہے کہ ان کا گلا خراب ہے ۔"

www.taemeernews.com

"یہ کون بولا؟"

"اس کا اصل نام کیا ہے؟"

"ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔"

"سنا ہے انگور تخلص کرتے ہیں۔"

"اور بوتلوں کا بیوپار کرتے ہیں۔"

"ہاں صاحب انگور کو بوتل سے نسبت تو ہے"

"اور بوتل کو اس دنیا سے جو خود بہت بڑی بوتل ہے جس کا کوئی کاک ہے نہ پیندا۔ جس پر کوئی چھاپ نہیں وہ وخت رز بھی ہے تاڑی بھی، سیندھی بھی، بیوڑا بھی ہے، موسمی بھی، زمزم بھی ہے اور سادہ پانی بھی"

"ہائے کیا چیز تھی جوانی بھی۔"

"چلئے صاحبان مشاعرے کا وقت ہو رہا ہے۔"

"حضرات ٹکٹ دکھائیے ٹکٹ دکھا کر اندر تشریف لے جائیے"

"یہ بھی کوئی سرکس ہے؟"

"حضرات یہ دھکم پیل ٹھیک نہیں ہے"

"حضرات! خواتین پہلے۔"

"خواتین پہلے کیوں؟ حضرت آدم پہلے پیدا ہوئے تھے"

"اماں حوا بعد میں ـــــ اور وہ بھی ان کی پسلیاں چیر کر۔"

www.taemeernews.com

"ہوہو ـــــ ہاہا۔"

"حضرات! آہستہ آہستہ۔"

"واہ ـــــ آہستہ برگِ گل بفشاں بر مزارِ ما۔"

"حضرات! شعر ہال میں جاکر پڑھیے گا۔"

"نالہ پابندِ نَے نہیں ہے۔"

"حضرات! دروازہ ٹوٹ جائے گا۔"

"کیا بات کرتے ہیں آپ ـــــ یہ بھی کوئی عاشق کا دل ہے۔"

"ہٹ جاؤ! کسی بیگم صاحبہ کی سواری آرہی ہے۔"

"دو رویہ کھڑے ہو جاؤ۔"

"اور خوب روؤ۔"

"چلی گئیں اندر، اللہ کا شکر ہے غرارے سے پاؤں الجھا اور گرتے گرتے بال بال بچیں۔"

"بال ان کے سر پر تھے۔ لٹ الجھی بام میں سلجھا جا۔"

"صاحبان آپ کو کچھ تمیز کرنی چاہیئے ـــــ آپ شریف آدمی ہیں۔"

"اور یہ جو مشاعرہ ہو رہا ہے، معاشرہ شریف یا مشاعرہ شریف؟"

"اور یارو، گیٹ پر کسی اور کو بھیج دو۔ میں تو دم گھٹ کے مر جاؤں گا۔"

"حضرتِ صیاد کی یہی مرضی ہے ـــ دم نہ ماریئے۔"

www.taemeernews.com

"دو رویہ کھڑے ہو جاؤ۔ شلواروں اور غراروں کی ایک نئی کھیپ آ رہی ہے۔"

"تشریف لے جائیے معزز خواتین۔"

"شکریہ۔"

"غالب غریب ساری عمر سوچتا رہا۔ یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں۔ غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے۔"

"میں گیٹ بند کر رہا ہوں۔"

"الٹے پھر آئے در کعبہ اگر وا نہ ہوا۔"

"ٹھہرو مسٹر گیٹ کیپر۔ چند میکس فیکٹر کی لپ اسٹکیں اور تشریف لا رہی ہیں۔"

"مشاعرہ شروع ہونے والا ہے۔"

"خالہ اماں کا کیا حال ہے؟"

"اللہ کا شکر ہے۔ تمہیں بہت یاد کرتی ہیں۔"

"تشریف کیوں نہیں لائیں۔؟"

"کم بخت درزی وقت پر کپڑے نہ لایا۔ لایا تو بلاؤز غلط تھا۔ انہوں نے بغیر آستینوں کے کہا تھا۔"

"ان درزیوں پر خدا کی مار۔"

"ایلچی آئی یا جی نارنگی؟"

www.taemeernews.com

"بائیں —— وہ سامنے تو بیٹھی ہے ڈائس پر۔"

"اوہ —— ساتھ کون ہے؟"

"کم بخت پر کُرتی اور غرارہ کتنا پھبتا ہے۔"

"خاک بھی نہیں۔"

"یہ جو اس کا چچیرا بھائی انار ہے، خدا کی قسم کھلتا ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ خوب صورت ہے۔"

"بھئی خدا لگتی کہوں گی، اچھا خوبصورت جوان ہے۔"

"معزز خواتین و حضرات، اب آپ کو حضرت آرڈو چیخ پو کھلوی اپنا کلام سنائیں گے۔"

"ہو ہو —— ہا ہا —— دھڑ دھڑ —— کھٹ کھٹ —— پھٹ پھٹ —— ٹیں ٹیں —— ٹاں ٹاں ——"

"یہ کیا طوفان بدتمیزی ہے۔"

"ہاں باجی نازنگی —— پہلے شاعر کا کلام بھی اسی شور کے باعث ہم نے مس کر دیا۔"

"زندہ باد —— سوئنز"

"مرزا جنگ صاحب۔ فرمائیے آپ تبدیل ہو کے یہاں کب آئے ہیں؟"

"کیا بتاؤں میاں قدر صاحب! وہ جو ڈی۔ او ہے نا اس کا جو سی"

www.taemeernews.com

او سے وہ بڑا پی۔ او ہے اور آپ جانتے ہیں کہ ان سب نگے اوپر چجز یڈ۔ او ہے وہ تو۔۔۔۔ واہ سبحان اللہ، مکرر، مکرر!!"

"کیا ہوا کرنل صاحب؟"

"میرا خیال ہے اس شاعر سے ایک اچھا شعر ہوگیا ہے"

"تو مشاعرہ شروع ہو چکا ہے۔"

"میرا خیال ہے —— ٹھہریئے میں کسی سے دریافت کرتا ہوں۔"

"کیا کہتی ہے تو —— تو وہ سچ مچ —— اوگاڈ ہاؤ شیم فل!"

"ہاں ڈارلنگ —— بھاگ......"

"کیا کہتی ہو —— تو وہ سچ مچ —— اوگاڈ —— ہاؤ شیم فل!"

"ہاں ڈارلنگ، بھاگ گئی اس کے ساتھ۔"

"بڈھے باپ کے منہ پر کلنک کا ٹیکہ لگا گئی، اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا۔"

"وہ میجر اخروٹ تھا —— لیفٹیننٹ چلغوزہ —— یا وہ کیا نام تھا اس کا؟"

"بس وہی تھا —— ڈاکٹر بادام۔"

"اردو شاعری کبھی میری سمجھ میں نہیں آئی۔"

"سیم ہیئر —— جانے کیا بک رہا ہے؟"

www.taemeernews.com

"ختم کر چکا ہے ــــ چلو تالی بجادو ۔"

"باجی نازنگی ــــ وہ بڈھی کھوسٹ دیکھی آپ نے ؟"

"کون ؟"

"مسز......."

"اب آپ کو حضرتِ آلو بخارا اپنا کلام بلاغت نظام سنائیں گے ۔"

"نظام حیدر آباد ؟"

"تم چھوڑو ــــ ہاں وہ مسز کون ؟"

"وہی ــــ جس نے ۲۵ برس کے نوجوان سے شادی کی ہے !"

"ہاں ــ ہاں ــ خدا اس کو غارت کرے ۔"

"ذرا گردن موڑ کر پچھلی صف میں دیکھو ۔"

"کس اطمینان سے بیٹھی ہے اپنے شوہر کے ساتھ ۔"

"اور دیکھو وہ ایڈیٹ بھی کتنا مطمئن ہے ۔"

"ہاں تو کیا نظام حیدر آباد اپنا کلام سنا چکے ۔"

"معلوم نہیں ۔ میرا خیال ہے سنا رہے ہیں ــــــ دیکھو وہ کون اندر آ رہا ہے ۔"

"ہائے کتنی سویٹ ہے معلوم نہیں کون ہے ۔"

"ہو ــ ہو ــ ہاہا ــ پری چہرہ نسیم ...... دل کا ساز بھی کیا ساز ہے بج رہا ہے اور بے آواز ہے ۔"

www.taemeernews.com

"یہ نسیم بانو ہے؟"

"نہیں ـــــ معلوم نہیں کون ہے ـــــ یہ پیچھے کے لوگ کیا خرافات بک رہے ہیں۔"

"اب آپ نے اشارۃً مجھے بتایا تو معاملہ روشن ہوا ـــ ورنہ لوگ ....."

"جاہل ہیں۔ ابھی تک ہمارے لیول تک نہیں پہنچے۔"

"قصہ کیا تھا؟"

"بہت ہی معمولی۔"

"معمولی ہی ہونا چاہیئے!"

"ڈاکٹر بادام نے پروپوز کیا تو اس نے مجھ سے کہا، ڈیڈی میں فوراً کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی!"

"اب آپ کو حضرت پپیتا پپیتانوی ...."

"لعنت بھیجئے اس پر ـــ آپ کی صاحبزادی کی فراست کی داد دینی چاہیئے۔"

"اس نے مجھ سے کہا کہ میں چند دن ڈاکٹر بادام کے ساتھ رہوں گی اس کے بعد فیصلہ کروں گی۔"

"واہ وا ـــــ واہ وا ـــــ مکرّر ـــــ مکرّر ......!"

"کیا فرمایا آپ نے؟"

"جی، میں حضرت پپیتا کے خدا معلوم کس شعر کی داد دے رہا تھا۔

www.taemeernews.com

میرا علق خشک ہو رہا ہے ــــــ"

"فلاسک ہے میرے پاس ــــ شوق فرمایئے گا!"

"اب آپ کو حضرت......"

"خدا کی پناہ بھئی چقندر میاں، میں اتنی دیر جنگ میں رہا لیکن اتنا شور میں نے میدانِ جنگ میں بھی نہیں سنا تھا۔"

"اب شور بند ہو گیا ہے، بیگم خوبانی نے مس رس بھری کو چوتھی بار سنانے پر آمادہ کر لیا ہے۔"

"بیگم خوبانی بھی ڈبیا میں بند رکھنے کے قابل ہیں۔"

"ان کے شوہر کہاں ہوتے ہیں۔"

"بے چارہ اپنے کاموں میں الجھا رہتا ہے۔"

"بڑا شریف آدمی ہے۔"

"ہاں کرنل صاحب۔"

"دھمک دھمک ــــ دھڑ دھڑ ــــ چھنن چھنن ــــ پٹاخ ــــ چھناک!"

"کیا ہوا؟"

"ایک اور دروازہ ٹوٹ گیا ہے۔"

کتنے دروازے ہیں اس ہال میں؟"

"تیس چالیس کے قریب ہوں گے۔"

"تو کوئی ہرج نہیں۔"

www.taemeernews.com

" لیچی چلو اٹھو۔ تمہارا نام پکارا گیا ہے۔"

" نہیں نہیں۔ دیکھو تو کیسا غل غپاڑہ مچا ہے۔"

" پہلا موقعہ ہے ممکن ہے لے اُڑو۔"

" کیسے ؟"

" مشاعرے کو۔"

" محترمہ لیچی صاحبہ تشریف لائیں۔"

" نہیں چاہئے۔ نہیں چاہئے۔ رس بھری۔ لیچی ویچی نہیں۔"

" لیچی ڈیئر ۔۔۔ اٹھو بھی۔ دیکھو آلوچہ صاحب بھی نہیں اشارے کر رہے ہیں۔"

" میں نہیں جاؤں گی۔"

" دیکھو آلوچہ صاحب خود مائکروفون پر آئے ہیں۔"

" میں محترمہ لیچی صاحبہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں معاف فرمائیے گا۔ صدر محترم۔ معزز خواتین اور معزز حضرات۔ یہ لیچی صاحبہ کا پہلا موقعہ ہے "

" آپ کون ہوتے ہیں۔ بیٹھ جائیے۔ بیٹھ جائیے۔ کوئی گردن ناپئے اس کی۔ رس بھری، ہو، ہو ۔۔۔ ہا ہا ۔۔۔ اُو اُو ۔۔۔"

" اٹھو لیچی۔"

" باجی نارنگی ۔۔۔ بہت ظلم ہوا۔ بے چاری لیچی کے ساتھ۔"

" گھبرا گئی۔"

" اوندھے منہ گر پڑی۔"

" لے گئے اسٹریچر پر ڈال کر۔"

www.taemeernews.com

"نہیں، ویسے ہی اکٹھا کرے گئے ہیں۔ کرنل بھنگا دیکھ رہے ہیں اسے۔"

"تو بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔"

"خی خی خی خی۔"

"سب دروازے توڑ ڈالے گئے۔"

"اوئی۔"

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔"

"سوائنز"

"بروٹس۔"

"میرا غرارہ۔"

"میرا دوپٹہ۔"

"باجی نازنگی، الائچی بے ہوش ہوگئی۔"

"میں خود ہو رہی ہوں۔"

"خالہ جان کا میک اپ سب غارت ہوگیا۔"

"معزز خواتین و حضرات! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پولس آرہی ہے۔"

"سب، چلے گئے، ہال سنسان ہے۔ آہا! یہ کیا ہے؟ کرنل بھنگا کا وہسکی کا وائسکی —— واہ بس دو گھونٹ کافی ہیں —— اب میں اپنا کلام سناتا ہوں۔"

"غیر معزز خواتین و غیر معزز حضرات! خاکسار انگور بے شاخی ہے، اللہ شافی اللہ کافی، لیجئے میرا کلام سنئے عرض کیا ہے۔ ؎

www.taemeernews.com

زاغ کی چونچ میں انگور خدا کی قدرت
پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت
یوں تو پیچی بھی، موسمی بھی، نارنگی بھی
ہاتھ میں آج چقندر کے ہے سارنگی بھی
بات چل جاتی ہے اس بزم میں بے ڈھنگی بھی
زلفِ اشعار کو سلجھا نہ سکی کنگھی بھی
الٹا دنیا کا ہے دستور خدا کی قدرت
پہلوئے حور میں لنگور خدا کی قدرت

آداب بجالاتا ہوں —— تسلیمات عرض ہے —— لیجئے حضرات!
پولس بھی عین موقع پر پہنچ گئی —— میں گرفتار ہونا چاہتا ہوں۔"

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

بن بُلائے مہمان

غالبؔ کہتا ہے۔

بیں بلاتا تو ہوں ان کو مگر اے جذبۂ دل
ان پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

یعنی اگر اسے بن بلائے مہمانوں سے کد ہوتی تو یہ شعر ہمیں اس کے دیوان میں ہرگز نہ ملتا۔

غالبؔ کہتا ہے بیں بلاتا تو ہوں ان کو۔ مگر میرا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہو جائے کہ وہ بن بلائے چلے آئیں اور سچ تو یہ ہے کہ بلا کر کسی کے آجانے میں وہ مزا کہاں ہے جو بن بلائے آنے میں ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا۔ کیوں لوگوں کو بن بلائے مہمانوں سے خدا واسطے کا بیر ہے۔

www.taemeernews.com

آپ کہیں گے کہ صاحب غالبؔ نے تو معشوقوں کے متعلق کہا تھا کہ ان کا بن بلائے آجانا عاشقوں کے لئے ایک بہت ہی بڑی بات ہے۔ آپ نے زبردستی یہ شعر مہمانوں کے ساتھ چپک دیا۔ اچھا صاحب۔ یوں ہی سہی، لیکن نفسیات کی روشنی تو موجود ہے۔ چلئے اسی میں بن بلائے مہمانوں کو دیکھ لیتے ہیں۔

یہ نفسیات کا زمانہ ہے ہر چیز آج کل اسی ترازو میں تولی اور اسی کسوٹی پر پرکھی جاتی ہے۔ لیکن بن بلائے مہمانوں کا نفسیاتی تجربہ کرنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ آیا ہر مہمان کو بلانا ضروری ہے یعنی کیا وہی آدمی قابل برداشت مہمان ہوتا ہے جس کو مدعو کیا جائے، خط لکھ کر دعوتی کارڈ بھیج کر، تار دے کر یا ٹیلیفون کر کے اپنے گھر بلایا جائے۔ اس کا جواب منطق کی رو سے یہی ہوگا کہ ایسے بلائے ہوئے مہمان ضروری نہیں کہ سو فیصدی قابل برداشت ثابت ہوں۔ اسی طرح ہم اس نتیجے پر بھی آسانی کے ساتھ پہنچ جائیں گے کہ بن بلائے مہمان ضروری نہیں کہ سو فیصدی ناقابل برداشت ثابت ہوں ـــــ واضح یہ ہوا کہ ہر بن بلائے مہمان پر نا قابل برداشت اور ناقابل قبول کا لیبل لگا دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔

اور یہ بھی زیادتی ہے۔ یعنی آپ شاذ و نادر نہیں بلائیں گے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ کے ہاں کوئی آئے ہی نہیں۔ اسی انتظار میں آدمی سوکھتا رہے کہ آپ کب بلاتے ہیں اور بفرض محال مہربان ہو کے آپ نے

www.taemeernews.com

ایک دفعہ بلا لیا۔ تو اس کے بعد آس لگائے بیٹھے ہیں کہ دیکھیے آپ پھر کب مہربان ہو کے بلاتے ہیں ــ تا صاحب بلانا دلانا کوئی ضروری نہیں، جب بھی کسی کا جی چاہے چلا آئے۔ دوستوں میں ایسی بھی کیا غیریت۔

عربوں کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ لیکن ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ انہوں نے اونٹ روانہ کر کے مہمانوں کو بلایا ہو۔ اصل میں وہ مہمان نوازی ہی کیا جو بلا کر کسی آدمی پر عائد کی جائے۔ ہم تو عربوں کے متعلق یہی سنتے آئے ہیں کہ ان کے مہمان اکثر بن بلائے ہی ہوتے تھے ــ دن کو یا رات کو کسی وقت بھی آنکلتے دروازے کھلے پاتے، حاتم طائی کبھی پیدا نہ ہوتا اگر وہاں مہمانوں کو بلا کر ان کا میزبان بننے کا دستور ہوتا۔

انگریزوں کی روزمرّہ کی زندگی بڑی نپی تلی ہے۔ منٹوں اور سیکنڈوں کا حساب کیا جاتا ہے بن بلائے کسی کے یہاں جانا ان کے نزدیک بہت بڑی بدتمیزی ہے، یہی وجہ ہے کہ حاتم طائی کے قد و قامت کی ایک بھی شخصیت ان کی تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ لیکن یہاں حاتم طائی کے قد و قامت کی شخصیتیں پیدا کرنے کا سوال نہیں۔ ہمیں تو صرف یہ دیکھنا ہے کہ بن بلائے مہمان کو سوسائٹی کیوں ایسی بُری نظروں سے دیکھتی ہے اور معاشرے میں اس کی حیثیت کیوں ایک خارش زدہ کتے سے بھی بدتر ہے۔

مان نہ مان میں تیرا مہمان ــ یہ بالکل اور چیز ہے لیکن بن بلایا مہمان ہرگز ہرگز ملعون و مطعون نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ میزبانوں کو الٹا ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کہ یہ ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے موجب ہوتے ہیں۔ اور

www.taemeernews.com

خود اعتمادی بھی جیسا کہ آپ جانتے ہیں، انسان کے کردار میں بہت ہی ضروری ہے۔

ذرا غور فرمایئے ـــــ اگر آپ کسی بن بلائے مہمان کو برداشت نہیں کر سکتے، جو زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز آپ کے پاس ٹھہر کر اپنی راہ لے گا۔ تو آپ ایک ایسے بڑے ناگہانی حادثے کو کیوں کر برداشت کر سکیں گے جس کا ردعمل برسوں جاری رہتا ہے۔ ملک کی سیاست میں کسی اچانک تبدیلی کو آپ کا ذہن کیسے برداشت کرے گا۔ اور آپ کیونکہ اس تبدیلی کے ساتھ خود کو سمو سکیں گے ـــ اگر آپ بن بلائے مہمان کو برداشت نہیں کر سکتے تو معاف کیجئے۔ موت کے فرشتے کا کیا کیجئے گا جو ہمیشہ بن بلائے آتا ہے۔

دنیا کچھ بھی کہے لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہر بن بلائے مہمان کی آمد، نہ بلانے والے میزبان میں خود اعتمادی پیدا کرتی ہے۔ دعوت کا اعلان کر کے اور خورد و نوش کا جملہ سامان تیار کر کے ایک، دس یا بیس آدمیوں کو مہمان بنا لینا کوئی بڑی بات تو نہیں، بڑی بات تو اس وقت ہو گی جب آپ کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہو گی اور تین چار دوست بیک وقت یا یکے بعد دیگرے آپ کے گھر آدھمکیں گے اور آپ کو افراتفری میں ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا انتظام کرنا پڑے گا۔

حسنِ نظر، میزبان کے سلیقے کا اندازہ اعلان کر کے دی ہوئی دعوتوں اور بلا کر بنائے ہوئے مہمانوں کی خاطر مدارات سے بطریقِ احسن کبھی نہیں ہو سکتا

www.taemeernews.com

آپ کے، آپ کی بیگم صاحبہ کے، آپ کے نوکروں کے حسن انتظام، خوش سلیقگی اور رکھ رکھاؤ کا صحیح اندازہ صرف اسی وقت ہوگا۔ جب آپ امتحان کے لئے تیار نہ ہوں گے۔"

انسپکٹر جب بتا کر اسکولوں کا دورہ کرتے ہیں کہ وہ فلاں دن فلاں اسکول کا معائنہ کریں گے تو اس دن اس اسکول کا غلیظ ترین کونہ بھی صاف ہوتا ہے صحیح معائنہ تو اصل میں اس وقت ہوگا۔ جب انسپکٹر SURPRISE VISIT پر آنکلے گا۔

انسپکٹر تو محض اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کے لئے معائنے پر آتے ہیں لیکن بن بلائے مہمان غیر شعوری طور پر میزبانوں کو اپنے فرائض سے سبکدوش ہونے کا موقع بہم پہنچاتے ہیں۔ سوسائٹی انہیں ملعون و مطعون گردانتی ہے۔ لیکن حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے اس لئے کہ ان کا وجود سوسائٹی کے حق میں بے حد مفید ہے۔

یہاں تک کہہ چکنے کے بعد میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں اور بے جھجک بتانا چاہتا ہے کہ میں بلانے پر کسی کے یہاں آج تک نہیں گیا۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میرے اکثر و بیشتر میزبان مجھ سے نالاں ہیں کہ میں بن بلائے آدھمکتا ہوں لیکن اس کے باوجود میں نے اپنی عادت نہیں بدلی اس لئے کہ مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔

میں شاعر مزاج ہوں۔ ٹھس واقعات اور سپاٹ چیزوں سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں، شادی، بیاہ اور سالگرہ وغیرہ کی دعوتیں میرے لئے با

www.taemeernews.com

بے کیف ہیں وہ کھیل اور تماشے بھی میری نظروں میں کوئی وقعت نہیں رکھتے جن کو دیکھنے کے لئے آدمی کو وقت کا پابند ہونا پڑے مجھے اس بستر پر کبھی نیند نہیں آسکتی جو میرے لئے خاص طور پر تیار کیا گیا ہو۔ وہ مہمان نوازی مجھے کھٹکتی ہے۔ جس میں پہلے کی تیاری کی ہلکی سی جھلک بھی ہو۔

وہ لوگ جو مجھے یا میرے مزاج کے آدمیوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں ان کے متعلق مجھے افسوس سے کہنا پڑے گا۔ کہ وہ شعریت سے یکسر خالی ہیں۔ ڈرامے کو سمجھنے اور اس سے حظ اٹھانے کی صلاحیت ان میں ذرہ بھر نہیں۔ حادثات کا مقابلہ کرنے کی تاب تو معاف کیجئے ان میں سرے سے ہوتی ہی نہیں۔

اونچی سوسائٹی کی ایک خاتون تھیں جن کے متعلق اونچی سوسائٹی ہی میں یہ مشہور تھا کہ وہ پرلے درجے کی مہمان نواز ہیں مطلب یہ تھا کہ وہ ہر ہفتے بلاناغہ ایک پارٹی دیا کرتی تھیں۔ جس میں شہر کی تمام اونچی شخصیتوں کو مدعو کیا جاتا تھا۔ میں ان کے یہاں جب بھی گیا بن بلائے گیا۔ وہ مجھے بہت اونچے درجے کا بدتمیز سمجھتی تھیں۔ اور میں سمجھتا تھا کہ وہ بہت ہی اچھے درجے کی خاتون ہیں۔ لیکن ان کے دل کا نچلا حصہ جہاں درد، منت کش دوا نہیں ہوتا۔ جہاں تیر تمام کش پر تیر نیم کش کو ترجیح دی جاتی ہے۔ سرے سے موجود ہی نہیں تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک رات وہ ایک بن بلائی چوہیا کو دیکھ کر بے ہوش ہوگئیں اور یہ صدمہ انہیں تادم آخر رہا کہ ان کے گھر میں جہاں ایک

www.taemeernews.com

مجھ نکال دینے پر وہ دس ہزار روپے نقد دینے کے لئے تیار تھیں، ایک چوہیا نکل آئی۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ ایسے لوگوں میں حادثات کا مقابلہ کرنے کی تاب بالکل نہیں ہوتی۔ اس خاتون کی جگہ جن کا ذکر میں نے ابھی ابھی کیا ہے اگر کوئی ایسی عورت ہوتی جس کے دل کے نچلے حصے میں "اگر خواہی حیات اندر خطر زی" کا جذبہ موجزن ہوتا تو میں سمجھتا ہوں اس رات محفل درہم برہم ہونے کے بجائے اور جم جاتی اور ایسے لطیفے ہوتے جو سب کو تادم آخر فرحاں وشاداں رکھتے۔

آپ یقین نہیں کریں گے مگر آپ کبھی ایسے میزبان کو جسے بن بلائے مہمانوں سے چڑ ہو شیکسپیئر کے ڈرامے پڑھنے کے لئے دیجئے۔ دوسرے پڑھ پڑھ کر سر دھنیں گے۔ مگر اس پہ ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا۔ اسی طرح فنونِ لطیفہ سے بھی ایسے شخص لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان میں شئے لطیف کی کمی ہوتی ہے۔ اگر یہ کمی نہ ہوتی تو وہ ان تمام لطافتوں کو سمجھ سکتے جو بن بلائے مہمانوں کی آمد کے ساتھ ان کے گھر میں داخل ہوتی ہیں۔

آپ کی اپنی بیوی کے ساتھ زبردست چخ ہوئی ہے۔ وہ مصر تھی کہ میکے جائے گی اور ضرور جائے گی۔ آپ اس کے خلاف تھے۔ نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ آپ نے پوڈرز سیٹ غصے میں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا اور آپ کی بیوی اپنی نئی ساڑھی کی چندی چندی کر کے بیٹھی رو رہی تھی، آپ تین بار طلاق کہنے والے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی یا زور سے

www.taemeernews.com

گھنٹی بجی، آپ نے اٹھ کر دروازہ کھولا اور کیا دیکھا کہ میں اپنی بیوی بچوں سمیت کھڑا ہوں۔ آپ چلا اٹھے "ارے، تم کہاں؟" ——— آپ نے پھر میری بیوی کی طرف دیکھا اور اپنے چہرے پر سے کدورت کے تمام آثار دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اس کو آداب عرض کیا ——— تھوڑی دیر ٹھٹھکے پھر زور سے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا "چلو بھئی اندر، باہر سردی میں کیا کھڑے ہو۔"

چلئے صاحب، ہم اندر داخل ہو گئے۔ میں نے ادھر اُدھر دیکھا اور پوچھا "بیگم صاحبہ کہاں ہیں؟ ——— دسو رہی ہیں؟" آپ نے کھٹ سے جھوٹ بولا۔ "نہیں اندر ہیں۔ ذرا طبیعت خراب ہے۔ میری بیوی نے جھٹ سے برقعہ اتارتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا: "ہائیں ——— کیا ہوا دشمنوں کو" آپ کی بیگم صاحبہ نے اندر کمرے میں یہ باتیں سنیں تو جلدی جلدی بچی ہوئی ساڑھی کی چندیاں بکس میں ڈالیں اور آنسو پونچھتی ہوئی باہر نکل آئیں اور جھٹ سے میری بیوی کو اپنے گلے لگا کر اور کچھ اس خوبصورتی سے اپنے بچے ہوئے آنسو نکالے کہ اس غریب کو بھی رونا پڑا۔

رات بہت دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے ٹوٹے ہوئے ڈنر سیٹ کے متعلق پوچھا۔ تو آپ کو ایک نہایت ہی دردناک داستان گھڑ کے سنا دی گئی کہ نوکر نے لاکھ منع کرنے پر بھی سارے برتن ایک ہی طشت میں اٹھائے اور اندر داخل ہوتے ہوئے میز کے ساتھ ٹکرا کر سب کے سب فرش پر دے مارے۔ گویا کہ آپ کے ساتھ گالیاں دینا دیا۔ حالانکہ

www.taemeernews.com

صاف دیکھ رہا تھا کہ سیٹ شکنی آپ ہی کا کام ہے۔ کیونکہ فرش پر گر کر پلیٹوں کے ٹکڑے الماری تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔

پھر سونے کے وقت آپ کی بیگم صاحبہ نے غلطی سے اپنا بکس کھولا، اور میری بیوی دھنی ہوئی ساڑھی دیکھ کر چلائی۔ "ہائیں، بہن یہ کیا ؟" تو آپ کی بیگم صاحبہ کو ایک فرضی کہانی سنانا پڑی۔ ان کم بخت چوہوں نے تو ناک میں دم کر رکھا ہے، پچھلے مہینے میرا ساٹن کا سوٹ غارت ہوا۔ آج یہ نئی ساڑھی! گولیاں ڈالیں، توسوں پر زہر لگا کے رکھا، مگر ان سے نجات ہی نہیں ہوتی۔ میری بیوی کو اچھی طرح معلوم تھا کہ ساڑھی کو غارت کرنے والی خود آپ کی بیگم ہیں۔ کیونکہ چوہے پھاڑتے نہیں بوٹیاں نوچتے ہیں لیکن وہ بے چاری آپ کی بیگم کو چوہے مارنے کی نئی ترکیبیں سمجھاتی رہی۔

ہم دس دن آپ کے یہاں رہے، آپ کو بہت کوفت ہوئی۔ اس لئے کہ ہم بن بلائے مہمان تھے۔ کئی دفعہ ہم نے آپ میاں بیوی کو آپس میں ہمارے متعلق کھسر پھسر کرتے سنا کہ یہ کم بخت ٹلتے کیوں نہیں، لیکن افسوس ہے کہ آپ نے ہماری بدولت آمد کے فوائد پر غور نہ کیا۔

میں ایسی ہزاروں مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔

ایک صاحب کے یہاں ہم دس روز ٹھہرے۔ ان کی بیوی، ان کی دو سالیاں، ان کے تین بچے سب بلا کے چٹورے تھے۔ بلڈنگ کے نیچے سے کوئی بھی خوانچہ والا گزرے ٹھہرا لیا جاتا تھا۔ اور سینکڑوں روپے ماہوار ہر ماہ یوں برباد کر دیئے جاتے تھے۔ صاحب خانہ کو سخت شکایت تھی کہ

www.taemeernews.com

کھانا کوئی نہیں کھاتا۔ لیکن الم غلم چیزیں دن بھر کھائی جاتی ہیں، ہم صرف دس روز ان کے یہاں ٹھہرے، آپ یقین مانیے چوتھے روز ان سب کا چٹورا پن غائب ہوگیا اور وہ باقاعدہ گھر کا پکا ہوا کھانا ...... کھانے لگے۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری آمد کے اس افادی پہلو کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے اور ہم پر بن بلائے مہمان کا لیبل چسپاں ہوگیا۔

بن بلائے مہمانوں کے متعلق میرا رویہ بہت ہی اچھا ہے، جو آتا ہے بڑے شوق سے آیئے جب جی چاہے آیئے، ایک روز رہیئے۔ دس روز رہیئے۔ دس مہینے رہیئے۔ مجال ہے جو میرے ماتھے پر ہلکی سی شکن بھی آجائے ــ زیادہ آجائیں گے تو میں ان سے کہوں گا۔ دیکھئے جناب ہمارے پاس دو پلنگ ہیں۔ آپ اپنی عقل کے مطابق استعمال کرسکتے ہیں۔ ہماری فکر نہ کیجئے، صوفہ ہے، اس پر میں سو جاؤں گا۔ گدا ہے۔ اس پر میری بیوی آرام سے سو سکتی ہے، بچے ہیں ان کا بھی انتظام ہو جائے گا۔ وہ کہیں گے نہیں، نہیں، اس قدر تکلف کی کیا ضرورت ہے تو میں کہوں گا۔ بہتر ــ آپ صوفہ اور گدا سنبھال لیجئے، لیکن دیکھئے۔ یہ ریڈیو میں اپنے کمرے میں لئے جاتا ہوں۔ اس لئے کہ رات کو اگر آپ میں سے کوئی بجائے تو ممکن ہے۔ باقیوں کو ناگوار معلوم ہو ــــ جس چیز کی ضرورت ہو آپ باہر سے خود لا سکتے ہیں۔ سگریٹ والے کی دکان گلی کے نکڑ پر ہے، دودھ کا شوق ہے تو دس قدم اور آگے چلے جایئے گا۔ بڑا اچھا حلوائی ہے۔

جب تک جیب اجازت دے گی میں اپنے مہمانوں کی خاطر تواضع کرتا

www.taemeernews.com

رہوں گا۔ لیکن جب وہ جواب دے جائے گی تو میں ان سے ایک روز اچانک کہوں گا۔ لیجئے جناب! آج سے تصویر کا دوسرا رخ شروع ہوگا۔ ہم آپ کے مہمان، آپ ہمارے میزبان ۔۔ اور اگر معاملہ بہت ہی نازک صورت اختیار کر گیا تو ہم اپنے مہمانوں کو وہیں گھر میں چھوڑ کر کسی دوسرے کے یہاں بن بلائے چلے جائیں گے۔ اللہ اللہ، خیر صلّا!

آخر میں ان لوگوں سے جو کہ بن بلائے مہمانوں سے خدا واسطے کا بیر رکھتے ہیں، میری درخواست ہے کہ وہ اور کچھ نہیں تو محض تفریح کے طور پر ہی مہینے میں ایک بار کسی بن بلائے مہمان کو اپنے ہاں ضرور بلوایا کریں۔

---

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

اپنی اپنی ڈفلی

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام۔"

"کہئے مولانا کیا حال ہے؟"

"اللہ کا فضل وکرم ہے ـــــ ہر حال میں گزر رہی ہے"

"حج سے کب واپس تشریف لائے؟"

"جی آپ کی دعا سے ایک ہفتہ ہوگیا۔"

"اللہ اللہ ہے، آپ نے ہمت کی تو خانہ کعبہ کی زیارت کرلی ـــــ ہماری تو دل ہی دل میں رہ جائے گی ـــــ دعا کیجئے کہ یہ نعمت ہمیں بھی نصیب ہو۔"

www.taemeernews.com

"انشاء اللہ ــــ ورنہ میں گنہگار کس قابل ہوں۔"

"میرے لائق کوئی خدمت؟"

"کسی تکلیف کی ضرورت نہیں ــــ لیکن دیکھئے ــــ ذرا کان لائیے ادھر ــــ میرے ہاں دو بوریاں کھانڈ کی ہیں ــــ آپ کی اکثر جان پہچان ہے۔ کسی کو ضرورت ہو تو مجھ سے فرما دیجیئے گا ــــ آپ سمجھ گئے نا ــــ دام واجبی ہوں گے۔"

"لیجیئے جناب ہماری خدمات کا صلہ مل گیا۔"

"کیا؟ ــــ مبارک ہو!"

"سو سو مبارک ــــ کمپنی نے نوکری سے جواب دیدیا۔"

"ہائیں ــــ یہ کب کی بات ہے؟"

"ایک مہینہ ہو گیا ہے۔"

"لاحول ولا، مجھے معلوم ہی نہیں تھا۔"

"دو سو ملازموں کی چھانٹی ہوئی ہے۔"

"بہت افسوس کی بات ہے۔ کوئی احتجاج وغیرہ ہوا۔"

"سینکڑوں ــــ ہڑتالیں ہوئیں، جلوس نکلے، کئی مرتبہ دس دس بیس بیس روز کی بھوک ہڑتال بھی کی ــــ وعدے ہوگئے، وعید ہوئے۔ نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔"

"تعجب ہے ــــ کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔"

www.taemeernews.com

" ان تلوں میں تیل ہے نہ اتنی سردوں میں جوئیں ــــــ کانوں پر رینگیں گی، کیسی ــــــ جوئیں ــــــ لیکھیں یہ تو ہماری دنیا کی چیزیں ہیں سر اور کپڑوں سے ٹپکی پڑتی ہیں۔"

" اللہ رحم کرے۔"

" اللہ اب رحم نہیں کرے گا ــــــ وہ دن لد گئے جب وہ مائل بہ کرم ہوا کرتا تھا ــــــ اتنے آدمی ہیں وہ کس کس کی حاجت روا کرے۔ میرا تو خیال ہے اوپر بھی راشننگ سسٹم شروع ہو گیا ہے۔"

" میں اس بدذات سے کیا کہوں۔ صاف مجھ سے دغا کر گیا۔"

" کیسے ؟"

" حرام زادے نے وعدہ مجھ سے کیا اور دونوں نئی بیوکس کہیں ٹھکانے لگا دیں۔"

" اس کی وجہ ؟"

" میں نے اس کا ایک کام کیا تھا اس کے عوض میں نے اس سے کہا تھا کہ مجھے ایک نئی بیوک جو تمہارے ہاں آنے والی ہے دلوا دو ــــــ میں آدھی قیمت ادا کر دوں گا۔ آدھی اس کام کے مجرے میں گئی ہے۔"

" اور وہ کام لاکھوں کا تھا۔"

" اس لئے تو کہتا ہوں بلڈی سوائن نے میرے ساتھ دھوکا کیا لیکن میں بھی اس سے بدلہ لوں گا ــــــ دو بیوکس لے کر کوٹھی پر سیدھی

www.taemeernews.com

ناک آئے گا۔"

"یہ آپ ٹین کے ڈبے اور سگریٹ کی خالی ڈبیاں کیوں یہاں سے لے جایا کرتے ہیں؟"

"حضور ایسے ہی۔"

"کوئی وجہ تو ہوگی۔"

"آپ کے ہاں بیکار پڑے رہتے ہیں میں لے جاتا ہوں۔"

"کچھ مل جاتا ہے ان سے؟"

"جی ہاں۔ بہت کچھ۔"

"دیکھو ہمیں معلوم ہی نہیں۔"

"جی ہاں آپ کو معلوم نہیں — میری بچیاں ان سے کھیلتی ہیں — میری اتنی استطاعت نہیں کہ میں ان کے لئے گھر کھلونے لے جایا کروں اس لئے میں نے ان کو اس طور پر سمجھایا ہے کہ وہ ان نکمی چیزوں ہی کو دنیا کے بہترین کھلونے سمجھتی ہیں۔"

"بڑے ہوشیار آدمی ہو بھئی۔"

"باورچی — باورچی کو بلاؤ — جلدی بلاؤ — ہم اس سے بات کرنا مانگتا ہے۔"

"حضور — حاضر ہوں۔"

www.taemeernews.com

"یہ تم نے آج کھانے کس قدر واہیات پکائے ہیں۔"

"حضور ۔۔ ؟"

"حضور کے بچے ۔۔۔۔ اس پلیٹ سے بیگم صاحبہ نے ایک ہی نوالہ اٹھایا کہ متلی آگئی ۔۔۔ میں نہیں ۔۔ "

"حضور ممکن ہے کوئی قصور ہو گیا ہو ۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں۔"

"معافی کے بچے ۔۔۔ اٹھاؤ، سب سالن، اور باہر پھینک کر آؤ۔"

"ہم نوکر کھالیں گے حضور۔"

"نہیں ۔۔ باہر ڈسٹ بن میں پھینک کر آؤ۔ تم سزا کے طور پر بھوکے رہو۔ اٹھئے بیگم صاحبہ، ہم "شیزان" چلتے ہیں۔"

"یہ تمہیں چرس کی لت کہاں سے پڑی ؟"

"کیا بتاؤں یار ۔۔۔ اب تو اس کے بغیر بالکل نہیں رہا جاتا۔"

"یہ تم مجھے کیا بتاتے ہو۔ میں پوچھتا ہوں لت کہاں سے پڑی۔"

"جیل میں۔"

"جیل میں ؟ ۔۔ وہاں تو ایک مکھی اندر نہیں جاتی۔"

"مکھیاں، مچھر، کھٹمل، چوہے، تمام حشرات الارض جاسکتے ہیں، افیم جاتی ہے، چرس جاتی ہے، آدھک جاتی ہے، شراب جاتی ہے سبھی کچھ جا سکتا ہے۔"

"کیسے ؟"

"ایک خاکی مارکیٹ ہے وہاں ۔۔ جو بلیک مارکیٹ سے زیادہ

www.taemeernews.com

ایماندار ہے۔"

"اماں! ــــ اب گزارہ کیسے ہو گا۔ یہاں لتے بدن پر جھو لنے کا زمانہ آگیا ہے۔"

"ٹھیک کہتی ہے بیٹا۔"

"تو کیا ہو گا؟"

"سارا بازار ہی مندا ہے۔"

"کیوں؟"

"لوگوں کے پاس روپیہ نہیں۔"

"لیکن جو مال پہ اتنی شاندار موٹریں چلتی ہیں ــــ یہ جو لارنس باغ میں زرق برق لباس نظر آتے ہیں ــــ یہ روپیہ کہاں سے آتا ہے۔"

"ان لوگوں کے پاس ہے۔"

"تو پھر بازار کیوں مندا ہے؟"

"اب انہوں نے اپنے آپس ہی میں ہمارا دھندہ شروع کر دیا ہے۔"

"مکان کی بڑی پریشانی ہے۔ سر چھپانے کے لئے کوئی جگہ ہی نہیں۔"

"معاملہ واحد ہے بھائی جان۔"

"جی نہیں ــ آپ ذرا جبار، تو فرمایئے کہ میرا کتنا بڑا کنبہ ہے۔ ماں۔ دو سالیاں، چار بچیاں، ایک بیوی۔ اور دو خالائیں۔"

www.taemeernews.com

"اور ادھر کی فہرست بھی سن لیجئے، دو بیویاں، آٹھ بچے، ماں، اس کی ماں ـــــ ماں کی دو بہنیں ـ"

"جی نہیں ـ آپ غور فرمایئے کہ یہاں آنے کے دو برس کی مسلسل تگ و دو کے بعد مجھے ایک چھوٹا خستہ مکان خدا خدا کر کے مل گیا تھا ـ لیکن ایک برس بھی اس میں مشکل سے نہیں گزرا تھا کہ محکمہ ..... کیا کہتے ہیں اسے ؟"

"محکمہ بحالات !"

"ہاں ہاں، وہی، اس کے افسروں نے نکال باہر کیا ـ قبلہ مستورات تک کو یوں چٹکیوں میں سڑک پر بٹھا دیا ـ"

"اور قبلہ مجھے مارا بھی گیا تھا ـــ مجھ پر مقدمہ بھی چلا تھا ـ لیکن خدا جانے کب کا ثواب کام آ گیا کہ جیل سے جان چھوٹی ـ میں نے سوچا جان بچی اور لاکھوں پائے ـ"

"تو اب آپ کہاں رہتے ہیں ؟"

"میں نے اب رہنا ہی چھوڑ دیا ہے ـ"

"کیا مطلب ؟"

"میں نے سب سے کہہ دیا، جہاں تمہارے سینگ سمائیں جاؤ اور چھوڑ چھاڑ چلتا بنا ـ وہ خدا معلوم کہاں ہیں ـ مجھے ان کی کوئی پروا نہیں ـ سڑک کا کوئی ٹکڑا مل جاتا ہے سو جاتا ہوں نہیں ملتا تو سارا دن اور ساری رات گھومتا رہتا ہوں ـ"

"مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا ـ میں نے دو تین درخواستیں دی ہوئی ہیں ـــ

www.taemeernews.com

ان کا کچھ تو نتیجہ برآمد ہوگا۔"

"آپ وہ درخواستیں لے آیئے۔ میری بھی درخواستیں لے آیئے اور ان کو ملا کر کاغذ کا ایک گھر بنا لیجئے۔!"

"ایک اخبار کچھ لکھتا ہے، ایک اخبار کچھ لکھتا ہے۔"

"یہ تو ہے۔"

"کس کی مانیں، کس کی نہ مانیں۔"

"آپ کسی کی نہ مانیں۔ اخبار پڑھنا ہی چھوڑ دیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ دنیا کا حال کیسے معلوم ہوگا؟"

"دنیا کا حال آپ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا یہ دنیا اصل میں سب بکواس ہے اصل دنیا آپ کی ہے جو چھوٹی سی ہے اسی میں مگن رہئے اگر وہ خود ختم ہو جائے تو اللہ کا شکر بجا لایئے۔"

"آپ کیسی عجیب باتیں کرتے ہیں؟"

"تو پھر آپ اخبار پڑھتے رہئے۔ جناح عوامی لیگ ہے، آزاد مسلم لیگ ہے، امسکا لیگ ہے، ڈھمکا لیگ ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں سب سے بہتر ہے کہ آپ ڈھمکا لیگ شروع کر دیجئے۔ اس کے بانی بن جایئے اور وردی کا کوئی رنگ مقرر کر لیجئے ایک اخبار جاری کر دیجئے اور عیش کیجئے۔"

"آپ کے بچے اتنے بڑے ہو گئے ہیں، ان کی تعلیم کا کوئی بندوبست ہونا

www.taemeernews.com

چاہیئے۔"

"میں ان کی تعلیم کا کوئی بندوبست نہیں کرنا چاہتا۔"

"کیوں؟"

"میں خود سارا دن بندوبستوں میں الجھا رہتا ہوں۔ ایک ہزار ایک بندوبست ہیں۔ درزی کے بل کا بندوبست، بنیئے کے قرض کا بندوبست بجلی کے بل کا بندوبست، پانی کا بندوبست، کسی عزیز کے گھر بدصورت سالڑکا یا لڑکی ہو، تو اس کو کچھ دینے کا بندوبست، دق ہونے والی ہے۔ اس کا بندوبست، بیوی کو ہیسٹریا ہے اس کا بندوبست، اب تو یہ سوچ رہا ہوں کہ خدا سب کے انجام کا بندوبست بھی کر دے۔ اگر گھر میں سے کوئی مر گیا تو اس کے کفن دفن کا بندوبست تو بھی مجھ سے نہیں ہو سکتا۔"

"آپ قنوطی ہیں۔"

"میں صاحب قنوطی ہوں۔ پلوطی ہوں۔ سب کچھ ہوں۔"

"لیکن بچوں کی تعلیم کا تو......"

"میں اس کی طرف دھیان نہیں دے سکتا۔"

"خیراتی سکول ہیں۔ میرا مطلب ہے ان کی فیس معاف ہو سکتی ہے۔"

"مجھے معاف کیجئے۔ میں ایسے اسکولوں میں اپنے بچوں کو پڑھانا نہیں چاہتا جہاں سے وہ ہر روز نئی سے نئی گالی سیکھ کے آئیں گے۔ میں جانتا ہوں یہ اسکول جنہیں معلوم نہیں اسکول کیوں کہا جاتا ہے مغلظات کے گھر ہیں بے راہ روئیوں کی پرورش گاہ میرا گھر اچھا ہے اگر وہ مریں گے تو صاف۔

www.taemeernews.com

ستھرے مریں گے!"

"اجی سنئے تو؟"

"اوہ آپ ۔۔ مجھے بڑا ضروری کام ہے، معاف فرمائیے۔"

"معافیاں تم لاکھ مانگ چکے ہو۔ وہ میرا سو روپے کا قرض ۔"

"میں دوا لینے جا رہا ہوں، میری بیوی بیمار ہے"

"میاں ان گھِسّوں میں نہیں آنیوالا۔ خدا کی قسم آج میرا قرض ادا نہ ہوا تو سر پھوڑ دوں گا۔"

آپ کیوں زحمت اٹھاتے ہیں۔ میں خود ہی دیوار کے ساتھ ٹکر مار دیتا ہوں ۔۔ یہ لیجئے۔"

"ڈارلنگ"

"جی"

"ساری دکانیں چھان ماریں۔ تمہارے سائز کی "میڈن فورم بریزیر" نہیں ملی"

"اوہ باؤ سیڈ۔"

"میرا سائز ہی کچھ واہیات ہے۔"

"اوہ مولا۔ اپنے پیر دستگیر کے صدقے کبھی تو بھی ہمیں سو روپے کی شکل دکھائیگا۔"

---

www.taemeernews.com

"سنا ہے حکومت غور کر رہی ہے کہ طوائفوں اور کسبیوں کو شاہی محلّے سے نکال کر ایک علیحدہ بستی میں بسا دے۔"

"وہ کہاں بسے گی جی؟"

"سنا ہے دریائے راوی کے پار۔"

"یہ اچھا ہے۔ طغیانیاں اور سیلاب عام آتے ہیں۔ ایک نہ ایک دن بہہ کر پھر شاہی محلے آ جائیں گی۔"

"دعوت تو جناب ایسی ہوگی کہ یہاں کی تاریخ میں یادگار رہے گی۔ لیکن ایک افسوس ہے کہ فرانس سے جو میں نے خاص طور پر شمپیئن منگائی تھی۔ وہ وقت پر نہیں پہنچے گی۔"

---

www.taemeernews.com

"گناہ کی بیٹیاں"

"گناہ کے باپ"

برس یا ڈیڑھ برس پیچھے کی بات ہے کراچی سے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ وہاں عورتوں کی جسم فروشی قانوناً ممنوع قرار دے دی گئی ہے اس پر مختلف اخباروں نے الحاج خواجہ شہاب الدین صاحب کے نیک اور مطہر جذبے کی بہت تعریف و توصیف کی تھی میں نے اس وقت بھی سوچا تھا۔ اور آج بھی سوچتا ہوں کہ وہ چیز جسے ممنوع کیا گیا ہے اس کی تعریف قانونی نقطہ نظر سے کیا کی گئی ہو گی۔ اتنا سنا تھا کہ گذور صاحب نے "پروسی چیوٹ" یعنی قحبہ کی تعریف ان لفظوں میں کی تھی "وہ عورت جو روپے کے عوض بازار میں اپنی عصمت فروخت کرے۔"

میں اس تعریف کا مضحکہ اڑانا نہیں چاہتا۔ حالانکہ یہ بات کچھ عجیب سی

www.taemeernews.com

معلوم ہوتی ہے کہ عصمت بار بار کیسے فروخت کی جا سکتی ہے۔ یہ تو ویسے ہی ہوا۔ اگر کہا جائے کہ میں تلوار تو نہیں بیچتا۔ پر اس کی آب آپ جب چاہیں مقررہ دام دے کر حاصل کر سکتے ہیں۔ عصمت جہاں تک میں سمجھتا ہوں، ایک ایسی آب ہے جو ایک ہی دفعہ فروخت کرنے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتی ہے۔ اور وہ بھی صرف اس وقت اگر ہم اسے ٹھیٹ قسم کی گھریلو عورت کی پاکیزگی کردار سے تعبیر کریں۔ ورنہ یہ ایک اضافی صفت ہے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کسبیوں کے ہاں وہ عورت باعصمت متصور کی جاتی ہو جو اپنے کاروباری اصولوں کی پکی ہو۔ جو اپنا جسم مفت نذر نہ کرتی ہو لیکن میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتا کہ بہت سی ایسی باتیں نکل آنے کا اندیشہ ہے جو نیم رس اذہان کو اشتعال دلانے کا باعث ہو سکتی ہیں۔

ہم اگر گذور صاحب کی تعریف کو پیش نظر رکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عورت امتناعی قانون کی زد میں نہیں آئے گی جو اپنا جسم نہ بیچتی ہو۔ وہ نہیں بیچ سکتی ہے۔ ناز نخرے عشوے اور غمزے فروخت کر سکتی ہے مگر اس کو اپنے جسم کا خاص حصہ بیچنے کی ممانعت ہے۔

دنیا میں ایسا کونسا شعبہ ہے جہاں لین دین نہیں ہوتا لیکن یہ پھر ایک ایسا مبحث ہے کہ سینکڑوں تلخ اور ترش باتیں پیدا ہو جائیں گی جن سے فی الحال دور رہنا چاہتا ہوں۔

ایک بڑا گستاخ سا سوال اور بھی پیدا ہوتا ہے کہ یہ امتناعی قانون صرف عورتوں ہی کے لئے کیوں مخصوص ہے مرد اس سے کیوں مستثنیٰ ہیں، کیا صنف

www.taemeernews.com

مخالف میں ایسے افراد موجود نہیں جو انہی معنوں میں اپنا جسم بیچتے ہیں جن معنوں میں یہ عورتیں جن پر پابندی عائد کی گئی ہے ـــــ اس سوال پر، میرا خیال ہے کہ آپ میری مدد کے بغیر ہی غور کیجئے ۔"

گذورر صاحب کی متذکرہ صدر تعریف اور امتناعی قانون کا جو رد عمل ہونا تھا۔ وہ ظاہر تھا کراچی میں چنانچہ یہ ہوا کہ متعدد کسبیوں نے رقاصاؤں کا روپ دھار لیا۔ جو پہلے مجرے نہیں کرتی تھیں انہوں نے طبلے اور ہارمونیم منگوا لیے جو ڈھال کا کام دینے لگے ۔ اب وہ قانون کی زد سے باہر تھیں ۔ کیونکہ وہ ان سازوں کی گواہی پیش کر سکتی تھیں کہ ان کا پیشہ تو صرف گانا بجانا ہے جو ممنوع نہیں ہے ۔

کراچی میں اس چولا بدلی سے جو دلچسپ باتیں ظہور پذیر ہوئیں ان میں سے چند یہ ہیں بہت سی کسبیاں تو شہر چھوڑ کر ایسے مقامات پر چلی گئیں جہاں اس قانون کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔ بعض شریف محلوں میں اقامت پذیر ہو گئیں کہ پولیس کے چھاپوں سے محفوظ رہیں۔ بعض جو ثابت قدم تھیں اپنے، اپنے اڈے پر جمی رہیں۔ ان کے سرخ لالٹین والے بازار میں پولیس راؤنڈ لگاتی رہتی اور اوپر کوٹھوں میں بظاہر مجرے ہو رہے ہیں ، لیکن اندرونی طور پر ان کا کاروبار باقاعدہ چل رہا ہے ۔

سنا ہے کہ ان کے گاہکوں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ کسی کوٹھے کا رخ کر رہے ہیں کہ پولیس کے سپاہی نے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ اس کی نیت پر جائز یا ناجائز شبہ کیا جا رہا ہے کہ نہیں تم گانا سننے نہیں کسی اور غرض سے

www.taemeernews.com

جارہے ہو، اب وہ غریب اگر اسی غرض سے جارہا تھا۔ جس کی طرف پولیس کے سپاہی نے اشارہ کیا تھا تو وہ اسے قبول کیسے اور اگر وہ واقعی گانا سننے ہی کے لئے آیا تھا تو وہ اس کا یقین کیونکہ دلائے۔

جو کچھ میں اب کہنے والا ہوں، از برائے خدا اس کا مطلب نکالنے کی کوشش نہ کیجئے گا۔ مسجدوں میں جوتیاں عام چرائی جاتی ہیں۔ اگر اس کے احتساب کے لئے پولیس پوچھ گچھ شروع کردے تو ذرا سوچئے نمازیوں کو کتنی پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ جوتی چور کب ملنے گا کہ وہ خدا کو یاد کرنے نہیں اس کے بندوں کی جوتیاں چرانے آیا ہے۔ اور خدا کو پوری نیک نیتی سے یاد کرنے والے کیونکر یقین دلائیں گے کہ وہ جوتی چور نہیں ہیں۔

ایک ہی صورت ہوسکتی ہے کہ پولیس والے سے کہا جائے ...... کہ بھائی زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ تم ساتھ ہی آجاؤ اور دیکھتے رہو کہ میں گانا سنتا ہوں، یا کچھ اور کرتا ہوں مگر ایسی تفریح میں محتسب کی موجودگی؟ اس کی کڑی نگرانی ....؟ آدمی کیا خاک لطف اٹھائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ جو بھی وہاں جائے گا اپنے داموں کے عوض چند گھڑیوں کا لطف ضرور چاہے گا۔

میں نے سنا ہے۔ کئی بار کراچی میں ایسا ہوا کہ طوائف مجرا کر رہی ہے۔ گاہک گاؤ تکیئے کا سہارا لئے بیٹھا ہے اور اس کے پاس ہی پولیس کا سپاہی طوائف اور اس کے گاہک کی ہر حرکت ناپ تول رہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سارا تماشہ مفت دیکھ رہا ہے۔

www.taemeernews.com

بعض رنڈیوں کو یہ ترکیب سوجھی کہ گاہک کو اپنا نزدیک یا دور کا رشتہ دار بنا لیا اور محتسب سے یہ کہہ دیا کہ وہ فلاں فلاں شہر سے آیا ہے اور دو تین روز ہمارے پاس رہے گا ـــــ یہ قانون شکنی ہے۔ مگر دنیا کا وہ کونسا قانون ہے جس کی شکنی نہیں ہوئی۔ ایک عام کہاوت ہے کہ قانون بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ توڑا جائے۔ لیکن یہ قانون کیسا ہے جو کراچی میں لائج العمل ہے لیکن اس کی حدود سے باہر جس کا کچھ مطلب ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ حکومت نے اپنے اس ایک بٹا آٹھ قسم کے اقدام میں کچھ مصلحت دیکھی ہو لیکن سچ پوچھئے تو مجھے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی جسے مصلحت کہا جا سکتا ہے ایک بازار کا کوڑا کرکٹ نکال کر سارے شہر میں پھیلا دینا یا اسے اٹھا کر اس کی حدود سے باہر ڈھیر کر دینا کہ وہ ہوا سے یا کسی اور ذریعے سے جہاں چاہے چلا جائے کہاں کی مصلحت ہے؟

پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس قسم کی صفائی، پاکیزگی اور طہارت صرف ایک ہی شہر کے لئے کیوں مخصوص کی گئی کسی جگہ کوئی متعدی مرض نمودار ہو تو اس میں باہر سے آنے والوں اور اندر سے باہر جانے والوں پر کڑی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ تاکہ اس کی روک تھام بطریق احسن ہو سکے۔ لیکن حفاظتی تدابیر اگر یوں اختیار کی جائیں کہ مرض کے شکاروں کو چن چن کر شہر بدر کر دیا جائے تو بتائیے اس کا کیا مطلب ہو گا؟

قانون بنانے والے جاہل نہیں ہو سکتے، لیکن سمجھ میں نہیں آتا قوانین میں اکثر مضحکہ خیز خامیاں کیوں رہ جاتی ہیں۔۔۔۔ یہاں لاہور میں گداگری قانوناً

www.taemeernews.com

ممنوع قرار دی۔ لیکن پیشہ ور بھک منگوں نے کشکول کے بجائے دو ماچس تین لیموں یا چار اخبار پاس رکھ لئے۔ اور خود کو محفوظ کر لیا۔ ان بازاروں کو چھوڑ دیا جہاں نظرِ احتساب پڑتی تھی۔ یا شہر چھوڑ کے دوسری جگہ چلے گئے۔

کوئی بیماری دور کرنا ہو۔ تو عام طور پر اس کی جڑ پکڑی جاتی ہے۔ وہ بنیادی نقائص دور کئے جاتے ہیں جو مرض کا اصل باعث ہوتے ہیں۔ جسم پر کوئی پھوڑا ہو تو فاسد مادہ خارج کرنے کے لئے اسے چیرا پھاڑا جاتا ہے۔

انسانی جسم اور انسانی معاشرت کے عارضے میں جہاں تک میں سمجھتا ہوں کوئی فرق نہیں، اس کا علاج بھی اسی طرح ہونا چاہیئے جس طرح کہ انسانی جسم کا کیا جاتا ہے۔

ایک شہر میں گداگری ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ دوسرے میں کسبی عورتوں کا کاروبار، ایک صوبے میں شراب نوشی پر پابندیاں عائد ہیں دوسرے میں کھلے بندوں اس کی اجازت ہے۔ یہ کیسے قانون ہیں اور کیسی معاشرت ہے؟

یہ راز کس سے چھپا ہے کہ ہمارے صوبے میں جہاں شراب پینے کی ممانعت ہے ہزاروں آدمیوں نے ڈاکٹروں کی "فیسیں" ادا کر کے سرٹیفکیٹ حاصل کر رکھے ہیں۔ اور یوں قانونی زد سے محفوظ بڑے آرام اور اطمینان سے ہر روز اپنا شوق پورا کرتے ہیں اور یہ بھی کسے معلوم نہیں سینکڑوں پرمٹ یافتہ شراب فروشی کا باقاعدہ کاروبار کر رہے ہیں۔

گداگری قانوناً بند کر دی جاتی ہے مگر وہ اسباب و علل دور کرنے

www.taemeernews.com

کوشش نہیں کی جاتی جو انسان کو اس فعل پر مجبور کرتے ہیں۔ عورتوں کو سر بازار جسم فروشی کے کاروبار سے روکا جاتا ہے مگر اس کے محرکات کے استیصال کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا۔

شراب نوشی، گداگری اور عرفِ عام میں عصمت فروشی کوئی خلاف عقل یا خلاف فطرت فعل نہیں۔ ہبوط آدم سے لے کر اب تک یہ افعال ہمارے ساتھ چلے آرہے ہیں ان کا مکمل انسداد گذشتہ انسانی تاریخ کے کسی دور میں بھی نہیں ہوا۔ اور نہ کسی آئندہ دور میں ہوگا۔ ہم انسان کی فطری کمزوریاں دبا سکتے ہیں، ان ——— کو کسی حد تک روک سکتے ہیں۔ مگر ان کا قطعی انسداد نہیں کر سکتے۔

جس طرح انسان کے جسم میں بیماری کے جراثیم علاج کی مدافعت کرتے ہیں اسی طرح معاشرے میں انسان کے عیوب بھی اپنی زندگی کے لئے ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اور پوری قوت سے ان حملوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جو ان کے خلاف کئے جاتے ہیں۔ سانپ بڑا موذی جانور ہے لیکن جب اس کی جان پر حملہ ہوتا ہے تو وہ اسے بچانے کے لئے ضرور کوشش کرتا ہے۔ ہم اس کوشش کو قابل مواخذہ قرار نہیں دے سکتے۔

پچھلے دنوں مونگے سے ایک اطلاع آئی تھی کہ وہاں کے دس نمبریوں نے ایک انجمن بنائی ہے تاکہ وہ ان کے حقوق کی حفاظت کرے بظاہر یہ بڑی عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اکثریتوں اور اقلیتوں کی صف آرائیوں کے اس زمانے میں ہمیں اس انجمن کے قیام پر متعجب نہیں ہونا چاہئے

www.taemeernews.com

ہر برائی کے بھی چند اچھے پہلو ہوتے ہیں اور معاشرے میں جب اچھے اور برے پہلو بہ پہلو موجود ہیں، تو اچھوں کے مقابلے میں بروں کے بھی حقوق چاہئیں یہی وجہ ہے کہ ان کو ان کی حفاظت کے لئے انجمن قائم کرنے کی سوجھی۔

آج سے چالیس پچاس برس پیچھے اگر بھنگی اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے تو یقیناً لوگ ان کو دیوانہ یقین کرتے مگر اب ان کے حقوق کی حقیقت سب پر واضح ہو چکی ہے۔ اسی طرح دور زمانہ کے ساتھ ممکن ہے دس نمبریوں کے حقوق بھی ایک دن تسلیم کر لئے جائیں۔

پچھلے دنوں جب کراچی میں، عصمت فروشی کے انسداد کے لئے قانون نافذ ہوا تھا اور یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ طوائفوں اور کسبیوں کا ایک وفد حکومت کے ذمہ دار ارکان کے پاس اپنی شکایات لے کر پہنچا تھا۔ اور اس نے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا تھا۔ غالباً اسے ٹال دیا گیا تھا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں اگر وفد سے بالمشافہ گفتگو کی جاتی اور مسئلے کے تمام عواقب و عواطف پر اچھی طرح غور کیا جاتا ہے تو اس مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آتا غور کرتے وقت یہ حقیقت ضرور پیش نظر رکھی جاتی کہ گناہ کی ان کھیتیوں میں تخم ریزی کرنے والے ہم خود ہی ہیں۔ یہ طبقہ جسے ہم ملعون و مطعون قرار دینا چاہتے ہیں خود رو نہیں۔ ہم اس کے بیج بوتے ہیں۔ خود ہی ان کو پانی دیتے ہیں لیکن جب یہ نشو و نما پا جاتے ہیں تو پھر اس کی کاشت سے گھبراتے ہیں۔

یہ حقیقت بھی کسی سے مخفی نہیں کہ ان محلوں میں جس پر گناہ کے فعل کا بورڈ آویزاں کیا جاتا ہے ہمیں معاشرے کی بڑی بڑی بزرگ شخصیتوں کے

www.taemeernews.com

نطفے نظر آسکتے ہیں۔ یوں ان کی خاطر پر کوئی حملہ کرنا نہیں چاہتا۔ بڑے سے بڑا انسان بھی نفسیاتی خواہشات کا شکار ہو سکتا ہے۔ اور وہ شغل جو وہ ایک لمحاتی جذبے کے تحت اختیار کرتا ہے، اس کے دوررس نتائج کے بارے میں اس کو اس وقت کچھ علم نہیں ہوتا۔ کسی جگہ کھڑے ہو کر پیشاب کر دینا بالکل دوسری چیز ہے۔ اسے آپ پرلے درجے کی بدتمیزی کہہ لیں گے۔ لیکن کسی رنڈی کے کوٹھے پر دام دے کر چند لمحات کے لئے اسے اپنی خواہشات پوری کرنے کے لئے خرید لینا بظاہر ایک معمولی سا سودا ہے۔ لیکن اس کے نتائج بہت اہم بھی ہو سکتے ہیں۔ آپ کو کیا معلوم ہے کہ آپ کا پھینکا ہوا فضلہ اس گھوری میں آپ کے خون کی نخل بندی کر رہا ہے یا نہیں۔ ہم اسے بدتمیزی کہہ کر نہیں ٹال سکتے۔ اس کی تمام تر ذمہ داری ہمارے سر ہوگی۔

زمین کسی کی بھی ہو، کیسی بھی ہو، مگر بیج تو آپ ہی کا ہوگا۔ زمین کا پٹہ آپ کے پاس نہیں تھا۔ یہ بھی کوئی عذر نہیں۔ اسی طرح آپ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ فلاں رنڈی جس کے بطن سے آپ کے خون کا قطرہ لڑکی یا لڑکا بن کر پیدا ہوا ہے، آپ کی اولاد نہیں۔ اس کی تخلیق و تولید کی ذمہ داری یکسر آپ کی ہے۔ آپ اس کے وجود سے انحراف نہیں کر سکتے۔

گورنمنٹ نام نہاد عصمت فروشی کے انسداد کی تدبیریں سوچتی ہے اندھا دھند وہ اس عمارت کو ڈھانے کے لئے ہتھوڑے چلاتی ہے جس کی بنیادوں کو معاشرے کے بڑے بڑے اونچے ستونوں نے سیسہ پلایا ہے اس عمارت میں اگر بنظرِ غور دیکھا جائے تو ہمیں بڑی بڑی تقدس مآب ہستیوں کے ماتھے

www.taemeernews.com

کی محرابیں ہل جائیں گی اور گناہ کی ان بیٹیوں کی شکل وصورت میں کئی جانے پہچانے ناک نقشے ابھر آئیں گے۔

کیوں نہ مردم شماری کی طرح ان منڈیوں میں جہاں گناہ کی خرید و فروخت ہوتی ہے دیگر اجناس کی طرح باقاعدہ حساب کتاب رکھا جائے، کیوں نہ ایک رجسٹر میں ان لوگوں کا نام درج ہو جو وہاں محض عیاشی کے لئے جاتے ہیں۔ جو بیویوں کے ہوتے ہوئے اور صاحب اولاد ہونے کے باوصف ان کسبیوں کو اپنی عورتیں بناتے ہیں اور بچے پیدا کرتے ہیں۔ پھر ان بچوں کو انہی سے کیوں نہ موسوم کیا جائے تا کہ سب کو معلوم ہو کہ قحبہ خانوں میں کون سی رنڈی کس کی بیٹی ہے۔

نکاح کے کاغذ کو، ایجاب وقبول کو، سہرے جلووں کو، چھوہاروں کو باجے گاجے کو، حق مہر کو، نان نفقے کو، ان سب کو فی الحال برطرف رکھئے۔ اور سوچیے کہ رنڈی کی کوکھ میں اگر کسی نام نہاد شریف ونجیب کا نطفہ ٹھہرتا ہے تو اس میں اس نطفے کا کیا قصور ـــــ اگر اسے مقررہ میعاد کے بعد لڑکے یا لڑکی میں تبدیل ہو کر کوکھ سے باہر آنا ہے، تو ظاہر ہے کہ اس تذکیر و تانیث میں بھی اس کا کوئی دوش نہیں اور رنڈی کی گود میں جو یقیناً ماں ہی کی گود ہوگی یہ لڑکی یا لڑکا کس قسم کی پرورش اور تعلیم پائے گا، وہ ظاہر ہے۔

ایسے سینکڑوں لڑکے لڑکیاں جن کے باپ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ اور معاشرے میں بڑے احترام کی نظروں سے

www.taemeernews.com

دیکھے جاتے ہیں۔ گناہ کی ان منڈیوں میں موجود ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ مگر سوال ہے کہ ان کے خاتمے کے لئے حکومت نے کیا قانون وضع کیا ہے؟

بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا، مگر یہ امر واقع ہے کہ ہیرا منڈی میں ــــ لاہور کی سب سے بڑی قحبوں کی بستی میں ایک ایسی ناچنے گانے والی موجود ہے جس کا باپ، کسی زمانے میں امرتسر کے جلیانوالہ باغ کا ایک ہیرو تھا۔ ایک اور کسبی موجود ہے۔ جس کا باپ ایک بہت اہم عہدے پر فائز ہے اور کراچی میں ایک مشہور و معروف اور تاریخی ہستی ایسی بھی ہے۔ جس کی ایک نہیں مختلف طوائفوں کے بطن سے کئی لڑکیاں ایک زمانے سے دادِ عیش دے رہی ہیں اور غالباً اس کو اس بات کا ناز ہے کہ اس نے ارباب نشاط کو اتنے قابل قدر تحفے عنایت کئے ہیں۔

حال ہی میں راولپنڈی سے جہاں قائد ملت خان لیاقت علی خاں کو قتل کیا گیا تھا۔ یہ خبر آئی تھی کہ وہاں کی طوائفیں مل کر ایک ٹریڈ یونین قائم کر رہی ہیں۔ ہو سکتا ہے بعض اصحاب یہ خبر سن کر ہنس دیئے ہوں یا زیرِ لب مسکرا دیئے ہوں۔ مگر میں اس خبر کو بہت اہمیت دیتا ہوں۔ کیونکہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ طبقہ معاشی اور سیاسی طور پر بیدار ہو رہا ہے اور بیداری خواہ وہ طوائف کی ہو یا کسی گھریلو عورت کی۔ شرابی کی ہو یا صوفی کی، حاکم کی ہو یا محکوم کی، میرے نزدیک ایک نیک فال ہے۔ راولپنڈی کی طوائفیں کم از کم اپنا نقطہ نظر تو

www.taemeernews.com

پیش کریں گی جو خالصتہً ان کا اپنا نقطہ نظر ہو گا۔ اور جو خود انہی کے دماغ سے اور انہیں کے منہ سے نکلے گا۔

مجھے نام نہاد کمیونسٹوں سے بڑی چڑ تھی۔ وہ لوگ مجھے بہت کھلتے تھے جو نرم نرم صوفوں پر بیٹھ کر درانتی اور ہتھوڑے کی ضربوں کی باتیں کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ چاندی کی لٹیا سے دودھ پینے والا کامریڈ سجاد ظہیر میری نظروں میں ہمیشہ ایک مسخرا رہا۔ محنت کش مزدوروں کی صحیح نفسیات کچھ ان کا اپنا پسینہ ہی بطریق احسن بیان کر سکتا ہے اس کو دولت کے طور پر استعمال کر کے اس کے پسینے کی روشنائی میں قلم ڈبو ڈبو کر گراں ڈیل لفظوں میں منشور لکھنے والے، ہو سکتا ہے بڑے مخلص آدمی ہوں، مگر معاف کیجئے میں اب بھی انہیں بہروپئے سمجھتا ہوں۔

کسی مرض کا حتمی علاج کرنے کے لئے اس کو اچھی طرح سمجھنے کی ضرورت ہے۔ معالج کو ایک بہت بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ مرض خود نہیں بولتا۔ صرف اس کی خارجی علامات سے اس کو اپنی تشخیص مرتب کرنا پڑتی ہے۔ مگر یہاں مرض خود بولنا چاہتا ہے۔ رنڈیاں خود اپنا احوال بتانا چاہتی ہیں کیوں نہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ میں تو سمجھتا ہوں حکومت کو ان کی ٹریڈ یونین کے قیام پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ معاشرے میں ان کا وجود مسلم ہے۔ ان کو اپنے طبقے کی نمائندگی کا موقع دینا چاہیے تاکہ وہ جن کے سپرد ان

www.taemeernews.com

کی بیخ کنی ہے۔ خود ان ہی کے بتائے ہوئے ذرائع پر عمل کریں۔

لاہور سے پچھلے دنوں چند مشہور طوائفوں نے ایک ہفتہ وار پرچہ "رقص وسرور" جاری کیا تھا۔ اس کے چند شمارے میں نے دیکھے تھے مجھے اس کے اجرا پر بہت خوشی ہوئی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ اس کے صفحات پر اکثر و بیشتر انہی لوگوں کے رشحاتِ قلم تھے جو ان طوائفوں کے گاہکوں کی فہرست میں آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پرچہ سے بڑی امیدیں وابستہ کی جا سکتی تھیں۔ صالح خون کی کمی کے باعث مر گیا۔

عام گاہک دکاندار کی نفسیات نہیں جان سکتے۔ لیکن اچھا دکاندار ہر قسم کے گاہک کی نفسیات بخوبی سمجھتا ہے، اس لئے کہ اسے بطور خاص اس کی تعلیم دی گئی ہوتی ہے۔ سودا کس طرح خریدنا ہے کس موقع پر خریدنا ہے۔ کہاں سے خریدنا ہے۔ اس کی باقاعدہ تدریس ہم لوگوں کو نہیں ملتی۔ ہماری طلب اکثر بلا آورد ہوتی ہے۔

لیکن دکاندار تو ہر وقت گاہک کی آس لگائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس لئے اگر گاہک، دکاندار کی وکالت کرے تو ظاہر ہے کہ وہ بہت بری طرح ناکام ہوگا۔ لیکن دکاندار اگر چاہے تو گاہک کا کیس بہت حد تک صحیح طور پر پیش کر سکتا ہے۔

میری خواہش ہے کہ "رقص وسرور"، پھر جاری ہو اور اس کی عنانِ صرف اسی طبقے کے ہاتھوں میں ہو جس کی نمائندگی کے لئے اس

www.taemeernews.com

کا اجراء عمل میں آیا تھا اور راولپنڈی کے علاوہ پاکستان کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی طوائفوں کی انجمنیں قائم ہوں تا کہ گاہک اور دکاندار دونوں کا نقطۂ نظر پیش ہوتا رہے۔ اور قانون سازوں سے کوئی حماقت سرزد نہ ہو۔

---

www.taemeernews.com

چچا منٹو کے نام ایک بھتیجے کا خط

۱۱ مئی ۱۹۵۲ء

چچا منٹو صاحب!

السلام علیکم۔ یہ خط اس بھتیجے کی طرف سے ہے جسے آپ نہیں جانتے اور نہ جسے آپ نے جاننے کی کبھی کوشش کی۔ جسے پاکستان میں شاید کوئی بھی نہیں جانتا۔ اور وہ اپنے کام سے بچے ہوئے اس تھوڑے سے وقت میں آپ جیسے بلند پایہ ادیب کو خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہے۔

میرے ملک کا حال نہ پوچھیے، یہ ایک کہانی ہے لیکن المناک، ایک نغمہ ہے لیکن پُرسوز، آپ نہیں جانتے، میں بتاؤں گا بھی نہیں میرے بتانے پر شاید آپ پھر —— اپنے دیسی شراب والے پہلے

www.taemeernews.com

اور شاید آخری بھی، خودکشی کے طریقے پر اتر آئیں، اور حکومت اپنا تین صد روپیہ جرمانہ آپ کی قبر سے وصول کرے۔ آپ تو بس اتنا سمجھ لیں کہ دو بلیاں ایک بندر اور ایک روٹی والا معاملہ ہے۔ یہ کہانی آپ نے دوسری جماعت میں ضرور پڑھی ہوگی۔ لیکن میں بضد ہوں کہ اسے ایک دفعہ میری زبانی بھی سنئے۔

یہ اس بوڑھے داستان گو (جو غالباً ولی نعمت اللہ نہیں تھا) کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ جنہیں روٹی ملی تھی وہ بلے تھے یا بلیاں۔ روٹی انہیں کہاں سے ملی تھی۔ بس داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ وہ دونوں دبلی پتلی سی بلیاں یا بلے آپس میں خشمناک اور بندر سے مرعوب تھیں اور وہ روٹی لے کر لڑتی جھگڑتی میاں بندر کے ہاں پہنچیں۔ چچا جان پہنچ جائیں گے۔ روٹی دیکھ کر بندر کے منہ میں پانی ہی بھر آیا اس کے دل میں آئی یہ تو نوالہ چھین کر نو دو گیارہ ہو جائے لیکن وہ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے کچھ سوچ کر رک گیا اور چہرے پر متانت اور سنجیدگی کے آثار پیدا کرکے بولا۔

" پدھاریئے ۔۔۔ تشریف رکھئے (بلیوں کو کرسیوں پر بٹھایا اور بیرے کو چائے لانے کا آرڈر دیا۔ بلیاں تو بس لام ہوگئیں اور بولیں:

" ابا میاں ۔۔۔ ہمیں ایک تنازعہ مافیہ آپ تک لے آیا ہے۔ ہم آپ کو ایک تکلیف دینے آئی ہیں۔"

بندر میاں نے چائے کی پیالیاں پیش کرتے ہوئے کہا۔

www.taemeernews.com

"برخورداروا! ایسا نہ کہو، مجھے دکھ ہوتا ہے۔ آخر بزرگ لوگ ہوتے کس وقت کے لیئے ہیں، بیٹھو، تھوڑا آرام کرو۔ تسلی سے تمام واقعہ بتاؤ تاکہ میں اس پر غور کرسکوں۔"

بلیوں نے چائے کے گرم گھونٹ حلق سے نیچے اتارتے ہوئے تمام واقعہ من وعن کہہ سنایا جسے بوڑھے فیصل نے غور سے سنا۔

پھر پوچھا "اب تم کیا چاہتی ہو؟——"

بلیوں نے ایک دوسرے کو مشکوک نظروں سے گھور کر کہا:

"آپ کا ناطق فیصلہ!"

"ہوں——" بندر نے مکاری سے آنکھیں بند کر کے کہا "تھوڑا سوچنے دو" جلدی کا فیصلہ اچھا نہیں ہوتا۔ یا شاید پھر مجھے اجلاس بلانا پڑے گا۔"

بلیاں کچھ عرصے تک وہیں ٹھہریں، کچھ دنوں کے بعد ستانے لگی کہ ابا میاں، آپ روٹی اپنے پاس رکھیں۔ ہمیں اجازت دیں، جو فیصلہ آپ کا ہوگا وہ ہمیں منظور ہے۔"

"اجی اتنی جلدی بھی کیا ہے" بندر نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے کہا "کچھ روز اور ٹھہریئے۔"

بلیوں نے کہا "نہیں ابا میاں۔ ہمیں اور بہت سے کام کرنے ہیں ہمارے بچے..... جانے آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہوں گے۔ اس لیئے اجازت دیجئے۔"

www.taemeernews.com

بندر دور دور تک رومال ہلا ہلا کر الوداعی اشارے کرتا رہا۔
چچاجان! اس روٹی کے گرد کئی بندر گھومتے ہیں، اب ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسا طریقہ اختیار کریں جس سے روٹی ہضم ہو جائے اور بلیوں کو جل دیا جا سکے، اور نادان بلیاں ایک دوسرے سے خائف بندر سے یہ امید لگائے بیٹھی ہیں کہ شاید پوری کی پوری روٹی ہمیں مل جائے۔

آپ پوچھیں گے کہ میں یہ خط آپ کو کیوں لکھ رہا ہوں۔۔۔۔" تو عرض کیا گیدڑ کی جب موت آتی تو اس کا گاؤں کی طرف بھاگنا ضروری ہو جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ موت اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر مسجد میں لے کر کھڑا کرتی ہے اور میری ۲۹ روز کی سزا مجھے یہ خط لکھنے پر مجبور کر رہی ہے۔

آپ شاید دوبارہ سوال کر بیٹھیں کہ " بر خود دار وہ کیسے۔۔۔۔" ؟
چچاجان! دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر کا نتیجہ آپ جیسے ماہر جذبات اور مشہور و معروف افسانہ نگار کو اچھی طرح سے معلوم ہو گا۔ خیر اس قصے کو چھوڑیے۔

میرا نام حیدر ہے، میرے بزرگ شاید کبھی بھٹیوں میں آباد تھے۔ اور مرے ہیں مصر ہوں کہ مجھے بھی بھٹی کہو، اور میرے کرم فرما مجھے بھٹی کہتے ہیں، جیسے آپ کو منٹو۔ میں سرکاری فرائض انجام دے رہا ہوں جب ارباب حل و عقد چاہتے ہیں۔ میرے سر کوئی نہ کوئی الزام تھوپ کر قید کر دیتے ہیں جب چاہتے ہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ چچاجان۔ شاید آپ کو

www.taemeernews.com

یقین نہ آئے۔ بخدا سچ مانئے میں اس قلیل سے عرصے میں پانچ سزائیں کھا چکا ہوں۔ خیر یہ تو میں نے یونہی کہہ دیا۔ ورنہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ پانچ سزائیں مجھے کھا گئی ہیں۔

اب میں قید کا اس قدر عادی ہو گیا ہوں کہ مجھے آزادی سے نفرت ہوتی جاتی ہے۔ اگر برا نہ مانیں تو آپ کو بھی یہی مشورہ دوں گا کہ ایک اور افسانہ گرم گوشت لکھ ڈالئے زیادہ نہیں تو اتنا ضرور ہو گا کہ کچھ عرصہ تک فکرِ معاش سے آزاد ہو کر یکسوئی سے کسی تنگ و تاریک کوٹھڑی کے گوشے میں بیٹھ کر ایک دوسرے افسانے نرم گوشت کا مواد جمع کر سکیں گے جس سے قید کی مدت ختم ہونے تک اتنی مدت اور آرام کرنے کی تیاری کر سکیں گے۔

چچا جان! آپ کی چار اور اپنی پانچ سزاؤں کا موازنہ کیا۔ اور خط لکھنے بیٹھ گیا۔ کیونکہ اس معاملہ میں مجھے آپ پر برتری حاصل ہے، میرے جرموں کی نوعیت بھی وہی ہوتی ہے جو اکثر آپ کے ہاں نظر آتی ہے، آپ کی تحریر سے حکومت کو ڈر ہے "پبلک کا اخلاق خراب ہو گا" میری باتوں سے ڈسپلن بگڑتا ہے۔ جب ہمارے تمام ساتھی تمام دن گینتی بیلچہ کو محنت کرکے تھکا دیتے ہیں تو آرام کرنے کے چند ایک گنتی کے لمحات میں سے کچھ وقت بچا کر میرے پاس آ بیٹھتے ہیں، اور میں ان کو آزاد قوموں کی کہانی سناتا ہوں۔ میری حکومت کا خیال ہے کہ میں ڈسپلن کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہوں جو اپنے ساتھیوں کو ایسی آزادی کی باتیں بتاتا ہے اور پھر حکومت

www.taemeernews.com

اخلاق، نظام اور جانے ـــــ کیا کچھ کو مدنظر رکھ کر مجھے قید کر دیتی ہے۔
جیسا کہ میں اوپر عرض کر چکا ہوں ـــــ چچا جان! آگے باتوں کچھ اور بھی سنتے چلئے۔

ہماری مہربان گورنمنٹ مجھے بیس روپے ماہوار کے حساب سے تنخواہ بھی دیتی ہے یہ بات دوسری ہے کہ کسی مہینے بیس روپے ملیں یا نہ ملیں۔ آپ کے بوٹ پیمنٹ ہو گئے بائیس روپے آٹھ آنے کاٹ لو۔
آپ حیران ہوں گے کہ بیس روپوں سے بائیس روپے آٹھ آنے کیسے کاٹے جاتے ہوں گے۔ لیکن سنیئے تو..... ہماری حکومت اس معاملہ میں حد سے زیادہ ہوشیار ثابت ہوئی ہے یعنی میرا مطلب ہے بقایا دوسرے مہینے پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

خدا خدا کر کے دوسرا مہینہ آتا ہے، اب کہ قائداعظم میموریل فنڈ ـــــ ضروری ہے۔ رفیوجی فنڈ، یہ پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہے۔ مسلمان بھائیوں کی مدد ہم نہ کریں ـــ تو کیا فرشتے کریں گے۔ ایک دن عرض کیا ہم بھی تو رفیوجی ہیں۔ پھر یہ فنڈ کس لئے چچا جان جانتے ہیں کیا جواب ملا۔ بخدا آپ ہوتے تو شاید خودکشی کر لیتے، لیکن میں ابھی زندہ ہوں اور زندہ رہوں گا۔ کیونکہ ابھی قوم و ملک کے فرائض انجام دینے ہیں، میرے مرنے پر کسی کو بھی ملال نہ ہوگا کوئی آنسو نہیں بہائے گا۔ کیونکہ میں شہید ہوں گا... شہیدوں کو جنت میں جگہ ملتی ہے۔ اور میری حکومت بیس روپے کا کوئی اور آدمی تلاش کر لے گی خیر اس ذکر پر لعنت بھیجیے۔ ہمیں ایسی باتیں سوچنے کا کوئی حق نہیں۔

www.taemeernews.com

ہمارے لئے یہی کیا کم ہے کہ حکومت ہمیں مبلغ بیس روپے دیتی ہے۔ آپ کو قید با مشقت کے ساتھ تین سو روپیہ جرمانہ سن کر بخار ہی تو آگیا ہو گا۔ آپ نے فرمایا بھی تو ہے کہ میں مشقت کا عادی ہوں لیکن روپے کا نہیں۔

آپ کی حکومت کچھ دور اندیش نہیں معلوم دیتی اسے سانپ مارنے آتے ہیں لیکن وہ لاٹھی محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ ضرورت بھی کیا پڑی ہے لاٹھی کو محفوظ رکھنے کی۔ اور بہت سی آجائیں گی، بانس بریلی سے قیمت جنس میں بھی ادا ہو سکتی ہے۔ ہماری حکومت ان معاملوں کو اچھی طرح سے سلجھاتی ہے۔ یہ بانس اگاتی ہے۔ بانسریاں بجاتی ہے اور دوسروں سے بجوانی بھی ہے۔

اب ذرا خیال کیجئے۔ آپ کو تین ماہ قید رکھنے سے آپ کی حکومت کو بھلا کیا خاک فائدہ ہو گا۔ یقیناً آپ کو اے کلاس میں ٹھہرایا ہو گا مشقت رہی اپنی جگہ پر اخراجات کا کون کفیل ہو گا۔ آئندہ سال اگر بجٹ میں خسارہ نہیں ہو گا تو اور کیا ہو گا۔ اگر آپ کے ملک میں آپ ایسے دو تین اور افسانہ نگار آ گئے تو سمجھئے، غضب ہی تو ہو گیا۔ ملک کا دیوالہ نکالنے کی سوچی ہے آپ لوگوں نے —— ہماری حکومت ان رعیت پر ایسی حرکتوں کو پسند نہیں کرتی، ہمیں اٹھائیس دن قید سنا کر اٹھائیس دنوں کی تنخواہ پر ہاتھ صاف کر دیتی ہے۔

یا یوں کہیں تو بہتر ہو گا کہ حکومت کے ہاتھ ہماری اٹھائیس روز کی

www.taemeernews.com

تنخواہ کو صاف کر دیتے ہیں اور ان اٹھائیس دنوں میں ہمیں کچھ اس قسم کے کاموں پر تعینات کیا جاتا ہے جس کا معاوضہ اٹھائیس دنوں سے کم نہیں ہوتا۔

میرا ملک امیر ہے، ہم تمام امیر ہیں جس کا ثبوت میں موجود ہوں۔

چچا صاحب.......!

میں نے آپ کے یہاں کے بارے میں کچھ عجیب و غریب سی باتیں سن رکھی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں اگر اجازت ہو تو کچھ استفسارات کر لوں۔ اگر آپ اجازت نہ بھی دیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا جب کہ میں تہیہ کر چکا ہوں کہ آپ سے پوچھوں گا اور ضرور پوچھوں گا۔

میں نے سنا ہے:۔

آپ کے یہاں کی دیسی شراب شرعاً منع ہے لیکن آپ کی حکومت خداداد کا خدائی قانون اس کے ٹھیکوں کو رجسٹرڈ کرتا ہے اور شارع عام پینے کی اجازت ہے اور واعظ منبر پر چڑھنے سے پہلے ایک دو پیگ بطور دوائی کے یونہی چڑھا لیتا ہے، لیکن چچا جان! ہمارا حاکم! ایسی شرعاً ممنوع لیکن قانوناً جائز چیزوں کو قبول نہیں کرتا۔ ہماری مہربان سرکار ہمیں گڑ اور کھوپرا ارزاں نرخوں پر مہیا کرتی ہے۔ گڑ میں پاکستان کی مٹھاس اور کھوپرے میں بنگال کی گرمی ہے، اگر کچھ پیسے بچ جائیں تو ہندوستانی قسم کے کم خرچ بالانشیں کپڑے بنوا لیتے ہیں لیکن

www.taemeernews.com

ایسے موقعے شاذونادر ہی آتے ہیں۔

اور یہ بھی سنا ہے۔

• کہ آپ کے یہاں سے ایک جریدہ "سویرا" کے نام سے شائع ہوتا ہے لیکن حکومت کو اس کے نام سے چڑ ہے۔ چڑ کیوں نہ ہو ـــــ حکومت آپ ہی کب مطمئن ہے پھر جس پرچے میں آپ کے مضمون شائع ہوں گے وہ کیسا ہوگا؟

چچا جان! مجھے تو یہاں بھی کچھ ایسا نظر آتا ہے جیسے آزاد ملکوں کی کہانیاں سنائی جا رہی ہوں۔ کیا آپ مدیر سویرا، کو میرا یہ مخلصانہ مشورہ عرض نہ کریں گے کہ وہ اپنے پرچے کا نام، شام، رکھ لیں ہرج ہی کیا ہے۔ اگر پوچھیں کیوں؟ تو اپنی طرف سے فرمادیں کہ جس طرح بچوں کو سویرے سے نفرت ہوتی ہے اسی طرح ہماری نوزائیدہ حکومت بھی حق بجانب ہے، صبح اٹھنا اسکول جانا۔ ماسٹر کی یہ سب خرافات نوعمر بچہ برداشت نہیں کر سکتا۔

اور یہ بھی ـــــ !

کہ سچ بولنے والوں کی آپ کے ملک میں بڑی قدر ہے، میں تو یہ بیس روپے چھوڑ چھاڑ کر آپ کے ملک میں وارد ہو گیا ہوتا۔ اگر کہنے والا ندیم قاسمی کی مثال نہ دیتا۔ ہاں تو چچا جان، کیا یہ سچ ہے کہ حکومت کو جس آدمی پر یقین آجائے کہ وہ ہمیشہ سچ کہتا ہے، سچ لکھتا ہے حکومت اسے تمام معاشی فکروں سے آزاد کرا دیتی ہے اور اس کے لئے علیحدہ

www.taemeernews.com

بنگلہ میں رہنے کا انتظام کرا دیتی ہے اور اس بنگلہ کی فلک بوس دیواریں دنیا کے دروغ گوؤں کا غوغا اندر جانے سے روکتی رہتی ہیں اور پھر وہ عمر کا ایک قیمتی وقت اسی جگہ گذارتا ہے اور یہی گاہے گاہے ان بنگلوں کو نوازتے رہتے ہیں۔

اور یہ بھی .... اکہ

آپ کے یہاں حکومت بوڑھے اور غریب و تباہ حال مہاجروں کو جن کے ساتھ جنس لطیف قسم کے ایک دو تین کمزور سے سہارے ہوں آباد کرنے میں بہت عجلت سے کام لے رہی ہے، ان کا راشن کارڈ سب سے پہلے بن جاتا ہے انہیں دکان وغیرہ الاٹ کرلنے میں خاصی دقت محسوس نہیں ہوتی اور تحصیلدار صاحب زمین میں بھی دینے میں قطعاً دیر نہیں کرتے اور وقت بے وقت مکان کے گرد پولیس کے سپاہی بھی نظر آجاتے ہیں، سوچتا ہوں چلا آؤں۔ لیکن نہیں چچا جان! آپ کو اپنا ملک مبارک اور ہمیں ہمارا۔

اور یہ بھی کہ ——— !

کہ حکومت نے آپ کی اپیل پر آپ کو رہا کر دیا یہ سنکر ششدر رہ گیا۔ آپ کی حکومت مقدمہ چلاکر اپیل کی بھی اجازت دے دیتی ہے یہ بذات خود بڑی چیز ہے۔ اس میں حکومت کو نقصان ہی نقصان ہے۔

یقین مانئے ہمارے ہاں ایسا نہیں ہوتا۔ یا تو کسی پر مقدمہ

www.taemeernews.com

چلایا ہی نہیں جاتا۔ اگر مجبور ہو کر چلانا ہی پڑے تو پھر مجرم کی کوئی اپیل سنی نہیں جاتی۔ اس کا راشن کارڈ ضبط کر لیا جاتا ہے۔ اس پر دنیا کے تمام ڈپو بند ہو جاتے ہیں، چچا جان! آپ کی اپیل پر رہا ہونے سے اور دل کا تو علم نہیں، مجھے سخت ذہنی صدمہ پہنچا ہے، اے کاش کہ آپ خالص اسلامی جیل خانے کی بھی ہوا کھا آتے پہلے مقدموں میں آپ کو انگریز کی خرافاتی جیل میں رکھا گیا تھا اب کے آپ اسلامی اصولوں پر بنے ہوئے جیل خانے میں جاتے، بخدا چچا جان! عاقبت سدھر جاتی۔

اور یہ بھی ——— !

کہ آپ کے یہاں پناہ گزینوں کو آباد نہیں کیا جاتا جنہیں غلطی سے آباد کر دیا گیا ہے، ان سے دس گنا زیادہ مالیہ لیا جا رہا ہے اور اگر مالیہ دینے میں پس و پیش کریں تو جیل کی سیر کروا دی جاتی ہے اور یہ تمام مالیہ "ریفوجی فنڈ" میں جمع ہوتا ہے۔

اور یہ بھی کہ ....

جس جگہ پہلے ایک آدمی کام کرتا تھا اب دس رکھ لئے ہیں لیکن متعلقہ حاکموں کو اس پر بھی عملے کے ناکافی ہونے کی شکایت ہے۔

اور یہ بھی .... کہ

پچھلے دنوں کسی اخبار کے ایڈیٹر نے فنانشل کمشنر کے درخواست گذاری، پوچھا گیا کیا چاہتے ہو؟ ایڈیٹر بولا چھاپہ خانہ!

لیکن صاحب فراست نے مرف خانہ الاٹ کر مارا۔

www.taemeernews.com

چچا جان! خط ضرورت سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ معافی چاہتا ہوں۔ امید ہے معاف کیا جائے گا۔ یار زندہ صحبت باقی۔ پھر ملیں گے۔ ٹاٹا!

تمہارا حمید بھٹی

(اس مہینہ کی تنخواہ سے پانچ آنے بچ گئے تھے۔ ایک آنہ ادھار لے کر یہ خط پوسٹ کر رہا ہوں۔)

سعادت حسن منٹو کا جواب

پیارے بھتیجے۔ وعلیکم السلام

تمہارا خط ملا۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ بچے تم کیسے کہتے ہو کہ میں تمہیں نہیں جانتا۔ اور میں نے تمہیں جاننے کی کوشش نہیں کی۔ کوشش کا میری جان سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دس کروڑ مسلمانوں کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے کہ یہ تمہارے چچا نہیں ہیں۔ جب تم نے مجھ سے خطاب کیا ہے تو صرف میں جوابدہ ہوں۔

تم نے بندر اور بلیوں والی کہانی بیان کی ہے، ایک نئے انداز میں۔ لیکن میری جان میں ایسی کئی کہانیاں لکھ چکا ہوں۔ اس لئے کہ کہانیاں لکھنا میرا پیشہ ہے۔ اور میں اس فن میں کافی مہارت رکھتا ہوں۔

www.taemeernews.com

"دریا میں رہ کر مگر مچھ سے بیر" کا نتیجہ کیا ہوتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اس کے متعلق خواجہ خضر صاحب ہی حتمی طور پہ یہ کہہ سکتے ہیں، لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ دریا اور مگر مچھ سے "ماہر جنسیات" کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

تم نے اپنے خط میں ایسی باتیں کہی ہیں کہ میں لب کشائی سے ڈرتا ہوں۔ میں نے چار سزائیں نہیں صرف ایک سزا ابھی تک بھگتی ہے۔ بھگتی نہیں کہنا چاہیے میرا ارادہ اپیل کرنے کا ہے، ہائیکورٹ نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ میرا "ٹھنڈا گوشت" فحش ہے۔ تین سو روپے جرمانہ ہوا ہے، اس کی عدم ادائیگی کی صورت میں ایک مہینے کی قید با مشقت کا حکم تھا۔

میرا گوشت تو ٹھنڈا نہیں، اگر ٹھنڈا ہوتا تو میں ایسے افسانے کبھی نہ لکھ سکتا جنہیں حکومت گرم سمجھتی ہے اور مجھ پر آئے دن مقدمے چلاتی رہتی ہے۔

میری جان! حکومتوں کے متعلق تم مجھ سے کچھ نہ کہو، تم حکومت میں ہو، میں ادب کی دلدل میں پھنسا ہوں، اصل میں جب تک ایسی حکومتیں قائم ہیں ہر جگہ، ہر مقام دلدل ہے۔

تم نے اپنا رونا رویا ہے میں نے اپنا...... میرا خیال ہے کہ اب یہ رونا دھونا چھوڑ دیا جائے رونا تو قطعاً چھوڑ دینا چاہیئے البتہ دھونا ضرور چاہیئے۔ آؤ میں اور تم مل کر وہ داغ دھبے دھوئیں جو ہماری

www.taemeernews.com

معاشرت کے دامن پر لگے ہیں۔

تم قوم کے خادم ہو۔ ایک بہت بڑی ہستی۔ لیکن میری جان میں کیا ہوں؟ ایک فحش نگار...... تم مجھ سے ہر حال میں برگزیدہ ہو تم بیس روپے ماہوار پر وطن کی خدمت کر سکتے ہو۔ میں بمشکل اپنا ایک مضمون بیس روپے کے عوض بیچنے میں کامیاب ہوتا ہوں۔

ہاں...... اگست کی چودہ آرہی ہے۔ جب برصغیر تقسیم ہوا پاکستان بنا اور ہم سب آزاد ہوئے۔ یہاں یوم استقلال منایا جارہا ہے وہاں ہندوستان میں بھی کوئی اسی قسم کا یوم یقیناً منایا جائے گا۔ میں تمہارا یہ خط خاص اس تقریب کے لئے پریس کے حوالے کر رہا ہوں۔ کہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔

تمہارا محکوم پاکستان میں آزاد چچا

سعادت حسن منٹو

www.taemeernews.com

یوم استقلال

جب ہندوستان کے دو حصے ہوئے تو میں بمبئی میں تھا۔ ریڈیو پر قائد اعظم اور پنڈت نہرو کی تقریریں۔ اس کے بعد جب بٹوارہ ہوگیا تو میں نے وہ ہنگامہ بھی دیکھا جو بمبئی میں برپا ہوا۔

اس سے پہلے ہر روز اخباروں میں ہندو مسلم فسادات کی خبریں پڑھتا رہا تھا۔ کبھی پانچ ہندو مارے جاتے تھے، کبھی پانچ مسلمان بہرحال قتل وخون کا توازن اوسطاً برابر ہی رہتا تھا۔

اس سلسلے میں ایک لطیفہ بھی سن لیجئے اخبار والا "ٹائمز آف انڈیا" صبح باورچی خانے کی کھڑکی سے اندر پھینک جایا کرتا تھا۔ ایک دن ـــ (اور فسادات کا دن تھا) اخبار والا آیا اور اس نے دروازے

www.taemeernews.com

پر دستک دی۔ میں بہت حیران ہوا۔ اٹھ کر باہر گیا تو دیکھا کہ کوئی نیا آدمی ہے میں نے اس سے پوچھا: "وہ اخبار والا کہاں ہے؟ جو یہاں آیا کرتا ہے"۔

اس نے جواب دیا: "صاحب وہ مرگیا ہے ــــ کل کمائی پورے میں اس کے چھری گھونپ دی گئی ــــ لیکن مرنے سے پہلے وہ مجھ سے کہہ گیا کہ فلاں فلاں صاحب کو اخبار پہنچا دیا کرو اور ان سے پیسے بھی وصول کر لینا"۔

اس وقت دل پر جو گزری اس کے بیان کرنے میں قاصر ہوں اس کے دوسرے روز میں نے اپنے مکان سے ملحقہ سڑک پر جس کا نام کلبرٹ روڈ ہے پٹرول پمپ کے پاس ایک ہندو برف فروش کی لاش دیکھی۔

اس کی برف کی ہتھ گاڑی اس کی لاش کے پاس کھڑی تھی برف کی سلوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ اس کے خون کے عین اوپر، خون جم گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ "جیلی" کا ایک تودہ پڑا ہے۔ وہ دن بھی کچھ عجیب تھے ہنگامے ہی ہنگامے تھے اور ان ہنگاموں کی کوکھ سے دو ملکوں کو جنم لینا تھا۔ آزاد ہندوستان اور آزاد پاکستان کو ایک افراتفری مچی تھی۔ سینکڑوں صاحب استطاعت مسلمان ہوائی جہازوں کے ذریعے سے اڑ کر کراچی جا رہے تھے۔ کہ وہاں نوزائیدہ اسلامی مملکت کا جشن دیکھیں۔ باقی ہزاروں وہیں ــــ دیکھے ہوئے تھے کہ انہیں

www.taemeernews.com

ڈر تھا کوئی آفت نہ آجائے۔

اگست کی چودہ آئی اور بمبئی جو یوں بھی عروس البلاد کہلاتی ہے۔ نئی نویلی دلہن کی طرح سج گئی۔ روشنیوں کا ایک سیلاب تھا جو چودہ اگست کی رات کو بمبئی شہر میں بہہ گیا تھا۔ رنگ رنگ کی روشنیاں میرا خیال ہے اتنی بجلی اس شہر نے کبھی اپنی زندگی میں خرچ نہیں کی ہوگی۔

بی۔ای۔ایس۔ٹی (بمبئی الیکٹرک سپلائی اینڈ ٹرامو ے کمپنی) نے ایک ٹریم کار خاص اس تقریب کے لئے چاروں طرف بجلی کے قمقموں سے مزین کی ہوئی تھی۔ کچھ اس طور پر کہ کانگرس کے ترنگے جھنڈے بن گئے تھے۔ ساری رات شہر میں گھوما کی۔

بڑی بڑی بلڈنگیں بھی روشنیوں سے آراستہ تھیں۔ انگریزی دکانوں نے خاص اہتمام کر رکھا تھا۔ وائٹ وے اور ایوان فریزز کی سج دھج قابلِ دید تھی۔

اب آپ بھنڈی بازار کی سنیئے۔ یہ بمبئے کا مشہور بازار ہے جو بمبئے کی زبان میں میاں بھائیوں یعنی مسلمانوں کا علاقہ ہے اس میں بے شمار ہوٹل اور ریسٹوران ہیں۔ کسی کا نام بسم اللہ اور کسی کا نام سبحان اللہ سارا قرآن اس بازار میں ختم ہو گیا ہے۔ لیکن "اعوذ باللہ" نام کا کوئی ریسٹوران یا ہوٹل یہاں موجود نہیں۔

یہ بازار بمبئی کا پاکستان تھا۔ ہندو اپنے ہندوستان کی آزادی کی خوشیاں منا رہے تھے اور مسلمان اپنے آزاد پاکستان کی۔ اور میں

www.taemeernews.com

محو حیرت تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ بھنڈی بازار میں جہاں ہندوؤں کی دکانیں تھیں۔ ان پر ترنگے لہرا رہے تھے۔ باقی جہاں دیکھو مسلم لیگ کے اسلامی جھنڈے تھے۔

میں صبح بھنڈی بازار میں گیا تو میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ سارا بازار سبز جھنڈیوں سے اٹا پڑا تھا۔ ایک ریسٹوران کے باہر قائد اعظم کی پینٹنگ (جو غالباً کسی اناڑی نے بنائی تھی) شوخ رنگوں میں لٹک رہی تھی اور دو برقی پنکھوں کا رخ اس کی طرف تھا۔

بہرحال یہ منظر مجھے کبھی نہ بھولے گا۔ مسلمان بہت خوش تھے کہ انہیں پاکستان مل گیا ہے۔ پاکستان کہاں ہے؟ کیا ہے؟ یہ ان کو قطعاً معلوم نہ تھا۔ بس وہ خوش تھے۔ اس لئے کہ ان کو بہت دیر کے بعد خوشی کا ایک موقعہ ملا تھا۔

رامپوری دادا ریسٹورانوں میں کئی کئی کوپ چائے کے پئے جا رہے تھے اور پاسنگ شو سگریٹ بھی، اور پاکستان بننے کی خوشی منا رہے تھے۔ کالا کانڈی، اور سینکی کی سوپاری کے پان دھڑا دھڑ آ رہے تھے اور پان والے کی انگلیوں پر چونا بھی۔

میں محو حیرت تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے لیکن سب سے حیرت انگیز بات یہ تھی کہ چودہ اگست کو بمبئی میں کوئی خون نہ ہوا۔ لوگ آزادی کا جشن منانے کی خوشی میں مگن تھے۔ یہ آزادی کیا تھی۔ کیونکر حاصل ہوئی اور آزاد ہو کر ان کی زندگی میں کیا تبدیلی ہو گی۔ اس کے متعلق کوئی بھی

www.taemeernews.com

نہیں سوچتا تھا۔

ایک طرف "پاکستان زندہ باد" کے نعرے گونجتے تھے۔ دوسری طرف "ہندوستان زندہ باد" کے، اب چند لطیفے پاکستان کے متعلق سنئے جو کہ ہماری نوزائیدہ اسلامی مملکت ہے۔ پچھلے برس یوم استقلال پر ایک صاحب سوکھا ہوا درخت کاٹ کر گھر لے جانے کی کوشش فرما رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا "یہ آپ کیا کر رہے ہیں، یہ درخت کاٹنے کا آپ کو کوئی حق نہیں۔"

آپ نے فرمایا "یہ پاکستان ہے، یہ مال ہمارا ہے" میں خاموش ہو گیا۔

ہمارا محلہ کسی زمانے میں، اس زمانے میں جب بٹوارہ نہیں ہوا تھا بڑی خوب صورت جگہ تھی۔ اب یہ حال ہے کہ وہ گول جگہ جہاں کسی زمانے میں گھاس کے تختے تھے۔ بالکل ویران ہے۔ وہاں ننگے بچے دن رات گالیاں بکتے اور واہیات کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔ میری ایک بچی کی بڑی گیند غائب ہو گئی۔ میں نے سوچا کہیں گھر میں ہو گی۔ لیکن چوتھے روز چند بچوں کو اس سے کھیلتے دیکھا، جب ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا "یہ ہماری ہے ایک روپے چار آنے میں خریدی تھی"

لطیفہ یہ ہے کہ اس گیند کی قیمت چار روپے بارہ آنے تھی۔

پاکستان میں لڑائی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے میں نے اس نیسے گریز کیا اور اپنی بچی کی گیند انہی کے پاس رہنے دی کہ یہ ان کا حق تھا۔

www.taemeernews.com

اسی جگہ کا ایک اور ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک صاحب باہر لگے فرش پر سے اینٹیں اکھاڑ رہے تھے۔ میں نے ان سے کہا "بھائی ایسا نہ کرو یہ بہت زیادتی ہے۔"

آپ نے ارشاد کیا "یہ پاکستان ہے تم کون ہو مجھے روکنے والے"

میں خاموش ہو گیا۔

میں نے ایک ریڈیو مرمت کرنے والے کو اپنا ریڈیو مرمت کے لئے دیا حافظہ کمزور ہے بھول گیا کہ اس کے یہاں جانا ہے ایک مہینے کے بعد یاد آیا۔ جب اس کے پاس گیا تو اس نے کہا "تم اتنے دن نہیں آئے، میں نے تمہارا ریڈیو سیٹ بیچ دیا ہے۔ اور اپنی اجرت وصول کر لی ہے"

پچھلے سے پچھلے سال یوم استقلال سے ایک دن پہلے مجھے نوٹس ملا۔ کہ تم غیر ضروری آدمی ہو۔ وجہ بتاؤ کہ تمہیں کیوں نہ تمہارے مقبوضہ مکان سے بے دخل کیا جائے۔

اگر میں غیر ضروری آدمی ہوں تو حکومت کو بھی یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ مجھے پلیگ کا چوہا قرار دے کر پکڑ لے اور تلف کر دے لیکن میں ابھی تک بچا ہوا ہوں۔

آخر میں ایک بہت بڑا لطیفہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب قیام پاکستان کے عین بعد میں کراچی آیا تو وہاں ایک ہلڑ برپا تھا۔ میں نے چاہا کہ فوراً لاہور کا رخ کروں چنانچہ میں ریلوے اسٹیشن گیا اور بکنگ کلرک سے کہا کہ مجھے ایک ٹکٹ فرسٹ کلاس کا لاہور کے لئے چاہئے۔

www.taemeernews.com

اس نے جواب دیا "یہ ٹکٹ آپ کو نہیں مل سکتا۔ اس لیے کہ سب سیٹیں بک ہیں"

میں بمبئی کے ماحول کا عادی تھا۔ جہاں ہر چیز بلیک مارکیٹ میں مل سکتی ہے۔ میں نے اس سے کہا: "بھئی تم کچھ روپے زائد لے لو۔"

اس نے بڑی سنجیدگی اور بڑے ملامت بھرے لہجے میں مجھ سے کہا۔ ––

"یہ پاکستان ہے –––– میں اس سے پہلے ایسا کام کرتا رہا ہوں مگر اب نہیں کر سکتا۔ سیٹیں سب بک ہیں۔ آپ کو ٹکٹ کسی بھی قیمت پر کبھی بھی نہیں مل سکتا۔"

اور مجھے ٹکٹ کسی قیمت پر بھی نہ ملا۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام ایک خط

اس۔ لکشمی مینشنز ہال روڈ۔ لاہور
مورخہ ۱۶ ؍ دسمبر ۱۹۵۱ء

چچا جان — السلام علیکم!

یہ خط آپ کے پاکستانی بھتیجے کی طرف سے ہے۔ جسے آپ نہیں جانتے جسے آپ کی سات آزادیوں کی مملکت میں شاید کوئی بھی نہیں جانتا۔

میرا ملک ہندوستان سے کٹ کر کیوں بنا، کیسے آزاد ہوا، یہ تو آپ کو اچھی طرح معلوم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں کیونکہ جس طرح میرا ملک کٹ کر آزاد ہوا۔ اسی طرح میں کٹ کر آزاد ہوا ہوں اور چچا جان یہ بات تو آپ جیسے ہمہ دان عالم سے چھپی ہوئی نہیں ہونی چاہیئے

www.taemeernews.com

کہ جس پرندے کو پر کاٹ کر آزاد کیا جائے گا۔ اس کی آزادی کیسی ہوگی۔ خیر اس قصے کو چھوڑیئے۔

میرا نام سعادت حسن منٹو ہے، اور میں ایک ایسی جگہ پیدا ہوا تھا جو اب ہندوستان میں ہے۔ میری ماں وہاں دفن ہے، میرا باپ وہاں دفن ہے۔ میرا پہلا بچہ بھی اسی زمین میں سو رہا ہے لیکن اب وہ میرا وطن نہیں، میرا وطن اب پاکستان ہے جو میں نے انگریزوں کے غلام ہونے کی حیثیت میں پانچ چھ مرتبہ دیکھا تھا۔

میں پہلے سارے ہندوستان کا ایک بڑا افسانہ نگار تھا۔ اب پاکستان کا ایک بڑا افسانہ نگار ہوں۔ میرے افسانوں کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں لوگ مجھے عزت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں سالم ہندوستان میں مجھ پر تین مقدمے چلے تھے۔ یہاں پاکستان میں ایک لیکن اسے ابھی بنے کے برس ہوئے ہیں۔

انگریزوں کی حکومت بھی مجھے فحش نگار سمجھتی تھی۔ میری اپنی حکومت کا بھی میرے متعلق یہی خیال ہے۔ انگریزوں کی حکومت نے مجھے چھوڑ دیا تھا لیکن میری اپنی حکومت مجھے چھوڑتی نظر نہیں آتی۔ عدالت ماتحت نے مجھے تین ماہ قید بامشقت اور تین سو روپے جرمانے کی سزا دی تھی۔ سیشن میں اپیل کرنے پر میں بری ہو گیا۔ مگر میری حکومت سمجھتی ہے کہ اس کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے چنانچہ اب اس نے ہائیکورٹ میں اپیل کی ہے کہ سیشن کے فیصلے پر نظر ثانی کرے اور مجھے قرار واقعی

www.taemeernews.com

سزا دے ..... دیکھئے عدالتِ عالیہ کیا فیصلہ دیتی ہے۔

میرا ملک آپ کا ملک نہیں۔ اس کا مجھے افسوس ہے اگر عدالتِ عالیہ مجھے سزا دیدے تو میرے ملک میں ایسا کوئی پرچہ نہیں جو میری تصویر چھاپ سکے۔ میرے تمام مقدموں کی روداد کی تفصیل چھاپ سکے۔

میرا ملک بہت غریب ہے اس کے پاس آرٹ پیپر نہیں ہے اس کے پاس اچھے چھاپے خانے نہیں ہیں۔ اس کی غربت کا سب سے بڑا ثبوت میں ہوں۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ چچا جان بیس بائیس کتابوں کا مصنف ہونے کے بعد بھی میرے پاس رہنے کے لئے اپنا مکان نہیں اور یہ سن کر تو آپ حیرت میں غرق ہو جائیں گے کہ میرے پاس سواری کے لئے کوئی پیکارڈ ہے۔ نہ ڈوج۔ سیکنڈ ہینڈ موٹر کار بھی نہیں۔

مجھے کہیں جانا ہو تو سائیکل کرائے پر لیتا ہوں، اخبار میں اگر میرا کوئی مضمون چھپ جائے اور سات روپے فی کالم کے حساب سے مجھے بیس پچیس روپے مل جائیں تو میں تانگے پر بیٹھتا ہوں اور اپنے یہاں کی کشید کردہ شراب بھی پیتا ہوں، یہ ایسی شراب ہے کہ اگر آپ کے ملک میں کشید کی جائے تو آپ اس ڈسٹلری کو ایٹم بم سے اڑا دیں۔ کیونکہ ایک برس کے اندر اندر ہی یہ خانہ خراب انسان کو نیست و نابود کر دیتی ہے۔

میں کہاں کا کہاں پہنچ گیا۔ اصل میں مجھے بھائی جان ارسکاٹن کولڈول کو آپ کے ذریعے سے سلام بھیجنا تھا۔ ان کو تو خیر آپ جانتے ہی ہوں

www.taemeernews.com

گے۔ ان کے ایک ناول "گوڈز لٹل ایکڑ" پر آپ مقدمہ چلا چکے ہیں جرم وہی تھا جو اکثر یہاں میرا ہوتا ہے یعنی فحاشی۔

یقین جانیئے چچا جان مجھے بڑی حیرت ہوئی تھی جب میں نے سنا تھا کہ ان کے ناول پر سات آزادیوں کے ملک میں فحاشی کے الزام میں مقدمہ چلا ہے آپ کے یہاں تو ہر چیز ننگی ہے۔ آپ تو ہر چیز کا چھلکا اتار کر الماریوں میں سجا کر رکھتے ہیں۔ وہ پھل ہو یا عورت، مشین ہو یا جانور، کتاب ہو یا کیلنڈر، آپ تو ننگ کے بادشاہ ہیں۔ میرا خیال تھا آپ کی مملکت میں طہارت کا نام فحاشی ہوگا مگر چچا جان آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ بھائی جان ارسکائن کولڈویل پر مقدمہ چلا دیا۔

میں اس صدمے سے متاثر ہو کر اپنے ملک کی کشید کردہ شراب زیادہ مقدار میں پی کر یقیناً مر گیا ہوتا، اگر میں نے فوراً ہی اس مقدمے کا فیصلہ نہ پڑھ لیا ہوتا۔ یہ میرے ملک کی بدقسمتی تو ہوئی کہ ایک انسان خس کم جہاں پاک ہونے سے رہ گیا۔ لیکن پھر میں آپ کو یہ خط کیسے لکھتا ویسے میں بڑا سعادت مند ہوں۔ مجھے اپنے ملک سے پیار ہے۔

میں انشاءاللہ تھوڑے ہی دنوں میں مر جاؤں گا۔ اگر خود نہیں مروں گا تو خود بخود مر جاؤں گا۔ کیونکہ جہاں آٹا روپے کا پونے تین سیر ملتا ہو وہاں بڑا ہی بے غیرت انسان ہوگا جو زندگی کے روایتی چار دن گزار سکے۔

ہاں، تو میں نے مقدمے کا فیصلہ پڑھا اور میں نے خانہ ساز شراب

www.taemeernews.com

زیادہ مقدار میں پی کر خودکشی کا ارادہ ترک کر دیا۔ بھئی چچا جان کچھ بھی ہو آپ کے ہاں ہر چیز ملمع چڑھی ہے لیکن وہ جج جس نے بھائی جان ارسکاٹن کو فحاشی کے جرم سے بری کیا۔ اس کے دماغ پر یقیناً ملمع کا جھول نہیں تھا اگر یہ جج (افسوس ہے کہ میں ان کا نام نہیں جانتا) زندہ ہیں تو ان کو میرا عقیدت مندانہ سلام ضرور پہنچا دیجئے۔

ان کے فیصلے کی یہ آخری سطور ان کے دماغ کی وسعت کا پتہ دیتی ہیں "میں ذاتی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ ایسی کتابوں کو سختی سے دبا دینے پر پڑھنے والوں میں خواہ مخواہ تجسس اور استعجاب پیدا ہوتا ہے جو انہیں شہوت پسندی کی ٹوہ لگانے کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ حالانکہ اصل کتاب کا یہ منشا نہیں ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اس کتاب میں مصنف نے صرف وہی چیز منتخب کی ہے جسے وہ امریکی زندگی کے کسی مخصوص طبقے کے متعلق سچا خیال کرتا ہے۔ میری رائے میں سچائی کو ادب کے لئے ہمیشہ جائز قرار دینا چاہیئے۔"

میں نے عدالتِ ماتحت سے یہی کہا تھا، لیکن اس نے مجھے تین ماہ قید بامشقت اور تین سو روپے کی سزا دے دی۔ اس کی رائے یہ تھی کہ سچائی کو ادب سے ہمیشہ دور رکھنا چاہیئے۔ اپنی اپنی رائے ہے۔

میں تین ماہ قید بامشقت کاٹنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن یہ تین سو روپے کا جرمانہ مجھ سے ادا نہیں ہو گا۔ چچا جان آپ نہیں جانتے میں بہت غریب ہوں۔ مشقت کا تو میں عادی ہوں لیکن روپوں کا عادی نہیں۔

www.taemeernews.com

میری عمر اتنالیس برس کے قریب ہے اور یہ سارا زمانہ مشقت ہی میں گزرا ہے، آپ ذرا غور تو فرمایئے کہ اتنا بڑا مصنف ہونے پر بھی میرے پاس کوئی بیکار ڈ نہیں۔

میں غریب ہوں، اس لئے کہ میرا ملک غریب ہے، مجھے تو پھر دو وقت کی روٹی کسی نہ کسی حیلے مل جاتی ہے۔ مگر میرے بھائی کچھ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔

میرا ملک غریب ہے۔ جاہل ہے کیوں؟۔ یہ تو آپ کو بخوبی معلوم ہے چچا جان یہ آپ کے اور آپ کے بھائی جان بل کے مشترکہ ساز کا ایسا تار ہے جسے میں چھیڑنا نہیں چاہتا اس لئے کہ آپ کی سماعت پر گراں گزرے گا۔ میں یہ خط ایک برخوردار کی حیثیت سے لکھ رہا ہوں اس لئے مجھے اوّل تا آخر برخوردار ہی رہنا چاہیئے۔

آپ ضرور پوچھیں گے اور بڑی حیرت سے پوچھیں گے کہ تمہارا ملک غریب کیونکر ہے جب کہ میرے ملک سے اتنی پیکارڈ یں، اتنی بیوکیں، میکس فیکٹر کا اتنا سامان جاتا ہے، یہ سب ٹھیک ہے چچا جان، مگر میں آپ کے اس سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ اس لئے آپ اس کا جواب اپنے دل سے پوچھ سکتے ہیں (اگر آپ نے اپنے قابل سرجنوں سے کہہ کر اسے اپنے پہلو سے نکلوا نہ ڈالا ہو)

میرے ملک کی وہ آبادی جو پیکارڈوں اور بیوکوں پر سوار ہوتی ہے میرا ملک نہیں ــــ میرا ملک وہ ہے جس میں مجھ ایسے اور مجھ سے

www.taemeernews.com

بدتر مفلس بستے ہیں۔

یہ بڑی تلخ باتیں ہیں۔ ہمارے یہاں شکر کم ہے، ورنہ میں ان پر چڑھا کر آپ کی خدمت میں پیش کرتا۔ اس کو بھی چھوڑیئے۔ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے حال ہی میں آپ کے دوست ملک کے ایک ادیب EVELYN WAUGH کی تصنیف THE LOVEDONES پڑھی ہے میں اس سے اتنا متاثر ہوا کہ آپ کو یہ خط لکھنے بیٹھ گیا۔

آپ کے ملک کی انفرادیت کا میں یوں بھی معترف تھا مگر یہ کتاب پڑھ کر تو میرے منہ سے بے اختیار نکلا سے

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی
واہ وا، واہ وا، واہ وا، واہ وا

چچا جان! واللہ مزا آگیا۔ کیسے زندہ دل لوگ آپ کے ملک میں بستے ہیں۔

ایوی لن وا ہمیں بتاتا ہے کہ آپ کے کیلی فورنیا میں مُردوں یعنی بچھڑے ہوئے عزیزوں پر بھی ملمع کاری کی جا سکتی ہے اور اس کے لیئے بڑے بڑے ادارے موجود ہیں مرنے والے عزیز کی شکل مکروہ ہو تو ان میں سے کسی میں بھیج دیجئے، فارم موجود ہے اس میں اپنی خواہشات درج کر دیجئے، کام حسب منشا ہوگا۔ یعنی مردے کو آپ جتنا خوب صورت بنوانا چاہیں دام دے کر بنوا سکتے ہیں اچھے سے اچھا ماہر موجود ہے۔ جو مردے کے جبڑے کا آپریشن کر کے اس پر میٹھی

www.taemeernews.com

سے میٹھی مسکراہٹ ثبت کرسکتا ہے آنکھوں میں روشنی پیدا کی جاسکتی ہے، ماتھے پر حسبِ ضرورت نور پیدا کیا جاسکتا ہے اور یہ سب کام ایسی چابکدستی سے ہوتا ہے کہ قبر میں منکر نکیر بھی دھوکہ کھا جائیں۔

بخدا قسم چچا جان، آپ کے ملک کا کوئی جواب پیدا نہیں کرسکتا زندوں پر آپریشن سنا تھا، پلاسٹک سرجری سے زندہ آدمیوں کی شکل سنواری جاسکتی ہے اس کے متعلق بھی یہاں کچھ چرچے ہوئے تھے مگر یہ نہیں سنا تھا کہ آپ مُردوں تک کی شکل سنوار دیتے ہیں۔

یہاں آپ کے ملک کا ایک سیاح آیا تھا چند احباب نے مجھ سے ان کا تعارف کرایا۔ اس وقت میں بھائی ایوی لن وا کی کتاب پڑھ چکا تھا میں نے ان سے ان کے ملک کی تعریف کی اور یہ شعر پڑھا ؎

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ
ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

سیّاح صاحب میرا مطلب نہ سمجھے مگر حقیقت یہ ہے چچا جان کہ ہم نے اپنی صورت کو بگاڑ رکھا ہے۔ اتنا مسخ کر رکھا ہے کہ اب وہ پہچانی بھی نہیں جاتی۔ اپنے آپ سے بھی نہیں ــ اور ایک آپ ہیں کہ اپنے مکروہ صورت مُردوں تک کی شکل سنوار دیتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اس دنیا کے تختے پر ایک صرف آپ کی قوم ہی کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہے۔ بخدا باقی سب جھک مار رہے ہیں۔

ہماری زبان اردو کا ایک شاعر غالب ہوا ہے اس نے آج سے

www.taemeernews.com

قریب قریب ایک صدی پہلے کہا تھا ؂

ہوئے مر کے ہم جو رسوا، ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کہیں جنازہ اٹھتا، نہ کہیں مزار ہوتا

غریب کو زندگی میں اپنی رسوائی کا ڈر نہیں تھا، کیونکہ وہ اول تا آخر رسوائے زمانہ رہی، اس کو خوف اس بات کا تھا کہ بعد از مرگ رسوا ہوگی آدمی وضعدار تھا۔ خوف نہیں بلکہ یقین تھا اسی لئے اس نے غرق دریا ہونے کی خواہش کی جنازہ اٹھے نہ مزار بنے۔

کاش وہ آپ کے ملک میں پیدا ہوا ہوتا۔ آپ اس کا بڑی شان وشوکت سے جنازہ اٹھاتے اور اس کا مزار سدکائی سکرپیر کی صورت بناتے اور اگر اسی کی خواہش پر عمل کرتے تو شیشے کا ایک حوض تیار کرتے جس میں اس کی لاش رہتی۔ دنیا تک غرق رہتی اور چڑیا گھر میں لوگ اسے جا جا کر دیکھتے۔

بھائی ایوی لن وا بتاتا ہے کہ وہاں مردہ انسانوں ہی کے لئے نہیں مردہ حیوانوں کی نوک پلک درست کرنے والے ادارے بھی ہوتے ہیں حادثے میں اگر کسی کتے کی دم کٹ جاتی ہے تو دوسری لگادی جاتی ہے مرحوم کی شکل وصورت میں اس کی زندگی میں جتنے عیب تھے۔ اس کی موت کے بعد چابکدست ہاتھ درست کر دیتے ہیں اسے شان وشوکت کے ساتھ کفنا دفنا دیا جاتا ہے اس کی تربت پر پھول چڑھانے کا انتظام بھی کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر سال جس روز

www.taemeernews.com

کسی کا پالتو مرا ہو۔ اس ادارے کی طرف سے ایک کارڈ بھیج دیا جاتا ہے جس پر کچھ اس قسم کی عبارت ہوتی ہے۔

"جنت میں آپ کا ٹیمی یا جمی آپ کی یاد میں اپنی دُم یا کان ہلا رہا ہے۔"

ہم سے تو آپ کے ملک کے کتے ہی اچھے۔ یہاں آج مرے کل دوسرا دن کسی کا کوئی عزیز مرتا ہے تو اس غریب پر ایک آفت ٹوٹ پڑتی ہے اور وہ دل ہی دل چلاتا ہے۔ "کم بخت یہ کیوں مرا — مجھے ہی موت آگئی ہوتی!" — سچ تو یہ ہے چچا جان ہمیں مرنے کا سلیقہ آتا ہے نہ جینے کا۔

آپ کے ملک میں ایک صاحب نے کمال کر دیا۔ ان کو یقین نہیں تھا کہ ان کی موت کے بعد ان کا جنازہ سلیقے اور قرینے سے اٹھے گا چنانچہ انھوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے کفن دفن کی بہار دیکھ لی۔ یہ ان کا حق تھا۔ وہ بڑی شائستگی، نفاست اور امارت کی زندگی بسر کرتے تھے ہر چیز ان کے منشا کے مطابق ہوتی تھی ہو سکتا ہے موت کے بعد ان کا جنازہ اٹھانے میں کسی سے کوئی کوتاہی ہو جاتی۔ بہت اچھا کیا جو انھوں نے زندگی ہی میں اپنی موت کی آرائش و زیبائش دیکھ لی۔ مرنے کے بعد ہوتا رہے جو ہونا ہے۔

تازہ "لائف" (مورخہ ۵ نومبر ۱۹۵۱ء انٹرنیشنل اڈیشن) دیکھا واللہ آپ لوگوں کی زندگی کا ایک اور زندگی آموز پہلو آنکھوں کے سامنے

www.taemeernews.com

روشن ہوا۔ دو پورے صفحوں پر تصویروں کے ساتھ آپ کے ملک کے مشہور و معروف "گینگسٹر" کے جنازے کی پوری روداد مرقوم تھی۔ دلی موریٹی (خدا اسے کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) کی شبیہہ دیکھی۔ اس کا وہ عالی شان گھر دیکھا جو اس نے حال ہی میں پچپن ہزار ڈالر میں فروخت کیا تھا اور اس کی وہ پانچ ایکڑ کی اسٹیٹ بھی دیکھی جہاں وہ دنیا کے ہنگاموں سے الگ ہو کر آرام اور چاین کی زندگی بسر کرنا چاہتا تھا۔ اور مرحوم کا وہ فوٹو بھی دیکھا جس میں وہ بستر پر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کئے لیٹا ہے اور اس کا پانچ ہزار ڈالر کا تابوت اور اس کے جنازے کا جلوس جو پھولوں سے لدی پھندی گیارہ بڑی بڑی ملوزینوں اور پچھتر کاروں پر مشتمل ہے۔ اللہ واحد شاہد ہے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

خاکم بدہن! اگر آپ انتقال فرما جائیں تو خدا آپ کو دلی موریٹی سے زیادہ عزت اور شان عنایت فرمائے ــــ یہ پاکستان کے ایک غریب مصنف کی دلی دعا ہے جس کے پاس سواری کے لئے ایک ٹوٹی پھوٹی سائیکل بھی نہیں۔ وہ آپ سے ایک ایسی استدعا بھی کرتا ہے، کہ کیوں نہ آپ اپنے ملک کے دور اندیش آدمی کی طرح اپنی زندگی ہی میں اپنا جنازہ اٹھتا دیکھ لیں ــــ بندہ بشر ہے ہو سکتا ہے کسی سے بھول چوک ہو جائے۔ ہو سکتا ہے آپ کے چہرے کا کوئی خط سنورنے سے رہ جائے اور آپ کی روح کو تکلیف پہنچے ــــ مگر بہت ممکن ہے آپ

www.taemeernews.com

یہ خط پہنچنے سے پہلے ہی اپنا جنازہ اپنی حسب منشا عظیم الشان دھوم دھام سے اٹھوا کے دیکھ چکے ہوں۔ اس لئے کہ آپ مجھ سے کہیں زیادہ صاحب فہم و ادراک ہیں اور میرے چچا ہیں۔

بھائی جان ارسکاٹن کو لڈول کو سلام اور جج کو بھی جنہوں نے ان کو فحاشی کے جرم سے بری کیا تھا کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو اسے معاف فرمائیں۔ زیادہ حد ادب۔

آپ کا مفلس بھتیجا
سعادت حسن منٹو سکنہ پاکستان

(یہ خط پوسٹیج اسٹیمپ خرید نہ سکنے کے باعث
پوسٹ نہ کیا جا سکا)

www.taemeernews.com

اعداد کے ساتھ ادب

اور

زندگی کی چھیڑ

مسلمانوں نے تیرہ سو سال حکومت کی مگر اب بے چارے تین میں ہیں نہ تیرہ میں، لیکن چودہ کا عدد بڑا مبارک ہے۔ اگر کسی کے چودہ طبق روشن ہوتے ہیں تو پورے چودہ ہوتے ہیں، سوا تیرہ نہ پونے چودہ۔

چودھویں کا چاند ہے جس کے متعلق شاعروں نے کیا کچھ نہیں کہا۔ معشوق جب عاشق سے ملتا ہے تو عاشق کی محبت کے آسمان پر چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہے۔ اس مصلحت کے ساتھ کہ دوسری رات ہی ڈھلنا شروع ہو جائے اور چودہ کا سن کیا کیا قیامت نہیں ڈھاتا۔ یہ ٹھا برس جوانوں کی زندگی میں کوٹ کوٹ کے شیرینیاں بھر دیتا ہے۔

www.taemeernews.com

راجہ رام چندر جی نے چودہ ہی برس کا بن باس کاٹا۔ تیرہ برس یا ساڑھے تیرہ برس جنگلوں میں رہ کے آئے ہوتے تو وہ بات کبھی نہ بنتی جو پورے چودہ برس کاٹنے پر بنی۔ ان کے عہد کا وہ "سنہرا زمانہ" وقت کی کوکھ ہی میں سویا رہتا یا غیر طبعی موت مر جاتا۔

لیکن وہ چودہ برس کالے پانی کی سزا، خدا بچائے بہت اچھا ہوا جو یہ کالا پانی بھارت بہہ گیا۔ لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس سزا کی میعاد ہمارے قانونی خداؤں نے دس گیارہ برس کیوں نہ رکھی۔ کوئی خاص مصلحت ہوگی۔

تین اور تیرہ کے عدد عام طور پر منحوس خیال کئے جاتے ہیں۔ پنجابی میں تیسرے آدمی کی شرکت پر کہا جاتا ہے "تیسرا رلیا تے جھگڑا گلیا" یعنی تیسرے کا ساجھا پڑا۔ تین کانے ہیں جو سر کے نامرادی اور ناکامی کے نشان۔

تین تیرہ کریں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ تتر بتر کر رہے ہیں۔ بس جب کسی مشتعل ہجوم کو منتشر کرنا ہو تو ڈائس پر چڑھ کر بلند آواز میں یہ نعرہ لگا دیجیے سب تتر بتر ہو جائیں گے۔

مرنے پر آپ قبر میں جائیں گے تو وہاں بھی تین کا عدد آپ کو نہیں چھوڑے گا۔ تین دن قبر میں آپ پر زور بھاری ہوں گے لیکن تین حرف بھیجیے اس تین پر۔

لیکن ابھی یہ سلسلہ کہاں ختم ہوگا۔ اگر آپ تین پانچ کریں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ یا تو کسی سے تکرار کر رہے ہیں یا کسی کا مال اڑائے

www.taemeernews.com

لئے جا رہے ہیں۔

اگر آپ دعوت میں تین آدمی بلاتے ہیں، لیکن تیرہ آجاتے ہیں تو آپ گھر والی سے کہیں گے تین بلائے تیرہ آئے، دے دال میں پانی، لیکن اگر گیارہ بارہ آئیں گے تو پھر آپ دال میں پانی نہیں ڈال سکیں گے۔ کیونکہ یہ اصول ہے کہ محاورہ کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا خواہ آپ کا اپنا حلیہ تبدیل ہو جائے۔

آپ تیرہ کا ایک لطیفہ سنئے۔ یہ عدد بھی ماشاءاللہ بڑا حضرت ہے ایک صاحب گھر سے سفر پر نکلے۔ اکتوبر کی تیرہ تاریخ تھی تیرہ نمبر کے پلیٹ فارم پر ان کی گاڑی کھڑی تھی تیرہ نمبر کے ڈبے میں انہیں تیرہ نمبر کی سیٹ ملی۔ منزل مقصود پر ہوٹل جانے کے لئے ٹیکسی لی تو اس کا نمبر بھی تیرہ تھا جس ہوٹل میں ان کو رہنا تھا۔ تیرہ نمبر کے بازار میں تھا تیرہ کا نمبر ان کے ساتھ بری طرح چپک گیا تھا۔

دوسرے روز وہ ریس کورس میں بہت دیر سے پہنچے۔ تیرہویں ریس شروع ہونے والی تھی آپ نے سوچا شگون اچھا ہے تیرہ نمبر کے گھوڑے پر ڈھیر سارا روپیہ لگا دیا۔ معلوم ہے کیا ہوا تیرہ نمبر کی ریس میں تیرہ نمبر کا گھوڑا تیرہویں نمبر پر آیا۔ یعنی بالکل پھسڈی۔

تیرہ کو چھوڑیئے۔ تین کا عدد باوجود اس کے کہ منحوس خیال کیا جاتا ہے ہماری زندگی کا ایک اہم جزو ہے۔ ہندوؤں میں ترشول، عیسائیوں میں خدا، بیٹے، روح القدس کی مقدس تثلیث، مسلمانوں

www.taemeernews.com

میں خدا، اس کا رسول اور قرآن پاک۔

اب عدد چار لیجئے۔

کسی کے اگر لگتے ہیں تو چار چاند ہی لگتے ہیں۔ چاند تو ضرور ایک ہے معلوم نہیں باقی تین کن آسمانوں سے نوچ کر لگائے جاتے ہیں اور چار دن کی چاندنی ہے جس کے آگے کچھ نہیں صرف اندھیری رات ہے جس میں آپ ٹھوکریں کھاتے پھریئے۔

کسی کا ڈنکا بجتا ہے تو تین دانگ نہیں چار دانگ بجتا ہے۔ خواہ کسی بھی دانگ تک اس کی آواز نہ پہنچے۔

آدمی ہوشیار ہوتا ہے تو چاروں گانٹھ ہوشیار ہوتا ہے خواہ اس کے پاس ایک چھوٹی سی گانٹھ بھی ہوشیار ہونے کے لئے نہ ہو۔ اور کسی کو مار پڑتی ہے، تو چار چوٹ کی مار پڑتی ہے یعنی چار چوٹیں لگائیں اور یہ جا وہ جا۔

زندگی ہوتی ہے چار دن کی پانچویں دن یہ ختم ہو جاتی ہے اکھاڑے میں اگر کوئی پہلوان گرتا ہے تو سوا تین یا ساڑھے تین شانے چت نہیں گرتا۔ اسے محاورہ کے مطابق پورے چاروں شانے چت گرنا پڑتا ہے تاکہ اس کو مکمل عبرت حاصل ہو۔

اگر مرد اپنی عورت کو گھر میں قید رکھنا چاہے تو اس گھر کی چار دیواری ضرور ہونی چاہئے پانچ یا چھ ہوں گی تو معاملہ بگڑ جائے گا اور تین ہو گی تو ایک رستہ بھاگنے کے لئے کھلا رہے گا۔

www.taemeernews.com

رسول اکرمؐ کے اصحاب اربعہ لیجئے، چار یار، پانچواں کوئی بھی نہیں اس سے عدد چار کی عظمت بہت زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔

تین پہیوں کی موٹر یا گاڑی ہو سکتی ہے لیکن آپ تین پایوں کی چارپائی پر کبھی نہیں سو سکتے۔ اور اگر آپ بے مروت ہیں تو آپ کو چار چشم کہا جائے گا۔ خواہ آپ کی صرف تین آنکھیں ہوں۔ اس لئے کہ محاورہ ویسے کا ویسا رہے گا۔

اور جب آپ راہیٔ ملک عدم ہوں گے تو تمہا وہ دان احباب کہیں گے۔ آخر بے چارے چار کے کندھے پر چڑھ گئے۔

اب چالیس کا عدد لیجئے یہ بھی اپنی جگہ کافی اہم ہے یعنی اگر آپ نرے کھرے بے وقوف ہیں یعنی بڑے ہائی کلاس ایڈیٹ ہیں تو آپ کا وزن چالیس سیر ہونا چاہئے۔ کیونکہ محاورہ ہے "چالیس سیرا ورت"۔ سو اگر آپ اس قسم کے صاحب کمال ہیں تو آپ کو اپنا وزن محاورے کے مطابق کرنا پڑے گا۔

بچہ پیدا ہوتا ہے تو ماں انتالیس دن کے بعد نہیں پورے چالیس دن کے بعد نہاتی ہے، یہ میرا خیال ہے محاورہ نہیں رواج ہے اور رواج کی بھی پابندی کرنی پڑتی ہے، بڑی بوڑھیوں سے سنا ہے اگر ایک دن اوپر نیچے ہو جائے تو آفت آجاتی ہے۔ اس لئے عورتیں ایسا نہیں ہونے دیتیں۔ پورے چالیس دن چارپائی کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔

اور جب کوئی مرتا ہے تو اس کا سوگ بھی چالیس دن منایا جاتا

www.taemeernews.com

ہے چالیسویں دن اس کا چالیسواں ہوتا ہے یعنی فاتحہ پڑھی جاتی ہے اس کے بعد اگر مرنے والے کے عزیز اس کو بھولنا چاہیں تو بڑے شوق سے بھول سکتے ہیں۔ کیونکہ اتنے دن کے سوگ سے مرحوم و مغفور کی سنلہے پوری تشفی ہو جاتی ہے۔

چلہ کمانا ہو تو آپ کو چالیس دن ہی کمانا ہوگا۔ اگر آپ نے اس میعاد سے ایک دن کم یا زیادہ عمل کیا تو آپ کے حق میں قطعاً غیر مفید ہوگا۔ بہت ممکن ہے۔ چلہ الٹ کر آپ پر سوار ہو جائے۔

اور آپ کو یاد ہوگا کہ علی بابا کے ساتھ کتنے چور تھے؟ پورے چالیس، ایک کم نہ ایک زیادہ، آپ یہاں کسی علی بابا سے کہئے کہ وہ چالیس سے کم چوروں کی جماعت بنائے، مجال ہے جو کھل سم سم کام کرے۔ میں تو چنانچہ اپنے سیاسی علی باباؤں کو یہی مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے ساتھ چالیس سیاسی چوروں اور گٹھ کتروں کی کھیپ رکھا کریں ـــــ انشاء اللہ ہر دروازہ ان کے کھل سم سم کہنے پر کھل جایا کرے گا۔

کھانے کے بعد چہل قدمی اطبائے قدیم کا حکم ہے آپ کھانا کھانے کے بعد گھر سے باہر نکلیں تو اپنے قدم گننا شروع کر دیں جہاں چالیس ختم ہوں وہیں چارپائی بچھائی اور سو گئے اگر گھر واپس آنا چاہیں تو بیس قدم آگے بیس قدم پیچھے چلئے، مگر دیکھئے حساب میں غلطی نہ ہو کیونکہ معدے میں خلل پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

انگریز چہل قدمی نہیں کرتے شاید مختلف آب و ہوا کے باعث،

www.taemeernews.com

لیکن وہ کھانا کھانے کے بعد "فورٹی ونکس" لگاتے ہیں، یعنی چالیس مرتبہ آنکھیں جھپکنے کے عرصہ تک قیلولہ کرتے ہیں خود آنکھیں نہیں جھپکتے، ان کی جگہ کوئی اور جھپکتا ہے وہ خود سوئے رہتے ہیں جب "فورٹی ونکس" پوری ہو جاتی ہیں تو ان کو جگا دیا جاتا ہے۔

اور وہ شمع اجالا جس سے کیا چالیس برس تک غاروں میں، اس کے متعلق کون نہیں جانتا۔

اب چھوٹے موٹے عدد ہیں، مثال کے طور پر انیس بیس کا فرق یعنی کوئی فرق نہیں لیکن بینک والے اسے نہیں مانتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک پائی کا فرق پہاڑ جتنا فرق ہوتا ہے لیکن انہیں کون سمجھائے۔ وہ آنے پائیوں کے چکر میں اس قدر غرق رہتے ہیں کہ انہیں سمجھنے سمجھانے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔

جو آدمی اکیس کا ہو اس کا مطلب ہے کہ دن غالب ہے اس کا پلہ بھاری ہے خواہ دوسرا دس ہزار ہی کیوں نہ ہو۔

اگر آپ بتیس دانتوں سے کسی کے لئے بار دعا مانگیں تو وہ خدا کے حضور ضرور قبول ہوگی۔ لیکن اگر آپ کے ایک دو دانت جھڑ چکے ہوئے ہیں تو بد دعا دینے کا خیال دماغ سے نکال دیجئے گا۔

بتیس دھار کا دودھ ہے یعنی شیر مادر۔ اگر ایک دھار ادھر ادھر ہو گئی، تو ایک نہ ایک دن آپ کو چھٹی کا دودھ ضرور یاد آ جائیگا اگر آپ بازبان ہیں تو آپ کی زبان محاورے کے مطابق یا

www.taemeernews.com

تو دس ہاتھ کی ہونی چاہئے یا دس گز کی۔ بہر حال جو صاحب یہ صفت رکھتے ہیں وہ اپنی زبان کی پیمائش کرالیں۔

دس کے عدد نے خدا معلوم کیا گناہ کیا تھا کہ حکومت نے غریب کو مہا غنڈوں اور بدمعاشوں کے ساتھ منسوب کر دیا۔ دس نمبریئے کافی مشہور ہیں مگر اب کہ حکومت ان کے انسداد کی طرف مائل ہو رہی ہے ہے شاید اس غریب عدد کی سنی جائے۔

نو گزے کی قبر ہے جو قریب قریب ہر شہر میں موجود ہے۔ معلوم نہیں یہ کون صاحب تھے جو اتنا بڑا قد سنبھالے بیک وقت کئی شہروں میں قیام فرماتے رہے اور جب آپ نے انتقال فرمایا تو پورے نو گز قد کے ساتھ تمام شہروں میں ایک ہی وقت فرمایا۔

اچھا۔ اگر آپ رادھا سے ناچنے کے لئے کہیں تو آپ کے پاس پورے نو من تیل موجود ہونا چاہئے۔ ایک چھٹانک کم ہوا تو وہ ناچنے سے انکار کر دے گی۔ اور آپ کو دوست احباب کے سامنے خفت اٹھانی پڑے گی۔

نو نقد نہ تیرہ ادھار۔ درست ہے آپ کہئے کہ میاں تو اور تیرہ کا قصہ ختم کرو۔ مجھے چودہ کا ادھار دو تمہیں اسی حساب سے سترہ دے دوں گا مگر ایسے بے وقوف کم ملتے ہیں۔

ایک کا عدد تھا وہ خداوند تعالیٰ جل جلالہ وحق شانہٗ نے یہ دنیا بناتے ہی اپنے نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے الاٹ کرا لیا تھا۔

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام دوسرا خط

مکرمی و محترمی چچا جان!

تسلیمات

عرصہ ہوا میں نے آپ کی خدمت میں ایک خط ارسال کیا تھا۔ آپ کی طرف سے تو اس کی کوئی رسید نہ آئی مگر کچھ دن ہوئے آپ کے سفارت خانے کے ایک صاحب جن کا اسم گرامی مجھے اس وقت یاد نہیں۔ شام کو میرے غریب خانے پر تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ایک سوڈیشی نوجوان بھی تھے ان صاحبان سے جو گفتگو ہوئی۔ وہ میں مختصراً بیان کر دیتا ہوں۔

ان صاحب سے انگریزی میں مصافحہ ہوا۔ مجھے حیرت ہے چچا جان کہ وہ انگریزی بولتے تھے۔ امریکی نہیں، جو میں ساری عمر نہیں سمجھ سکتا۔

www.taemeernews.com

بہرحال ان سے آدھ پون گھنٹہ باتیں ہوئیں۔ وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوئے، جس طرح ہر امریکی پاکستانی یا ہندوستانی سے مل کر خوش ہوتا ہے۔ میں نے بھی یہی ظاہر کیا ہے کہ مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مجھے سفید فام امریکنوں سے مل کر کوئی راحت یا مسرت نہیں ہوتی۔

آپ میری صاف گوئی کا برا نہ مانئے گا ــــ پچھلی بڑی جنگ کے دوران میں میرا قیام بمبئی میں تھا ایک روز مجھے بمبئے سنٹرل (ریلوے اسٹیشن) جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں وہاں آپ ہی کے ملک کا دور دورہ تھا بے چارے ٹامیوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں تھا۔ بمبئی میں جتنی اینگلو انڈین، یہودی اور پارسی لڑکیاں جو عصمت فروشی کو از راہِ فیشن اختیار کئے ہوئے تھیں امریکی فوجیوں کی بغل میں چلی گئیں۔

چچا جان، میں آپ سے سچ عرض کرتا ہوں کہ جب آپ کے امریکہ کا کوئی فوجی کسی یہودن، پارسی یا اینگلو انڈین لڑکی کو اپنے ساتھ چمٹائے گزرتا تھا تو ٹامیوں کے سینے پر سانپ لوٹ جاتے تھے۔

اصل میں آپ کی ہر ادا نرالی ہے ــــ ہمارے فوجی کو تو یہاں اتنی تنخواہ ملتی ہے کہ وہ اس کا آدھا پیٹ بھی نہیں بھر سکتی۔ مگر آپ ایک معمولی چپڑاسی کو اتنی تنخواہ دیتے ہیں کہ اگر اس کے دو پیٹ ہیں تو وہ ان کو بھی ناک تک بھر دے۔

چچا جان، گستاخی معاف ــــ کیا یہ فراڈ تو نہیں ــــ آپ

www.taemeernews.com

اتنا روپیہ کہاں سے لاتے ہیں چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے لیکن آپ جو کام کرتے ہیں اس میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نمائش ہی نمائش ہے — ہوسکتا ہے کہ میں غلطی پہ ہوں مگر غلطیاں انسان ہی کرتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپ بھی انسان ہیں اگر نہیں ہیں تو میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔

میں کہاں سے کہاں چلا گیا — بات بمبئے سنٹرل ریلوے اسٹیشن کی تھی، میں نے وہاں آپ کے کئی فوجی دیکھے۔ ان میں زیادہ تر سفید فام تھے — کچھ سیاہ فام بھی تھے — میں آپ سے سچ عرض کروں کہ یہ کالے فوجی، سفید فوجیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ تنومند اور صحت مند تھے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے ملک کے لوگ اس کثرت سے چشمہ کیوں استعمال کرتے ہیں۔ گوروں نے تو خیر چشمے لگائے ہوئے تھے لیکن کالوں نے بھی جنہیں آپ حبشی کہتے ہیں اور بوقت ضرورت "پنچ" کر دیتے ہیں۔ وہ کیوں عینک کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، میرا خیال ہے کہ یہ سب آپ کی حکمت عملی ہے۔ آپ چونکہ پانچ آزادیوں کے مدعی ہیں، اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ وہ لوگ جنہیں آپ بڑی آسانی سے ہمیشہ کے لئے آرام کی نیند سلا سکتے ہیں اور سلاتے رہے ہیں، ایک موقعہ دیا جائے کہ وہ آپ کی دنیا کو آپ کی عینک سے دیکھ سکیں۔

میں نے وہاں بمبئے سنٹرل کے اسٹیشن پر ایک حبشی فوجی کو دیکھا اس کے ڈنٹر بہ موٹے موٹے تھے۔ وہ اتنا تنومند تھا کہ میں ڈر کے مارے

www.taemeernews.com

سکڑ کے آدھا ہو گیا۔ لیکن پھر بھی میں نے جرأت سے کام لیا۔

وہ اپنے سامان سے ٹیک لگائے سستا رہا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اس کی آنکھیں مندی ہوئی تھیں۔ میں نے بوٹ کے ذریعے سے آواز پیدا کی اس نے آنکھیں کھولیں تو میں نے اس سے انگریزی میں کہا۔ جس کا مفہوم یہ تھا۔ "میں یہاں سے گزر رہا تھا، لیکن آپ کی شخصیت دیکھ کر ٹھہر گیا۔" اس کے بعد میں نے مصافحے کے لیئے ہاتھ بڑھایا۔

اس کالے کلوٹے فوجی نے جو چشمہ لگائے ہوئے تھا، اپنا فولادی پنجہ میرے ہاتھ میں پیوست کر دیا۔ قریب تھا کہ میری ساری ہڈیاں چور چور ہو جائیں کہ میں نے اس سے التجا کی۔ "خدا کے لیئے۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔"

اس کے کالے کالے اور موٹے موٹے ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہوئی اور اس نے ٹھیٹ امریکی لہجے میں مجھ سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

میں نے اپنا ہاتھ سہلاتے ہوئے جواب دیا۔ "میں یہاں کا باشندہ ہوں۔

یہاں اسٹیشن پر تم نظر آگئے، تو بے اختیار میرا جی چاہا کہ تم سے دو باتیں کرتا جاؤں۔"

اس نے مجھ سے عجیب وغریب سوال کیا۔ "اتنے فوجی موجود ہیں۔ تمہیں مجھ ہی سے ملنے کا شوق کیوں پیدا ہوا؟"

چچا جان سوال ٹیڑھا تھا، لیکن جواب خود بخود میری زبان پر آگیا۔ میں نے اس سے کہا۔ "میں کالا ہوں، تم بھی کالے ہو۔ مجھے کالے آدمیوں سے پیار ہے۔"

www.taemeernews.com

وہ اور زیادہ مسکرایا۔ اس کے کالے اور موٹے ہونٹ مجھے اتنے پیارے لگے کہ میرا جی چاہتا تھا کہ انہیں چوم لوں۔

چچا جان، آپ کے ہاں بڑی خوب صورت عورتیں ہیں۔ میں نے آپ کا ایک فلم دیکھا تھا ــــ کیا نام تھا اس کا ــــ ہاں یاد آگیا۔ میڈنگ بیوٹی،، یہ فلم دیکھ کر میں نے اپنے دوستوں سے کہا تھا کہ چچا جان اتنی خوب صورت ٹانگیں کہاں سے اکٹھی کر لائے ہیں۔"

میرا خیال ہے قریب قریب دو ڈھائی سو کے قریب تو ضرور ہوں گی ــــ چچا جان کیا واقعی آپ کے ملک میں ایسی ٹانگیں عام ہوتی ہیں؟ اگر عام ہوتی ہیں تو خدا کے لئے (اگر آپ خدا کو مانتے ہیں) تو ان کی نمائش کم از کم پاکستان میں بند کر دیجئے۔

ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ کی عورتوں کی ٹانگیں مقابلے میں کہیں زیادہ اچھی ٹانگیں ہوں ــــ مگر چچا جان یہاں کوئی ان کی نمائش نہیں کرتا۔ خدا کے لئے یہ سوچئے کہ ہم صرف اپنی بیوی ہی کی ٹانگیں دیکھتے ہیں۔ دوسری عورتوں کی ٹانگیں دیکھنا ہم اپنے آپ پر حرام سمجھتے ہیں۔ ہم بڑے اور تھوڑو کس قسم کے آدمی ہیں۔

بات کہاں سے نکلی تھی، کہاں چلی گئی ــــ میں اس کی معذرت نہیں چاہتا کہ آپ ایسی ہی تحریر پسند کرتے ہیں۔

کہنا یہ تھا کہ آپ کے وہ صاحب جو یہاں کے قونصل خانے سے وابستہ ہیں، میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے درخواست کی

www.taemeernews.com

ان کے لئے ایک افسانہ لکھوں، میں بہت متحیر ہوا۔ اس لئے کہ مجھے انگریزی میں لکھنا آتا ہی نہیں۔ میں نے ان سے عرض کی "جناب میں اردو زبان کا رائٹر ہوں ــــ میں انگریزی لکھنا نہیں جانتا۔"

انہوں نے فرمایا "مجھے اردو میں چاہیئے ــــ ہمارا ایک پرچہ ہے جو اردو میں شائع ہوتا ہے۔"

میں نے اس کے بعد مزید تفتیش کی ضرورت نہ سمجھی اور کہا "میں حاضر ہوں۔"

اور خدا واحد ناظر ہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آپ کے کہنے پر تشریف لائے ہیں۔ آپ نے انہیں میرا وہ خط پڑھا دیا تھا جو میں نے آپ کو لکھا تھا۔

مجبراً اس قصے کو چھوڑیئے ــــ جب تک پاکستان کو گندم کی ضرورت ہے۔ میں آپ سے کوئی گستاخی نہیں کر سکتا ــــ ویسے بحیثیت پاکستانی ہونے کے (حالانکہ میری حکومت مجھے اطاعت گزار نہیں سمجھتی) میری دعا ہے کہ خدا کرے کبھی آپ کو بھی باجرے اور "ٹنک شک کے ساگ" کی ضرورت پڑے اور میں اگر اس وقت زندہ ہوں تو آپ کو بھیج سکوں۔

اب سنئے کہ ان صاحب نے جن کو آپ نے بھیجا تھا مجھ سے پوچھا "آپ ایک افسانے کے کتنے روپے لیں گے۔"

چچا جان، ممکن ہے آپ جھوٹ بولتے ہوں ــــ اور آپ یقیناً بولتے ہیں بطور فن ــــ اور یہ فن مجھے ابھی تک نصیب نہیں ہوا۔

www.taemeernews.com

لیکن اس روز میں نے ایک مبتدی کے طور پر جھوٹ بولا اور ان سے کہا، "میں ایک افسانے کے لیے دو سو روپے لوں گا"

اب حقیقت یہ ہے کہ یہاں کے ناشر مجھے ایک افسانے کے لیے زیادہ سے زیادہ چالیس پچاس روپے دیتے ہیں میں نے "دو سو روپیہ" تو کہہ دیا لیکن مجھے اس احساس سے اندرونی طور پر سخت ندامت ہوئی کہ میں نے اتنا جھوٹ کیوں بولا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

لیکن چچا جان مجھے سخت حیرت ہوئی، جب آپ کے بھیجے ہوئے صاحب نے بڑی حیرت سے (معلوم نہیں، وہ مصنوعی تھی یا اصلی) فرمایا۔ "صرف دو سو روپے ۔۔۔ کم از کم ایک افسانے کے لئے پانچ سو روپے تو ہونے چاہئیں"

اب میں حیرت زدہ ہو گیا کہ ایک افسانے کے لئے پانچ سو روپے ۔۔۔ یہ تو میرے خواب و خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا ۔۔۔ لیکن میں اپنی بات سے کیسے ہٹ سکتا تھا ۔۔۔ چنانچہ میں نے چچا جان، ان سے کہا، صاحب دیکھئے، دو سو روپے ہی ہوں گے ۔۔۔ بس اب آپ اس کے متعلق زیادہ گفتگو نہ کیجئے۔"

وہ چلے گئے ۔۔۔ شاید اس لئے کہ وہ سمجھ چکے تھے کہ میں نے پی رکھی ہے ۔۔۔ وہ شراب جو میں پیتا ہوں، اس کا ذکر میں اپنے پہلے خط میں کر چکا ہوں۔

چچا جان، مجھے حیرت ہے کہ میں اب تک زندہ ہوں ۔۔۔

www.taemeernews.com

مجھے پانچ برس ہوگئے ہیں، یہاں کا کشیدہ زہر پیتے ہوئے ——— میرا خیال ہے۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں، تو میں آپ کو یہ زہر پیش کروں گا۔ اُمید ہے، آپ بھی میری طرح حیرت انگیز طور پر زندہ رہیں گے اور آپ کی پانچ آزادیاں بھی سلامت رہیں گی۔

خیر ——— اس قصے کو چھوڑیئے ——— دوسرے روز صبح سویرے جب کہ میں برآمدے میں شیو کر رہا تھا۔ آپ کے وہی صاحب تشریف لائے۔ مختصر سی بات چیت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا "دیکھیئے ——— دو سو کی رٹ چھوڑیئے ——— تین سو لے لیجیئے"

میں نے کہا چلو ٹھیک ہے چنانچہ میں نے ان سے تین سو روپے لے لئے ——— روپے جیب میں رکھنے کے بعد میں نے ان سے کہا۔

"میں نے آپ سے سو روپے زیادہ وصول کئے ہیں ——— لیکن یہ واضح رہے کہ جو کچھ میں لکھوں گا، وہ آپ کی مرضی کے مطابق نہیں ہوگا اس کے علاوہ اس میں کسی قسم کے ردّ و بدل کا حق بھی میں آپ کو نہیں دوں گا۔"

وہ چلے گئے ——— پھر نہیں آئے چچا جان اگر آپ کے پاس پہنچے ہوں اور انہوں نے آپ کو کوئی رپورٹ پہنچائی، تو از راہ کرم اپنے پاکستانی بھتیجے کو اس سے ضرور مطلع فرمادیں۔

میں وہ تین سو روپے خرچ کر چکا ہوں۔ اگر آپ واپس لینا چاہیں، تو میں ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے ادا کر دوں گا۔

www.taemeernews.com

امید ہے کہ آپ اپنی پانچ آزادیوں سمیت خوش و خرم ہوں گے

خاکسار

آپ کا بھتیجا ـــ سعادت حسن منٹو

۳۱ لکھشمی مینشنز ہال روڈ لاہور

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چند تصویرِ بتاں
چند حسینوں کے خطوط

بت نمبر ایک: بڑا طناز بت ہے کبھی اس کلب کی زینت رہتا ہے، کبھی اس کلب کی۔ اسے کلبوں کا بت کہا جائے تو شاید زیادہ مناسب موزوں ہو۔ پورٹ وائن نہیں پیتا۔ وسکی پیتا ہے، ساڑھی نہیں پہنتا غرارہ پہنتا ہے سنا ہے اس کے پاس ایک ہزار غرارے ہیں۔

اس بت کے سینکڑوں پجاری ہیں

کرنل اور میجر زیادہ ہیں ان کے منہ میں دانت ہوتے ہیں نہ پیٹ میں آنت۔

اس بت کا سوسائٹی میں بڑا نام ہے لیکن بعض حاسد اس کے متعلق طرح طرح کے فضیحے منسوب کرتے رہتے ہیں۔

حلیہ: اس بت کا یہ ہے کہ ناک :۔ قلوپطرہ وادیٔ نیل کی ملکہ کی ناک سے

www.taemeernews.com

تین انچ بڑی ہے قد ساڑھے پانچ فٹ ہے، بال شب دیجور کی طرح سیاہ ہیں چہرہ بیضوی ہے جو ہر وقت (رات کو بھی) میکس فیکٹر کے میک اپ میں چھپا رہتا ہے۔ اس لئے اس کے صحیح خد و خال صحیح طور پر ابھی تک معلوم نہیں ہو سکے۔ اور نہ کبھی ہوں گے۔ کیونکہ سنا ہے کہ وہ عنقریب امریکہ جا کر اپنے چہرے اور بدن پر پلاسٹک سرجری کرانے والا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ واپسی پر اس کی ناک اور قد دونوں چھوٹے ہو جائیں۔ اس صورت میں اسے اپنے ایک ہزار غراروں کا سائز چھوٹا کرانا پڑے گا۔

دانت سارے مصنوعی ہیں جن کی آب موتیوں کو بھی ماند کرتی ہے۔ لیکن کلبوں کے باہر یہ افواہ اکثر گشت لگاتی رہتی ہے کہ اس کے اپنے دودھ کے دانت نکل رہے ہیں۔

بت نمبر دو:۔ یہ کمسن بت بلا کا پھرتیلا، غضب کا چنچل ہے، ابھی میٹھا برس ہی لگا ہے لیکن وہ تین لمبی لمبی جستوں میں تلخ ترین برس تک پہنچ گیا ہے۔

اسکول میں پڑھتا تھا۔ کہ اس کی وجہ سے دو موٹروں میں ٹکر ہوئی۔ تین گدھے زخمی ہوئے۔ ایک ٹانگہ پاش پاش ہو گیا۔ ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کے چھرا گھونپا۔ اس گھائل لڑکے نے وہی چھرا تیسرے لڑکے کے سینے میں پیوست کر دیا۔ تینوں وہیں ڈھیر ہو گئے۔ اور یہ بت کمسن ان کی بیوقوفی پر پاس کھڑا ہنستا رہا۔

اسکول سے نکلا تو کالج پہنچتے ہی چند مہینوں میں اس کے جسم کے

www.taemeernews.com

تمام خد وخال نمایاں ہو گئے۔ اس قدر نمایاں کہ بعض دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں جو تادم تحریر کھلی ہیں اور منہ نے میں نہیں آتیں۔

پہلے مہینے میں کالج کے صرف ایک لڑکے نے اس کو دس ہزار خط لکھے اس کے بعد کالج کے ہر لڑکے نے اس کو خط لکھنے شروع کر دیئے جن میں سے اس بت نے ایک بھی نہیں پڑھا۔

دس لڑکوں نے اس کو اپنے خون سے بارہ بارہ خط لکھے، کالج کے پرنسپل کو معلوم ہوا تو اس نے دس لڑکوں کو ہسپتال بھیج دیا جہاں بلڈ بینک کے لئے ان میں سے ہر ایک کی رگوں سے چھ چھ اونس خون لیا گیا۔

اس بت نابالغ نے دو لڑکوں کو دق میں مبتلا کر دیا۔ اور بڑے افسوس کا اظہار کیا۔ چار لڑکے پاگل ہو گئے۔ اس پر اس بت بے خبر نے شدید افسوس کا اظہار کیا۔ جب ایک لڑکے نے خودکشی کر لی تو اس نے چار آنسو بہائے، اور اپنے نینوں کے دوپٹے میں خشک کئے۔

اب بت کمسن نے کچھ ہوش سنبھالا اور کالج کو خیرباد کہہ دیا۔ اس کی باقاعدہ شادی کر دی گئی۔ مگر چھ مہینے بعد طلاق ہو گئی، عدّت کے دن پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ دوسری شادی کر لی۔

حلیہ:۔ چھوٹا قد، رنگ سانولا، گہرے بھورے بال، نقش تیکھے، گفتگو کا انداز شوخ و شنگ، دوپٹہ اور ساڑھی کا پلو ہمیشہ ڈھلکا رہتا ہے

تیسرا بت:۔ یہ بڑا سنگین بت ہے ٹھوس پتھر کا بنا ہے۔

www.taemeernews.com

بڑے بڑے بت شکنوں نے اس کو گرانے کی کوشش کی مگر یہ اپنی جگہ سے ایک اپنچ نہ ہلا۔ بڑے بڑے وزنی گرز بنائے گئے۔ ایٹم بم تیار کئے گئے مگر یہ اسی طرح اپنے پاؤں پر قائم رہا۔

ملک کے ایک نامی گرامی بت شکن کو اپنے فن پر بڑا ناز تھا۔ اس نے چار برس متواتر کوشش کی آخرکار اس بت کے ساتھ اپنا سر پھوڑ کر مر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حلیہ: بہت معمولی شکل و صورت، ناک چپٹی، ماتھا تنگ بال خشک، اور کھردرے، جسم کے خدوخال بے کشش لیکن آواز میں جادو۔

چند حسینوں کے خطوط

پہلا خط

بھائی جان

سلام۔ میں کئی دن سے پریشان تھی۔ طرح طرح کے خیال ستاتے تھے۔ سوچتی تھی ان کا خط کیوں نہ آیا۔ ذرا سی آہٹ ہوتی۔ ذرا سا کھٹکا ہوتا۔ تو بھاگتی لیٹر بکس کی طرف۔ پر وائے ناکامی واپس لوٹتی۔ دیکھیے، میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔ اتنی دیر نہ لگایا کیجیے خط لکھنے میں۔

www.taemeernews.com

آپ نہیں جانتے میری طبیعت کتنی نازک ہے مجھے جس سے اُنس پیدا ہو جائے۔ محبّت بھی کہہ لیجئے۔ اس کی خیر خیریت کے لئے بہت بے تاب رہتی ہوں ۔ آپ سے تو مجھے نہ جانے کیوں لگاؤ ہے ۔

بہر حال آپ کا خط آیا خوشیوں کا چاند دکھائی دیا۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ خداوند کریم کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں ۔

لیکن یہاں میرا حال ناگفتہ بہ ہے ۔ میرے وہ تو اپنا علاج کرانے کے لئے اب دلّی چلے گئے ہیں ۔ جانے کب تک رہیں ۔ آپ تو جانتے ہیں ۔ کہ دائم المریض ہیں ۔ میری جان بڑے عذاب میں پھنسی ہوئی ہے ۔ لیکن میں آپ کو ان باتوں سے کیوں رنجیدہ کروں ۔

کیا آپ کبھی ادھر نہیں آسکتے ۔ ویسے تو پردہ کرتی ہوں ۔ لیکن پھر بھی کسی نہ کسی طرح دل بہل جائے گا میرا ۔

میں آج کل کچھ بیمار رہنے لگی ہوں ۔ کیا آپ کوئی علاج تجویز کر سکتے ہیں ؟

اس خط کے جواب میں دیر نہ لگائے گا ۔ ورنہ مجھے دل کے دورے پڑنے شروع ہو جائیں گے ۔

آپ کی ......

دوسرا خط

لیفٹیننٹ صاحب

تم اتنے بے رحم کیوں بنتے جا رہے ہو ۔ اتنی مصروفیت بھی کیا کہ

www.taemeernews.com

اِدھر کا رُخ ہی نہ کرو۔

میں تمہارے جذبات بخوبی سمجھتی ہوں۔ لیکن میری مجبوریاں بھی تم پر اچھی طرح واضح ہیں۔

اب کی ہم پھر مری جا رہے ہیں تم اور کچھ نہیں تو چھ سات روز کی چھٹیاں لے کر وہاں ضرور آؤ بڑے ہنگامے رہیں گے۔

میری بھتیجیاں بھی وہاں ہوں گی۔ اسی برس تعلیم سے فارغ ہوئی ہیں۔ تم ان سے مل کر یقیناً خوش ہوگے اور تم سے مل کر مجھے......

کیا آؤگے؟۔ نہیں تم ضرور آؤگے۔

میں نے تمہارے لئے ایک نیا تحفہ بنوا کے رکھا ہے۔ آؤ اور لے لو۔

تمہاری......

تیسرا خط

مسٹر!

تم کیوں نہیں سمجھتے کہ تمہاری خط و کتابت مجھے سخت ناپسند ہے۔

تمہاری یہ حرکت صرف ناشائستہ ہی نہیں احمقانہ بھی ہے۔ تم نے مجھے آخر کیا سمجھ رکھا ہے۔ فلرٹ؟

تم مجھے اب آئندہ کوئی خط نہ لکھا کرو۔ کہ مجبوراً مجھے جواب دینا پڑتا ہے۔ اب آخری بار سن لو کہ مجھے تمہاری شاعری اچھی لگتی ہے۔ نہ تمہاری مصوری۔

www.taemeernews.com

معلوم نہیں کیوں لوگ تمہیں بہت بڑا مصور مانتے ہیں مجھے یہ بھی حیرت ہے، میرے نام سے تمہاری بنائی ہوئی پینٹنگ کیوں مقابلے میں اوّل نمبر پر آئی۔

بہرحال آخری بار سن لو کہ یہ میرا آخری خط ہے۔ میں ایک شریف لڑکی ہوں اس نوعیت کی خط وکتابت سے مجھے نفرت ہے۔

اے۔ بی۔ سی

چوتھا خط

پیارے ساتھی!

کل اور پرسوں میں بہت مشغول رہی۔ میری بڑی بہن کی شادی تھی میں تمہیں کیا بتاؤں کتنی رونق تھی اور کن لفظوں میں بیان کروں کہ میری بہن دولہن کے لباس میں کتنی سج رہی تھی۔ خدا کی قسم چندے آفتاب چندے ماہتاب تھی۔

برات میں وہ دھوم دھڑکا ہوا کہ اللہ کی پناہ۔ وہ شوروغل تھا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی لیکن پھر بھی یہ سب کچھ بہت دلچسپ تھا اپنے اندر بے پناہ خاموشیاں لیے ایسی خاموشیاں جو......

ڈھولک پر ہم لڑکیوں نے تمام فلموں کے گیت گا دیئے۔ میں تمہیں شاید پہلے بھی لکھ چکی ہوں کہ میری آواز سریلی ہے۔ میں اپنی ہمجولیوں سے بالکل الگ تھلگ معلوم ہوتی تھی۔

www.taemeernews.com

دولہا بھائی بہت خوب صورت ہیں ــ میں نے جب ان کی تعریف کی تو وہ مسکرا کر میرے چہرے کی طرف دیکھنے لگے۔ میں شرما گئی۔

میری تمہاری خط و کتابت شروع ہوئے قریب ایک برس ہو چکا ہے ـــ یہ قلمی دوستی بھی عجیب ہوتی ہے ـــ کچھ لکھتے لکھتے رک گئی ہوں۔

تمہاری عمر تمہارے کہنے کے مطابق گیارہ برس کی ہے اور میری میرے کہنے کے مطابق دس برس کی۔

خدا ہم دونوں کو سمجھے ـ لیکن میں کہنا کیا چاہتی ہوں ؟

تم جھوٹے ہو ـــ بڑے درجے کے ـــ مجھے تمہارے متعلق سب کچھ معلوم ہو چکا ہے ـــ تم لا کالج میں پڑھتے ـــ اب کرو انکار؟ ـــ اور چشمہ لگاتے ہو۔ تمہاری عمر ماشاءاللہ چوبیس برس کی ہے۔ آخر تم نے یہ ڈھونگ کیوں رچایا۔ کیا محض بچہ بن کر کسی چھوٹی سی بچی سے باتیں کرنے کے لئے ؟

لیکن یہ باتیں کس منہ سے کہہ رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تم بھی میرے متعلق سب کچھ جان چکے ہو۔ مجھے تم سے ... نہیں میں یہ نہیں کہہ سکتی لیکن مجھے غصہ ضرور ہے کہ تم نے مجھے اتنی دیر غافل رکھا اور خود سب کچھ جانتے ہوئے مزہ لیتے رہے۔ اسے جب میں سوچتی ہوں کہ میرے لکھے ہوئے خط تم کس طرح مسکرا مسکرا کر پڑھتے ہو گے تو ایمان سے میں جل بھن جاتی ہوں خدا ہی تمہیں سمجھے۔

www.taemeernews.com

اور تم کیسے بن کے لکھتے تھے جیسے سچ مچ نویں جماعت کے طالبعلم ہو
میں نے تمہارے سارے خط سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں لیکن تمہیں
میری قسم۔ میرے تمام خط آج ہی جلا دو۔ اگر تم نے نہ جلائے تو میں کبھی
تم سے نہیں بولوں گی اور کیا لکھوں ــــ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

اچھا، تم اپنی تصویر بھیجو۔ لیکن دوسرے پتے سے جو کہ میں نے خط
کے کونے میں لکھ دیا ہے، یہ یاد رہے کہ میں اپنی تصویر کبھی نہیں بھیجوں گی۔

میرا خیال ہے کہ ہمیں خط و کتابت اسی طرح جاری رکھنی چاہیئے۔
یعنی اسی بچپن کے انداز میں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ اب اس میں زیادہ
مزہ آئے گا۔ تمہارا کیا خیال ہے؟

یہ مت خیال کرنا کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔

تمہاری سہیلی

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام تیسرا خط

چچا جان تسلیمات،

بہت مدت کے بعد آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔ میں دراصل بیمار تھا۔ علاج اس کا وہی ذہی آب نشاط انگیز تھا۔ ساقی مگر معلوم ہوا کہ یہ محض شاعری ہی شاعری ہے معلوم نہیں ساقی کس جانور کا نام ہے آپ لوگ تو اسے عمر خیام کی رباعیوں والی حسین و جمیل فتنہ ادا اور عشوہ طراز معشوقہ کہتے ہیں جو بلور کی نازک گردن صراحیوں سے اس خوش قسمت شاعر کو جام بھر بھر کے دیتی تھی۔ مگر یہاں تو کوئی مونچھوں والا بدشکل لونڈا بھی اس کام کے لئے نہیں ملتا۔

یہاں سے حسن بالکل رفوچکر ہو گیا ہے عورتیں پردے سے باہر تو

www.taemeernews.com

آئی ہیں مگر انہیں دیکھ کر جی چاہتا ہے کہ وہ پردے کے پیچھے ہی رہتیں تو اچھا تھا۔ آپ کے میکس فیکٹر نے ان کا حلیہ اور بھی مسخ کر کے رکھ دیا ہے آپ مفت گندم بھیجتے ہیں۔ مفت لٹریچر بھیجتے ہیں۔ مفت ہتھیار بھیجتے ہیں کیوں نہیں آپ سو دو سو ٹھیٹ امریکی لڑکیاں یہاں روانہ کر دیتے جو ساقی گری کے فرائض بطریق احسن انجام دیں۔

میں اپنی بیماری کا ذکر کر رہا تھا۔ اس کا باعث وہی خانہ ساز شراب تھی۔ اللہ اس خانہ خراب کا خانہ خراب کرے۔ زہر ہے لیکن نہایت خام قسم کا۔ سب کچھ جانتا تھا سب کچھ سمجھتا تھا مگر ؎

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جانے اس عطار کے لونڈے میں کیا کشش تھی کہ حضرت میر اسی سے دوا لیتے رہے، حالانکہ وہی ان کے مرض کا باعث تھا۔ یہاں میں جس شراب فروش سے شراب لیتا ہوں۔ وہ تو مجھ سے بھی کہیں زیادہ مریض ہے میں تو اپنی سخت جان کی وجہ سے بچ گیا لیکن اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

تین مہینے ہسپتال میں رہا ہوں۔ جنرل وارڈ میں تھا۔ مجھے وہاں آپ کی کوئی امریکی امداد نہ ملی، میرا خیال ہے آپ کو میری بیماری کی کوئی اطلاع نہیں ملی ورنہ آپ ضرور وہاں سے دو تین پیٹیاں ٹیرامائی سین کی روانہ کر دیتے اور ثواب دارین حاصل کرتے۔

ہماری فورن پبلسٹی بہت کمزور ہے اس کے علاوہ ہماری حکومت کو

www.taemeernews.com

ادیبوں، شاعروں اور مصوّروں سے کوئی دلچسپی نہیں آخر ـــ

کس کس کی حاجت روا کرے کوئی

ہماری پچھلی مرحوم گورنمنٹ تھی۔ جنگ شروع ہوئی تو انگریز بہادر نے فردوسیٔ اسلام حفیظ جالندھری کو سونگ پبلسٹی ڈیپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر بنا کر ایک ہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ پاکستان بنا تو اس کو صرف ایک کوٹھی اور شاید ایک پریس الاٹ ہوا۔ اب بے چارہ اخباروں میں اپنا رونا رو رہا ہے کہ ترانہ کمیٹی نے اس کو نکال باہر کیا۔ حالانکہ سارے پاکستان میں اکیلا وہی شاعر ہے جو دنیا کی اس سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے لئے قومی ترانہ لکھ سکتا ہے اور اس کی دُھن بھی تخلیق کرسکتا ہے۔

اس نے اپنی انگریز بیوی کو طلاق دیدی ہے اس لئے کہ انگریزوں کا زمانہ ہی نہیں رہا۔ اب سنا ہے کسی امریکی بیوی کی تلاش میں ہے۔ چچا جان! خدا کے لئے اس کی مدد کیجیے۔ ایسا نہ ہو کہ غریب کی عاقبت خراب ہو۔

آپ کے یوں تو لاکھوں اور کروڑوں بھتیجے ہیں۔ لیکن مجھ ایسا بھتیجا آپ کو ایٹم بم کی روشنی میں بھی کہیں نہیں ملے گا۔ قبلہ کبھی اِدھر بھی توجہ کیجیے۔ بس آپ کی ایک نظرِ التفات کافی ہے صرف اتنا اعلان کر دیجیے کہ آپ کا ملک (خدا) اسے رہتی دنیا تک سلامت رکھے، صرف اسی صورت میں میرے ملک کو (خدا اس کے شراب کشید کرنے والے کارخانوں کو نیست و نابود کرے) فوجی امداد دینے کے لئے تیار ہوگا۔ اگر سعادت

www.taemeernews.com

حسن منٹو آپ کے حوالے کر دیا جائے۔

یہاں میری وقعت ایک دم بہت بڑھ جائے گی۔ میں اس اعلان کے بعد شمع معمے اور ڈائریکٹر معمے حل کرنا بند کر دوں گا۔ بڑی بڑی شخصیتیں میرے غریب خانے پر آئیں گی۔ میں آپ سے بذریعہ ہوائی ڈاک ٹھیٹ امریکی مسکراہٹ منگوا کر اپنے ہونٹوں پر لگا لوں گا اور اس کے ساتھ ان کا استقبال کروں گا۔

اس مسکراہٹ کے ہزار معنی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر "آپ نرے کھرے گدھے ہیں"۔۔۔ "آپ پرلے درجے کے ذہین آدمی ہیں"۔۔۔ "آپ سے مل کر مجھے بہت کوفت ہوئی"۔۔۔ "آپ سے مل کر مجھے بے حد مسرت حاصل ہوئی"۔۔۔ "آپ امریکہ کی بنی ہوئی بشرٹ ہیں"۔۔۔ "آپ پاکستان کی بنی ہوئی ماچس ہیں"۔۔۔ "آپ عرق گاؤزبان ہیں"۔۔۔ "آپ کوکو کولا ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

میں رہتا پاکستان ہی میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی خاک بہت عزیز ہے جو میرے پھیپھڑوں میں مستقل جگہ بنا چکی ہے لیکن میں آپ کے ملک میں ضرور آؤں گا۔ اس لئے کہ میں اپنا کایا کلپ کرانا چاہتا ہوں پھیپھڑے چھوڑ کر میں اپنے تمام باقی اعضا آپ کے ماہروں کے سپرد کر دوں گا۔ ان سے کہوں گا کہ وہ انہیں امریکی طرز کا بنا دیں۔

مجھے امریکی چال ڈھال بہت پسند ہے اس لئے کہ چال ڈھال کا ہے اور ڈھال چال کا۔ آپ کی بشرٹ کا نیا ڈیزائن بھی مجھے بہت

www.taemeernews.com

بھاتا ہے۔ ڈیزائن کا ڈیزائن اور اشتہار کا اشتہار، ہر روز یہاں آپ کے دفتر میں گئے۔ مطلب کی یعنی پروپیگنڈے کی چیزیں اس پر چھپائیں اور ادھر ادھر گھومتے پھرے کبھی شیرزان میں جا بیٹھے۔ کبھی کافی ہاؤس میں اور کبھی چینیز لنچ ہوم میں۔

پھر میں ایک پیکارڈ چاہتا ہوں، تاکہ جب میں یہ بشرٹ پہنے۔ منہ میں آپ کا تحفے کے طور پر دیا ہوا پائپ دبائے مال پر سے گزروں تو لاہور کے سب ترقی پسند اور غیر ترقی پسند ادیبوں کو محسوس ہو کہ وہ سارا وقت بھاڑ ہی جھونکتے رہے تھے۔

لیکن دیکھئے چچا جان، اس کے پٹرول کا بندوبست آپ ہی کو کرنا پڑے گا۔ ویسے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ پیکارڈ ملتے ہی میں ایک افسانہ لکھوں گا جس کا عنوان "ایران کا نو من تیل اور رادھا" — یقین مانیئے اس افسانے کے شائع ہوتے ہی ایران کے تیل کا سارا ٹنٹا ہی ختم ہو جائے گا اور مولانا ظفر علی خاں کو جو ابھی تک بقید حیات ہیں اپنے اس شعر میں مناسب و موزوں ترمیم کرنا پڑے گی ؎

وائے ناکامی کہ چشمے تیل کے سوکھے تمام
لے کے لارڈ جارج جب بھاگے کنزٹین کا

ایک چھوٹا سا، ننھا منا ایٹم بم تو میں آپ سے ضرور لوں گا۔ میرے دل میں مدت سے یہ خواہش دبی پڑی ہے کہ میں اپنی زندگی میں ایک نیک کام کروں۔ آپ پوچھیں گے، یہ نیک کام کیا ہے۔

www.taemeernews.com

آپ نے تو خیر کئی نیک کام کیئے ہیں اور بدستور کیئے جا رہے ہیں۔ آپ نے ہیروشیما کو صفحۂ ہستی سے نابود کیا۔ ناگاساکی کو دھوئیں اور گرد و غبار میں تبدیل کر دیا اس کے ساتھ ساتھ آپ نے جاپان میں لاکھوں امریکی بچے پیدا کیئے۔

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔۔۔ میں ایک ڈرائی کلین کرنے والے کو مارنا چاہتا ہوں۔ ہمارے یہاں بعض مولوی قسم کے حضرات پیشاب کرتے ہیں تو ڈھیلا لگاتے ہیں۔ مگر آپ کیا سمجھیں گے ۔۔۔ بہرحال معاملہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد وہ صفائی کی خاطر کوئی ڈھیلا اٹھاتے ہیں اور شلوار کے اندر ہاتھ ڈال کر سرِ بازار ڈرائی کلین کرتے چلتے پھرتے ہیں۔

میں بس یہ چاہتا ہوں کہ جوں ہی مجھے کوئی ایسا آدمی نظر آئے۔ جیب سے آپ کا دیا ہوا ننھا منا ایچ ایٹم بم نکالوں اور اس پر دے ماروں تاکہ وہ ڈھیلے سمیت دھواں بن کر اڑ جائے۔

ہمارے ساتھ فوجی امداد کا معاہدہ بڑی معرکے کی چیز ہے اس پر قائم رہیئے گا۔ ادھر ہندوستان کے ساتھ بھی ایسا ہی رشتہ استوار کر لیجیئے دونوں کو پرانے ہتھیار بھیجیئے۔ کیونکہ اب تو آپ نے وہ تمام ہتھیار کنڈم کر دیئے ہوں گے جو آپ نے پچھلی جنگ میں استعمال کیئے تھے آپ کا یہ فالتو اسلحہ ٹھکانے لگ جائے گا اور آپ کے کارخانے بیکار نہیں رہیں گے۔

www.taemeernews.com

پنڈت جواہر لال نہرو کشمیری ہیں۔ ان کو تحفے کے طور پر ایک ایسی بندوق ضرور بھیجئے گا جو دھوپ میں رکھنے سے ٹھُس کرے، کشمیری ہیں بھی ہوں مگر مسلمان۔ میں نے اپنے لئے آپ سے ننھا منا اٹیم بم مانگ لیا ہے۔

ایک بات اور۔ یہاں دستور بننے ہی میں نہیں آتا۔ خدا کے لئے آپ وہاں سے کوئی ماہر جلد از جلد روانہ کیجئے۔ قوم بغیر ترانے کے تو چل سکتی ہے۔ لیکن دستور کے بغیر نہیں چل سکتی۔ لیکن آپ چاہیں تو بابا چل بھی سکتی ہیں ؎

جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

ایک اور بات۔ یہ خط ملتے ہی امریکی ماچسوں کا ایک جہاز روانہ کر دیجئے۔ یہاں جو ماچس بنی ہے اس کو جلانے کے لئے ایرانی ماچس خریدنی پڑتی ہے لیکن آدھی ختم ہونے کے بعد یہ بے کار ہو جاتی ہے اور بقایا تیلیاں جلانے کے لئے روسی ماچس لینا پڑتی ہے جو پٹاخے زیادہ چھوڑتی ہے۔ جلتی کم ہے۔

امریکی گرم کوٹ بہت خوب ہیں۔ لنڈا بازار ان کے بغیر بالکل لنڈا تھا مگر آپ پتلونیں کیوں نہیں بھیجتے۔ کیا آپ پتلونیں نہیں پہنتے۔ ہو سکتا ہے کہ ہندوستان روانہ کر دیتے ہوں۔ آپ بڑے کائیاں ہیں، ضرور کوئی بات ہے اِدھر کوٹ بھیجتے ہیں اُدھر پتلونیں، جب لڑائی ہو گی تو آپ کے کوٹ اور آپ ہی کی پتلونیں، آپ ہی کے بھیجے ہوئے ہتھیاروں سے لڑیں گے۔

www.taemeernews.com

یہ میں کیا سن رہا ہوں کہ چارلی چپلن اپنے امریکی شہریت کے حقوق سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اس مسخرے کو کیا سوجھی۔ ضرور اس کو کمیونزم ہو گیا ہے۔ ورنہ ساری عمر آپ کے ملک میں رہا۔ یہیں اس نے نام کمایا یہیں اس نے دولت حاصل کی۔ کیا اسے وہ وقت یاد نہ رہا جب لندن کے گلی کوچوں میں بھیک مانگتا پھرتا تھا اور کوئی پوچھتا نہیں تھا۔

روس چلا جاتا۔ لیکن وہاں مسخروں کی کیا کمی ہے۔ چلو انگلستان ہی میں رہے اور کچھ نہیں تو وہاں کے رہنے والوں کو امریکیوں کا سا کھل کے ہنسنا تو آجائے گا۔ اور وہ جو ہر وقت اپنے چہروں پر سنجیدگی اور طہارت کا غلاف چڑھائے رکھتے ہیں۔ کچھ تو اپنی جگہ سے ہٹے گا۔

اچھا میں اب خط کو بند کرتا ہوں۔

بیڈی لانا کو مری اسٹائل کا ایک بوسہ۔

خاکسار

سعادت حسن منٹو

۱۵ مارچ ۱۹۵۴ء

۳۱ لکھشمی مینشنز ہال روڈ، لاہور

www.taemeernews.com

باتیں

بمبئی آیا تھا کہ چند روز پرانے دوستوں کے ساتھ گزاروں گا اور اپنے تھکے ہوئے دماغ کو کچھ آرام پہنچاؤں گا۔ مگر یہاں پہنچتے ہی وہ جھٹکے لگے، کہ راتوں کی نیند تک حرام ہو گئی۔

سیاسیات سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں، لیڈروں اور دوا فروشوں کو میں ایک ہی زمرے میں شمار کرتا ہوں لیڈری اور دوا فروشی یہ دونوں پیشے ہیں۔ دوا فروش اور لیڈر دونوں دوسروں کے نسخے استعمال کرتے ہیں خیر کہنا یہ ہے کہ سیاسیات سے مجھے اتنی ہی دلچسپی ہے، جتنی گاندھی جی کو سینما سے۔ گاندھی جی سینما نہیں دیکھتے ہیں، میں اخبار نہیں پڑھتا اصل میں ہم دونوں غلطی کرتے ہیں گاندھی جی کو فلم ضرور دیکھنے چاہئیں اور

www.taemeernews.com

مجھے اخبار ضرور پڑھنے چاہئیں۔

خیر صاحب بمبئی پہنچا، وہی بازار تھے، وہی گلیاں تھیں جن کے پتھروں پر پانچ برس میرے نقش قدم بکھرتے رہے تھے۔ وہی بمبئی تھی جہاں میں دو ہندو مسلم فساد دیکھ چکا تھا۔ وہی خوب صورت شہر تھا جس کے اندر میں نے کئی بے گناہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے خون کے چھینٹے اڑتے دیکھے تھے۔ وہی جگہ تھی۔ جہاں کانگرس نے امتناع شراب کا قانون پاس کر کے ان ہزارہا مزدوروں کو بے کار کر دیا تھا۔ جو تاڑی نکالتے تھے۔ وہی مقام تھا جہاں میں نے دھوبیوں کو جو بارہ بارہ گھنٹے پانی میں کھڑے رہتے تھے رات کو اپنے جسم میں گرمی پیدا کرنے کے لئے زہریلی اسپرٹ پیتے دیکھا تھا۔ وہی عروس البلاد تھی جس کے گھونگھٹ کا ایک حصہ حریری ہے اور دوسرا موٹے اور کھردرے ٹاٹ کا وہی بمبئی تھا جہاں اونچی اونچی خوب صورت عمارات کے قدموں میں فٹ پاتھوں پہ ہزارہا مخلوق رات کو سوتی ہے۔

دو ہندو مسلم فساد اس شہر میں دیکھ چکا ہوں، بنائے فساد وہی تھی پرانی مندر اور مسجد، گائے اور سور، مندر اور مسجد اینٹوں کا ڈھیر، گائے اور سور گوشت کا ڈھیر۔ پر اس دفعہ ایک نیا فساد دیکھنے میں آیا۔ ہندو مسلم فساد نہیں، مندر اور مسجد کا جھگڑا نہیں، گائے اور سور کا قضیہ نہیں ایک نئے قسم کا ہلڑ، ایک نئے قسم کا طوفان جو بمبئی میں چھ روز رہا۔

www.taemeernews.com

ایک روز ٹیلیفون پر کسی صاحب نے مجھے بتایا کہ رات رات میں کانگریس کے تمام لیڈر گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ گاندھی جی سمیت جو کانگریس کے ممبر نہیں ہیں۔ میں نے کہا، اچھا بھئی گرفتار کر لئے گئے ہیں تو ٹھیک ہے۔ یہ لوگ گرفتار اور رہا ہوتے رہتے ہیں مجھے کوئی اچنبھا نہ ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد مجھے ایک دوست نے رنگ کیا تو معلوم ہوا کہ شہر بھر میں ہلڑ مچ گیا ہے، پولیس نے لاٹھی چارج کیا ہے گولی چلائی ہے فوج بلائی گئی ہے بازاروں میں ٹینک چل رہے ہیں۔ دو تین روز تک میں گھر سے باہر نہ نکل سکا۔ اخبار پڑھتا رہا اور لوگوں سے بھانت بھانت کی خبر سنتا رہا

مسلم لیگ مسجد ہے کانگریس مندر ہے لوگوں کا یہی خیال ہے اخبار بھی یہی کہتے ہیں، کانگریس سوراج چاہتی ہے مسلم لیگ بھی۔ لیکن دونوں کے رستے جدا جدا ہیں دونوں مل جل کر کام نہیں کرتے اس لئے کہ مندر اور مسجد ساخت کے اعتبار سے کوئی مطابقت نہیں رکھتے۔ میرا خیال تھا کہ یہ جو فساد ہو رہا ہے اس میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مصروف پیکار ہو جائیں گے اور ان دونوں کے خون کا ملاپ جو مندروں اور مسجدوں میں نہیں ہوتا۔ موریوں اور بدرؤں میں ہو گا۔ مگر مجھے بہت تعجب ہوا جب میرا یہ خیال بالکل غلط ثابت ہوا۔

ماہم کی طرف ایک لمبی سڑک جاتی ہے سڑک کے آخری سرے پر مسلمانوں

www.taemeernews.com

کی مشہور خانقاہ ہے مسلمان مردہ پرست مشہور ہیں جب بلوہ شروع ہوا اور شہر کے اس حصّے تک پہنچ گیا۔ لڑکوں اور بچوں نے فٹ پاتھ کے درخت اکھیڑ اکھیڑ کر بازار میں رکھنے شروع کیے تو ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا۔ چند ہندو لڑکے لوہے کا ایک جنگلہ گھسیٹ کر اس طرف لے جانے لگے جدھر خانقاہ ہے چند مسلمان آگے بڑھے ان میں سے ایک نے آہستگی سے ان لڑکوں سے کہا۔ "دیکھو بھئی ادھر مت آؤ۔ یہاں سے پاکستان شروع ہوتا ہے۔" سڑک پر ایک لکیر کھینچ دی گئی۔ چنانچہ بلوہ پسند لڑکے چپ چاپ اس جنگلے کو اٹھا کر دوسری طرف لے گئے کہتے ہیں کہ "پاکستان" کی طرف پھر کسی کافر نے رخ نہ کیا۔

بھنڈی بازار مسلمانوں کا علاقہ ہے، وہاں کوئی شورش نہ ہوئی مسلمان وہ مسلمان جو ہندو مسلم فساد میں سب سے پیش پیش ہوتے تھے اب ہوٹلوں میں چائے کی پیالیاں سامنے رکھ کر فساد کی باتیں کرتے تھے اور ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں۔ میں نے ایک مسلمان کو اپنے دوست سے کہتے سنا۔ "ہمارے جناح صاحب دیکھئے ہمیں کب آرڈر دیتے ہیں۔"

ایک بلوے کا لطیفہ سنئے۔

ایک سڑک پر ایک انگریز اپنی موٹر میں جا رہا تھا۔ چند آدمیوں نے اس کی موٹر روک لی۔ انگریز بہت گھبرایا کہ نہ معلوم یہ سرپھرے لوگ

www.taemeernews.com

اس کے ساتھ کس قسم کا وحشیانہ سلوک کریں گے مگر اس کو حیرت ہوئی جب ایک آدمی نے اس سے کہا دیکھو اپنے شوفر کو پیچھے بٹھاؤ اور خود اپنی موٹر ڈرائیو کرو۔ تم نوکر بنو اور اس کو اپنا آقا بناؤ۔

انگریز چپکے سے اگلی سیٹ پر چلا گیا۔ اس کا شوفر بوکھلایا ہوا پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بلوہ پسند لوگ اتنی سی بات پر خوش ہو گئے انگریز کی جان میں جان آئی کہ چلو سستے چھوٹ گئے۔

ایک جگہ بمبئی کے ایک اردو فلمی اخبار کے ایڈیٹر صاحب پیدل جا رہے تھے۔ بل وصول کرنے کی خاطر انہوں نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ ہیٹ بھی لگی تھی ٹائی بھی موجود تھی۔ چند فسادیوں نے انہیں روک کر کہا "یہ ہیٹ اور ٹائی اتار کر ہمارے حوالے کر دو۔" ایڈیٹر صاحب نے ڈر کے مارے یہ دونوں چیزیں ان کے حوالے کر دیں، جو فوراً دہکتے ہوئے الاؤ میں جھونک دی گئیں اس کے بعد ایک نے ایڈیٹر صاحب کا سوٹ دیکھ کر کہا "یہ بھی تو انگریزی ہے اسے کیا نہیں اتروانا چاہیئے" ایڈیٹر صاحب سٹپٹائے کہ اب کیا ہوگا۔ انہوں نے بڑی لجاجت کے ساتھ ان لوگوں سے کہا "دیکھو میرے پاس صرف یہی ایک سوٹ ہے جسے پہن کر میں فلم کمپنیوں میں جاتا ہوں اور مالکوں سے مل کر اشتہار وصول کرتا ہوں، تم اسے جلا دو گے تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ میری ساری بزنس برباد ہو جائے گی۔"

ایڈیٹر صاحب کی آنکھوں میں جب ان لوگوں نے آنسو دیکھے تو پتلون

www.taemeernews.com

اوورکوٹ ان کے بدن پر سلامت رہنے دیا۔

جس محلے میں میں رہتا ہوں وہاں کرسچین زیادہ آباد ہیں ہر رنگ کے کرسچین سیاہ فام کرسچینوں سے لیکر گورے چٹے تک ، آپ کو تمام شیڈ یہاں مل جائیں گے۔ جامنی رنگ کے کرسچین بھی میں نے یہاں دیکھے ہیں جو خود کو ہندوستان کی فاتح قوم یعنی انگریزوں میں شمار کرتے ہیں۔

اس بلوے میں ان لوگوں کا میں نے بُرا حال دیکھا۔ پتلونوں میں مردوں کی اور سکرٹس میں عورتوں کی ننگی ٹانگیں کانپتی تھیں۔ جب فساد کی خبریں آتی تھیں۔ ڈر کے مارے مردوں نے ہیٹ لگانے چھوڑ دیئے۔ ٹائیاں گلے سے الگ کر دیں۔ عورتوں نے سکرٹس اور فراک پہننے چھوڑ دیئے اور ساڑھیاں پہننا شروع کر دیں۔

ہندو مسلم فساد کے دنوں میں ہم لوگ جب باہر کسی کام سے نکلتے تھے، تو اپنے ساتھ دو ٹوپیاں رکھتے تھے۔ ایک ہندو کیپ اور دوسری رومی ٹوپی، جب مسلمانوں کے محلے سے گزرتے تھے تو رومی ٹوپی پہن لیتے تھے۔ اور جب ہندوؤں کے محلے میں جاتے تھے۔ تو ہندو کیپ لگا لیتے تھے۔ اس فساد میں ہم لوگوں نے گاندھی کیپ خریدی۔ یہ ہم جیب میں رکھ لیتے تھے جہاں کہیں ضرورت محسوس

www.taemeernews.com

ہوتی تھی جھٹ سے پہن لیتے تھے پہلے مذہب سینوں میں ہوتا تھا
آج کل ٹوپیوں میں ہوتا تھا۔ آج کل ٹوپیوں میں ہوتا ہے سیاست
بھی اب ان ٹوپیوں میں چلی آئی ہے۔ زندہ باد ٹوپیاں!

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام چوتھا خط

۳۱ - لکھشمی مینشنز

ہال روڈ لاہور پاکستان

چچا جان - آداب و نیاز

ابھی چند روز ہوئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا۔ اب یہ دوسرا لکھ رہا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جوں جوں آپ کی پاکستان کو فوجی امداد دینے کی بات پختہ ہو رہی ہے میری عقیدت اور سعادت مندی بڑھ رہی ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کو ہر روز خط لکھا کروں ہندوستان لاکھ ٹاپا کرے۔ آپ پاکستان سے فوجی امداد کا معاہدہ ضرور کریں گے۔ اس لیے کہ آپ کو اس دنیا کی سب سے بڑی اسلامی

www.taemeernews.com

سلطنت کے استحکام کی بہت زیادہ فکر ہے اور کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہاں کا ملّا روس کے کمیونزم کا بہترین توڑ ہے۔ فوجی امداد کا سلسلہ شروع ہو گیا تو آپ سب سے پہلے ان ملاؤں کو مسلح کیجئے گا۔ ان کے لئے خاص امریکی ڈھیلے خالص امریکی تسبیحیں اور خالص امریکی جائے نمازیں روانہ کیجئے گا۔ استروں اور قینچیوں کو سرفہرست رکھئے گا۔ خالص امریکی خضاب لاجواب کا نسخہ بھی اگر آپ نے ان کو مرحمت کر دیا تو سمجھئے پو بارہ ہیں۔

فوجی امداد کا مقصد جہاں تک میں سمجھتا ہوں ان ملاؤں کو مسلح کرنا ہے میں آپ کا پاکستانی بھتیجا ہوں، مگر آپ کی سب رمزیں سمجھتا ہوں لیکن عقل کی یہ ارزانی آپ ہی کی سیاسیات کی عطا کردہ ہے (خدا اسے نظر بد سے بچائے)

ملاؤں کا یہ فرقہ امریکی اسٹائل میں مسلح ہو گیا تو سوویٹ روس کو یہاں سے اپنا پاندان اٹھانا ہی پڑے گا جس کی کلیوں تک میں کمیونزم اور سوشلزم گھلے ہوتے ہیں۔

امریکی اوزاروں سے کتری ہوئی لبیں ہوں گی۔ امریکی مشینوں سے سلے ہوئے شرعی پاجامے ہوں گے۔ امریکی مٹی کے "ان یوزڈ بائی ہینڈ" قسم کے ڈھیلے ہوں گے۔ امریکی رحلیں اور امریکی جائے نمازیں ہوں گی۔ بس آپ دیکھئے گا چاروں طرف آپ ہی کے نام کے تسبیح خواں ہوں گے۔

یہاں کے نچلے نچلے اور نچلے درمیانی طبقے کو اوپر اٹھانے کی کوشش

www.taemeernews.com

تو ظاہر ہے کہ آپ خوب کریں گے۔ بھرتی انہی دو طبقوں سے شروع ہوگی۔ دفتروں میں چپراسی اور کلرک بھی یہیں سے چنے جائیں گے۔ تنخواہیں امریکی اسکیل کی ہوں گی۔ جب ان کی پانچوں گھی میں ہوں گی اور سر کڑاہے۔ میں تو کمیونزم کا بھوت دم دبا کر بھاگ جائے گا۔

بھرتی کا سلسلہ شروع ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن آپ کا کوئی سپاہی ادھر نہیں آنا چاہیئے۔ میں یہ ہرگز نہیں دیکھ سکتا کہ ہماری پاکستانی لڑکیاں اپنے جوانوں کو چھوڑ کر آپ کے سپاہیوں کے ساتھ چہکتی پھریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ یہاں خوبصورت اور تنومند امریکی نوجوان بھیجیں گے۔ لیکن میں آپ کو بتائے دیتا ہوں کہ ہمارا اوپر کا طبقہ ہر قسم کی بے غیرتی قبول کر سکتا ہے کہ وہ پہلے ہی اپنے دیدے آپ کی لانڈریوں میں دھلوا چکا ہے۔ مگر یہاں کا نچلا، نچلا اور نچلا درمیانی طبقہ ایسی کوئی چیز برداشت نہیں کرے گا۔

البتہ آپ وہاں سے امریکی لڑکیاں روانہ کر سکتے ہیں۔ جو ہمارے جوانوں کی مرہم پٹی کریں۔ ان کو رقص کرنا سکھائیں۔ کھلم کھلا بوسے لینے کی تعلیم دیں۔ ان کی جھینپ دور کریں۔ اس میں آپ ہی کا فائدہ ہے آپ اپنے ایک فلم "بیدنگ بیوٹی" میں اپنی سینکڑوں لڑکیوں کی ننگی اور برانہ ٹانگیں دکھا سکتے ہیں۔ ہمارے ہاں ایسی ٹانگیں پیدا کیجیے تا ہم بھی اپنے اکلوتے فلم اسٹوڈیو "شاہ نور" میں ایک ایسا فلم "ایوا" اور "ایوا" والوں کو دکھائیں تاکہ انہیں کچھ مسرت ہو۔

www.taemeernews.com

ہاں، ہمارے یہاں "اپوا" ایک عجیب و غریب شے تخلیق ہوئی ہے جو بڑے آدمیوں کی بڑی بہو بیٹیوں کے شغل کا دلچسپ نتیجہ ہے۔ یہ آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن کا مخفف نام ہے اس میں اور زیادہ تخفیف کی گنجائش نہیں۔ لیکن کوشش ضرور ہو رہی ہے جو آپ کو ان مائل بہ تخفیف بلاؤزوں میں نظر آسکتی ہے جن میں سے ان کے پہننے والیوں کے پیٹ باہر جھانکتے نظر آتے ہیں ابھی ابتدا ہے۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ یہ بلاؤز عام طور پر چالیس برس سے اوپر کی عورتیں استعمال کرتی ہیں جن کے پیٹ کئی مرتبہ کلبوت چڑھ چکے ہوتے ہیں۔ چچا جان میں عورت کے پیٹ پر خواہ وہ امریکی ہو یا پاکستانی اور سب کچھ دیکھ سکتا ہوں مگر اس پر جھریاں نہیں دیکھ سکتا۔

"اپوا" والیاں تخفیفِ لباس کے متعلق ہر وقت سوچنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ انہیں کوئی آزمودہ نسخے بتائے۔ آپ کے یہاں بنیسٹھ پینسٹھ برس کی بڈھیاں اپنے پیٹ دکھاتی ہیں مگر ان پر مجال ہے جو ایک جھری بھی نظر آ جائے۔ معلوم نہیں وہ منہ زبانی بچے پیدا کرتی ہیں یا انہیں کوئی ایسا گر معلوم ہے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

بہرحال اگر آپ کو یہاں تخفیف لباس چاہیئے تو ہالی وڈ کے چند ماہرین یہاں روانہ کر دیجیئے۔ آپ کے یہاں پلاسٹک سرجری کا فن عروج پر ہے فی الحال ایسے نصف درجن سرجن یہاں بھیج دیجیئے۔ جو ہماری

www.taemeernews.com

بڑھیوں کو لاں لگام کے قابل بنادیں۔

مقفیٰ شاعری کا زمانہ تھا تو ہمارے یہاں معشوق کی کمر ہی نہیں تھی۔ اب غیر مقفیٰ شاعری کا دور ہے مگر یہ ایسا الٹا پڑا ہے کہ اب معشوق کی ناپید کمر کچھ اس طرح پیدا ہوئی ہے کہ اسے دیکھو تو سارا معشوق اس کے پیچھے غائب ہو جاتا ہے۔ پہلے یہ حیرت ہوتی تھی کہ وہ ازار بند کہاں باندھتا ہے اب یہ حیرت ہوتی ہے کہ وہ کس درخت کا تنا ہے جس کے اردگرد اس غریب کو باندھنے کی کوشش کی گئی ہے آپ مہربانی فرما کر بنفسِ نفیس یہاں تشریف لائیے۔ اور فوجی معاہدہ کرنے سے پہلے اس بات کا فیصلہ کیجئے کہ یہاں معشوق کی کمر ہونی چاہیئے یا نہیں اس لئے کہ فوجی نقطۂ نگاہ سے یہ بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ایک بات اور ــ آپ کے فلم ساز ہندوستانی صنعت فلم سازی سے بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ یہ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ پچھلے دنوں گریگری پک ہندوستان پہنچا ہوا تھا۔ اس نے فلم اسٹار ثریا کے ساتھ تصویر کھچوائی اس کے حسن کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملائے پچھلے دنوں سنا تھا کہ ایک امریکی فلم ساز نے نرگس کے گلے میں بازو ڈال کر اس کا بوسہ بھی لیا تھا۔ یہ کتنی بڑی زیادتی ہے۔ ہمارے پاکستان کی ایکٹرسیں مر گئی ہیں کیا؟

گلشن آرا موجود ہے یہ جدا بات ہے کہ اس کا رنگ توے کی مانند کالا ہے اور لوگ اسے دیکھ کر یہ کہتے ہیں کہ گلشن پر آرا چلا ہوا ہے لیکن ہے تو

www.taemeernews.com

ایکٹریس کئی فلموں کی ہیروئن ہے اور اپنے پہلو میں دل بھی رکھتی ہے صحیح ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کی ایک آنکھ تھوڑی سی بھینگی ہے۔ مگر آپ کی ذرا سی توجہ سے درست ہو سکتی ہے۔

یہ بھی سنا ہے کہ آپ ہندوستانی فلم سازوں کو مالی امداد بھی دے رہے ہیں چچاجان یہ کیا ہرجائی پنا ہے یعنی جو للو پنجو آتا ہے اس کو آپ مدد دینا شروع کر دیتے ہیں۔

آپ کا گر یگری پک جائے جہنم میں (معاف کیجئے مجھے غصہ آگیا ہے) آپ اپنی دو تین ایکٹرسیں یہاں بھیج دیجئے۔ اس لئے کہ ہمارا اکلوتا ہیرو سنتوش کمار بہت اداس ہے پچھلے دنوں وہ کراچی گیا تھا تو اس نے کوکوکولا کی سو بوتلیں پی کر ریٹا ہے ورتھ کو خواب میں ایک ہزار مرتبہ دیکھا تھا۔

مجھے لپ اسٹک کے متعلق بھی آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ وہ جو کس پروف، لپ اسٹک آپ نے بھیجی تھی۔ ہمارے اونچے طبقے میں بالکل مقبول نہیں ہوئی۔ لڑکیوں اور بڈھیوں کا کہنا ہے کہ یہ محض نام ہی کی "کس پروف" ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان کا "کس" کا طریقہ ہی غلط ہے میں نے دیکھا ہے لوگوں کو یہ شغل فرماتے ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تربوز کی پھانک کھا رہے ہیں آپ کے یہاں ایک کتاب چھپی تھی۔ جس کا عنوان "بوسہ لینے کا فن" تھا۔ مگر معاف کیجئے کتاب پڑھ کر آدمی کچھ بھی نہیں سیکھ سکتا۔ آپ وہاں سے فوراً بذریعہ ہوائی جہاز ایک

www.taemeernews.com

امریکی خاتون روانہ کر دیجیے جو ہمارے اونچے طبقے پر تربوز کھانے اور بوسہ لینے میں جو فرق ہے بطریق احسن واضح کر دے نچلے نچلے اور نچلے درمیانی طبقے کو یہ فرق بتانے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ ان تکلفات سے ہمیشہ بے نیاز رہا ہے اور ہمیشہ بے نیاز رہے گا۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ میرا معدہ اب کسی حد تک آپ کے امریکی گندم کا عادی ہوگیا ہے اب اسے ہمارے یہاں کی آب و ہوا راس آنی شروع ہوگئی ہے۔ کیونکہ اب اس کے آٹے نے پاکستان اسٹائل کی روٹیوں اور چپاتیوں کی شکل اختیار کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میرا خیال ہے، خیر سگالی کے طور پر آپ یہاں کے گندم کا بیج اپنے ہاں منگوالیں۔ آپ کی مٹی بڑی زرخیز ہے اس اختلاط سے جو امریکی پاکستانی گندم پیدا ہوگی بڑی خوبیوں کی حامل ہوگی۔ ہوسکتا ہے کوئی نیا آدم پیدا ہوجائے جس کی اولاد ہم اور آپ سے مختلف ہو۔

میں آپ سے ایک راز کی بات پوچھنا ہوں پچھلے دنوں میں نے یہ خبر پڑھی تھی۔ کہ نئی دہلی میں بھارت کی دیویاں رات کو اپنے بالوں میں چھوٹے چھوٹے قمقمے لگا کر گھومتی ہیں جو بیٹری سے روشن ہوتے ہیں۔ خبر میں یہ بھی لکھا تھا کہ بعض دیویاں اپنے بلاؤزوں کے اندر بھی ایسے ... لگاتی ہیں تاکہ ان کا اندر باہر روشن رہے۔ یہ لیپ کہیں آپ ہی کی تو نہیں نکلی ہے۔ اگر تھی تو چچا جان سبحان اللہ۔ میرا خیال ہے اب آپ انہیں سفوف تیار کر کے بھیجیں جس کے کھانے سے ان کا سارا بدن روشن ہو جایا کرے۔ اور کپڑوں سے

www.taemeernews.com

باہر نکل نکل کر اشارے کیا کرے۔

پنڈت جواہر لال نہرو پرانے خیالات کے آدمی ہیں وہ اس باپو کے شاگرد ہیں جس نے نوجوانوں کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ اپنی آنکھوں پر ایسا شیڈ یا ہالا استعمال کیا کریں جو نظر بازی سے روکا کرے۔ پچھلے دنوں انہوں نے اپنی دیویوں کو یہ تلقین کی تھی کہ وہ اپنے ستر کا خیال رکھا کریں اور میک اپ سے پرہیز کیا کریں مگر ان کی کون سنے گا ــــ البتہ ہالی وڈ کی آواز سننے کے لئے یہ دیویاں ہر وقت تیار ہیں۔ آپ یہ سفوف وہاں ضرور روانہ کریں۔ پنڈت جی کا ردِّ عمل کافی پر ... ہو گا۔

میں اس لفافے میں آپ کو ایک تصویر بھیج رہا ہوں۔ یہ پاکستانی خاتون کی ہے جس نے بمبئی کی مچھیرنوں کی چولی کا سا بلاؤز پہنا ہوا ہے اس میں سے اس کے پیٹ کا تھوڑا سا نچلا حصہ جھانک رہا ہے یہ آپ کی خواتین کے ننگے پیٹوں کو ایک عدد پاکستانی گدگدی ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

آپ کا برخوردار بھتیجا

سعادت حسن منٹو

۲۱ فروری ۱۹۵۴ء

www.taemeernews.com

میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں

معزز خواتین و حضرات!

مجھ سے کہا گیا ہے کہ میں یہ بتاؤں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں۔
یہ کیونکر، میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکر کے معانی لغت میں تو یہ ملتے ہیں: کیسے اور کس طرح۔

اب آپ کو کیا بتاؤں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں۔ یہ بڑی اُلجھن کی بات ہے اگر میں، کس طرح، کو پیش نظر رکھوں تو یہ جواب دے سکتا ہوں کہ اپنے کمرے میں صوفے پر بیٹھ جاتا ہوں۔ کاغذ قلم پکڑتا ہوں اور بسم اللہ کر کے افسانہ لکھنا شروع کر دیتا ہوں۔ میری تین بچیاں شور مچا رہی ہوتی ہیں میں ان سے باتیں کرتا ہوں، ان کی باہم لڑائیوں کا فیصلہ بھی کرتا ہوں،

www.taemeernews.com

اپنے لئے سلاد بھی تیار کرتا ہوں، کوئی ملنے والا آجائے تو اس کی خاطر داری بھی کرتا ہوں۔ مگر افسانہ لکھے جاتا ہوں۔

اب 'کیسے' کا سوال آئے تو میں یہ کہوں گا کہ میں ویسے ہی افسانہ لکھتا ہوں جس طرح کھانا کھاتا ہوں، غسل کرتا ہوں، سگریٹ پیتا ہوں اور جھک مارتا ہوں۔

اگر یہ پوچھا جائے کہ میں افسانہ کیوں لکھتا ہوں تو اس کا جواب حاضر ہے۔ میں افسانہ اوّل تو اس لئے لکھتا ہوں کہ مجھے افسانہ نگاری کی شراب کی طرح لت پڑ گئی ہے۔

میں افسانہ نہ لکھوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں نے کپڑے نہیں پہنے، یا میں نے غسل نہیں کیا، یا میں نے شراب نہیں پی۔

میں افسانہ نہیں لکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ افسانہ مجھے لکھتا ہے میں بہت کم پڑھا لکھا آدمی ہوں۔ یوں تو میں نے بیس سے اوپر کتابیں لکھی ہیں لیکن مجھے بعض اوقات حیرت ہوتی ہے کہ یہ کون ہے جس نے اس قدر اچھے افسانے لکھے ہیں جن پر آئے دن مقدمے چلتے رہتے ہیں۔

جب قلم میرے ہاتھ میں نہ ہو تو میں صرف سعادت حسن ہوتا ہوں جسے اردو آتی ہے نہ فارسی، انگریزی نہ فرانسیسی۔

افسانہ میرے دماغ میں نہیں جیب میں ہوتا ہے جس کی مجھے کوئی خبر نہیں ہوتی۔ میں اپنے دماغ پر زور دیتا رہتا ہوں کہ کوئی افسانہ نکل آئے افسانہ نگار بننے کی بھی بہت کوشش کرتا ہوں۔ سگریٹ پہ سگریٹ پھونکتا

www.taemeernews.com

ہوں مگر افسانہ دماغ سے باہر نہیں نکلتا۔ آخر تھک ہار کر بانجھ عورت کی طرح لیٹ جاتا ہوں۔

اَن لکھے افسانے کے دام پیشگی وصول کر چکا ہوتا ہوں اس لئے بڑی کوفت ہوتی ہے کروٹیں بدلتا ہوں۔ اٹھ کر اپنی چڑیوں کو دانے ڈالتا ہوں بچیوں کو جھولا جھلاتا ہوں۔ گھر کا کوڑا کرکٹ صاف کرتا ہوں۔ جوتے ننھے مُنّے جوتے جو گھر میں جا بجا بکھرے ہوتے ہیں اٹھا کر ایک جگہ رکھتا ہوں۔ مگر کم بخت افسانہ جو میری جیب میں پڑا ہوتا ہے میرے ذہن میں اترتا نہیں۔ اور میں تلملاتا رہتا ہوں۔

جب بہت زیادہ کوفت ہوتی ہے تو باتھ روم میں چلا جاتا ہوں مگر وہاں سے بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

سنا ہے کہ ہر بڑا آدمی غسل خانے میں سوچتا ہے لیکن مجھے تجربے سے یہ معلوم ہوا ہے کہ میں بڑا آدمی نہیں، اس لئے کہ میں غسل خانے تک میں نہیں سوچ سکتا۔ لیکن حیرت ہے کہ پھر بھی میں پاکستان اور ہندوستان کا بہت بڑا افسانہ نگار ہوں۔

میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ یا تو میرے نقادوں کی خوش فہمی ہے، یا میں ان کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہوں، ان پر کوئی جادو کر رہا ہوں۔

معاف کیجئے گا، میں غسل خانے میں چلا گیا۔ قصہ یہ ہے کہ میں خدا کو حاضر ناظر رکھ کر کہتا ہوں کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں کہ میں افسانہ کیونکر لکھتا ہوں اور کیسے لکھتا ہوں۔

www.taemeernews.com

اکثر اوقات ایسا ہوا ہے کہ جب میں زچ بچ ہو گیا ہوں تو میری بیوی نے مجھ سے یہ کہا ہے آپ سوچئے نہیں۔ قلم اٹھائیے اور لکھنا شروع کر دیجئے۔

میں اس کے کہنے پر قلم یا پنسل اٹھاتا ہوں اور لکھنا شروع کر دیتا ہوں۔ دماغ بالکل خالی ہوتا ہے، لیکن جیب بھری ہوتی ہے خود بخود کوئی افسانہ اچھل کے باہر آجاتا ہے۔

میں خود کو اس لحاظ سے افسانہ نگار نہیں، جیب کترا سمجھتا ہوں جو اپنی جیب خود ہی کاٹتا ہے اور آپ کے حوالے کر دیتا ہے۔ مجھ ایسا بھی بیوقوف دنیا میں کوئی اور ہو گا؟

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام پانچواں خط

محترمی چچا جان!

تسلیمات۔ میں اب تک آپ کو "پیارے چچا جان" سے خطاب کرتا رہا ہوں پر اب کی دفعہ میں نے "محترمی چچا جان" لکھا ہے اس لئے کہ میں ناراض ہوں۔ ناراضی کا باعث یہ ہے کہ آپ نے مجھے میرا تحفہ (ایٹم بم) ابھی تک نہیں بھیجا۔ بتائیے یہ بھی کوئی بات ہے۔

سنا تھا کہ باپ سے زیادہ چچا بچوں سے پیار کرتا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے امریکہ میں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر وہاں بہت سی ایسی باتیں نہیں ہوتیں جو یہاں ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر یہاں آئے دن وزارتیں بدلتی ہیں۔ آپ کے یہاں ایسا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا۔ یہاں نبی پیدا ہوتے ہیں، وہاں

www.taemeernews.com

نہیں ہوتے۔ یہاں ان کے ماننے والے وزیر خارجہ بنتے ہیں اس پر ملک میں ہنگامے برپا ہوتے ہیں مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ ان ہنگاموں پر تحقیقاتی کمیشن بیٹھتی ہے اس کے اوپر کوئی اور بیٹھ جاتا ہے۔ وہاں اس قسم کی کوئی دلچسپ بات نہیں ہوتی۔

چچا جان، میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ اپنے یہاں نبی کیوں پیدا نہیں ہونے دیتے۔ خدا کی قسم ایک پیدا کر لیجئے۔ بڑی تفریح رہے گی۔ بڑھاپے میں وہ آپ کی لاٹھی کا کام دے گا۔ اس لاٹھی سے آپ امریکہ کی ساری بھینسیں ہانک سکیں گے (بھینسیں تو یقیناً آپ کے یہاں ضرور ہوں گی)۔

اگر آپ نبی پیدا کرنے سے کسی وجہ سے معذور ہوں تو مجھے حکم دیجئے میں مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سے گزارش کروں گا۔ وہ اپنا صاحبزادہ بھیج دیں گے جلدی لکھئے گا۔ ایسا نہ ہو آپ کے دشمن روس سے مانگ آجائے اور آپ منہ دیکھتے رہ جائیں۔

بات ایٹم بم کی تھی جو میں نے آپ سے تحفے کے طور پر مانگا تھا اور میں نبی اور نبی زادوں کی طرف چلا گیا —— ہاں —— کتنی معمولی بات تھی میں نے صرف ایک چھوٹا، بہت ہی چھوٹا ایٹم بم مانگا تھا۔ جس سے میں ایک ایسے آدمی کو اڑا سکتا جو مجھے اپنی گھیرے دار شلوار کے نیفے کے اندر ہاتھ ڈال کر ڈھیلا لگاتا نظر آتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میری خواہش کی شدت کو محسوس نہیں کیا، یا شاید

www.taemeernews.com

آپ ہائیڈروجن بموں کے تجربات میں مشغول تھے۔

چچا جان یہ ہائیڈروجن بم کیا بلا ہے۔ آٹھویں جماعت میں ہم نے پڑھا تھا کہ ہائیڈروجن ایک گیس ہوتی ہے ہوا سے ہلکی، آپ اس کرۂ ارض کے سینے سے کس ملک کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے ہیں روس کا؟

مگر سنا ہے وہ کم بخت نائیٹروجن بم بنا رہا ہے آٹھویں جماعت ہی میں ہم نے پڑھا تھا کہ نائٹروجن ایک گیس ہوتی ہے جس میں آدمی زندہ نہیں رہ سکتا میرا خیال کہ آپ اس کے جواب میں آکسیجن بم بنا دیں آٹھویں جماعت میں ہم نے پڑھا تھا کہ نائٹروجن اور آکسیجن گیسیں جب آپس میں ملتی ہیں تو پانی بن جاتا ہے۔ کیا ہی مزا آئے گا ادھر آپ آکسیجن بم پھینکیں گے۔ ادھر روس نائٹروجن بم۔ باقی دنیا پانی میں ڈبکیاں لگا رہی ہو گی...

خیر یہ تو مذاق کی بات تھی۔ سنا ہے آپ نے ہائیڈروجن بم صرف اس لئے بنایا ہے کہ دنیا میں مکمل امن و امان قائم ہو جائے۔ یوں تو اللہ کی اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن مجھے آپ کی بات کا یقین ہے ایک اس لئے کہ میں نے آپ کا گندم کھایا ہے اور پھر میں آپ کا بھتیجا ہوں۔ بزرگوں کی بات یوں بھی چھوٹوں کو فوراً ماننی چاہیئے لیکن میں پوچھتا ہوں اگر آپ نے دنیا میں امن و امان قائم کر دیا تو دنیا کتنی چھوٹی ہو جائے گی، میرا مطلب ہے کتنے ملک صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوں گے۔ میری بھتیجی جو اسکول میں پڑھتی ہے کل مجھ سے دنیا کا نقشہ بنانے کو کہہ

www.taemeernews.com

رہی تھی میں نے اس سے کہا۔ ابھی نہیں پہلے مجھے چچا جان سے بات کر لینے دو۔ ان سے پوچھ لوں کون سا ملک رہے گا کون سا نہیں رہے گا۔ پھر بتا دوں گا۔ خدا کے لئے روس کو سب سے پہلے اڑا دیجئے گا۔ اس سے مجھے خدا واسطے کا بیر ہے سات آٹھ دن ہوئے وہاں سے فن کاروں کا ایک وفد آیا تھا۔ خیر سگالی کرکے میرا خیال ہے اب واپس چلا گیا ہے اس وفد میں ناچنے اور گانے والیاں تھیں، جنہوں نے ناچ گا کر ہمارے سادہ لوح پاکستانیوں کا دل موہ لیا۔ اب آپ اس کے توڑ میں جب تک وہاں سے کوئی ایسا گاتا بجاتا ناچتا تھرکتا خیر سگالی وفد نہیں بھیجیں گے کام نہیں چلے گا۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ ہالی وڈ کی چند "ملین ڈالر" ٹانگوں والی لڑکیاں یہاں روانہ کر دیجئے، مگر آپ نے اپنے کم عقل بھتیجے کی اس بات پر کوئی غور نہ کیا اور ہائیڈروجن بم کے تجربوں میں مصروف رہے قبلہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

ذرا اپنے سفارت خانہ متعینہ پاکستان سے پوچھئے۔ یہاں ہر ایک کی زبان پر تمہارا خانم اور مادام عاشورہ کا نام ہے۔ یہاں کا ایک بہت بڑا اردو اخبار "زمیندار" ہے اس کے ایڈیٹر بڑے زاہد خشک قسم کے نوجوان ہیں۔ ان پر اس روسی وفد نے اتنا اثر کیا کہ نثر میں شاعری کرنے لگے ایک پیرا ملاحظہ فرمائیے۔

جب وہ گا رہی تھی تو کھچا کھچ بھرے ہوئے اوپن تھیٹر (شاید آپ کے یہاں ایسا تھیٹر نہ ہو) میں سامعین کے سانس لینے

www.taemeernews.com

کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ تھیٹر پر جھکا ہوا تاروں بھرا آسمان اور اسٹیج کے چاروں طرف ابھرے ہوئے سرسبز درخت بھی دم بخود تھے اور اس گمبھیر سناٹے میں ایک کوئل کوک رہی تھی۔ اس کی تیز، گہری اور روح کو چیر دینے والی آواز، تاریک رات کے سینے میں جا بجا آن دیکھی روشنی کے گہرے گھاؤ ڈال رہی تھی۔

پڑھ لیا آپ نے؟ —— چچا جان یہ معاملہ بہت سنگین ہے۔ ہائیڈروجن بموں کو فی الحال چھوڑیئے اور اس طرف توجہ دیجئے۔ آپ کے پاس کیا حسیناؤں کی کمی ہے چشم بددور ایک سے ایک پٹاخا سی موجود ہے لیکن میں آپ کو ایک مشورہ دوں۔ جتنی بھیجئے گا۔ سب کی ٹانگیں "ملین ڈالر" قسم کی ہوں اور ہمارے پاکستانی مردوں کو بوسہ دینے سے نہ گھبرائیں میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ نے ایک جہاز بھر کولی نوس ٹوتھ پیسٹ بھیج دی تو میں سب کے دانت صاف کرا دوں گا۔ ان کے منہ سے بو نہیں آئے گی۔

آپ میری بات مان گئے تو آپ کی سات آزادیوں کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ روس والوں کے چھکے چھوٹ جائیں گے اور تمام خانہ ادا عاشورہ ٹاپتی رہ جائے گی اور زمیندار کے ایڈیٹر کو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔ لیکن چچا جان، ایک بات سن لیجئے "اگر آپ نے الزبتھ ٹیلر کو بھیجا تو اس کے بوسے صرف میرے لیے وقف ہوں گے۔

www.taemeernews.com

ہے اس کے ہونٹ بہت پسند ہیں۔

ہاں، اس خیر سگالی وفد میں کہیں اس حبشی گوئیے پال روبسن کو شامل کیجیے گا۔ سالا (سالے کا مطلب ہے بیوی کا بھائی۔ ہم اسے گالی کے طور پر استعمال کرتے ہیں) کمیونسٹ ہے مجھے حیرت ہے آپ نے اسے ابھی تک الیسٹ افریقہ کیوں نہیں بھیجا۔ وہاں اسے بڑی آسانی سے ماؤ ماؤ کی تحریک میں ماخوذ کر کے گولی سے اڑایا جاسکتا ہے۔

میں اس خیر سگالی وفد کا بے چینی سے انتظار کروں گا اور "نوائے وقت" کے مدیر سے کہوں گا کہ وہ ابھی سے اس کا پروپیگنڈہ شروع کر دے بڑا نیک اور برخوردار قسم کا آدمی ہے۔ میری بات نہیں ٹالے گا۔ ویسے آپ اسے تحفے کے طور پر ریٹا ہیورتھ کی او ٹو گراف تصویر بھجوا دیجیے گا۔ بے چارہ اسی میں خوش ہو جائے گا۔

میں یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ جب آپ کا یہ خیر سگالی وفد لاہور میں آئے گا تو میں اسے ہیرا منڈی کی سیر کراؤں گا۔ شورش کاشمیری صاحب کو میں ساتھ لے چلوں گا کہ وہ اس علاقے کے پیر ہیں (ماحال ہی میں آپ نے اس پر ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کا عنوان "اس بازار میں" ہے — آپ اپنے سفارت خانے کو حکم دیجیے۔ وہ آپ کو اس کا ترجمہ کرا کے بھیج دے گا۔) یہاں ایک سے ایک درخشندہ و تابندہ ہیرا پڑا ہے — ہر تراش کا، ہر وزن کا۔

اب اور باتیں شروع کرتا ہوں — پاکستان کو آپ کی فوجی امداد

www.taemeernews.com

دینے کے فیصلے اور مشرق بعید کے دیگر مسائل پر بھارت اور آپ کے اختلافات پر پنڈت نہرو نے پچھلے دنوں جو زبردست نکتہ چینی کی تھی، سنا ہے اس کا یہ ردِ عمل ہوا ہے کہ آپ کے ملک کی حکمتِ عملی میں ایک نیا رجحان ترقی کر رہا ہے بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ امریکہ بھارت کو اپنے عزائم کے متعلق اطمینان دلانے کی ضرورت سے زیادہ کوشش کر رہا ہے۔

آپ کے جنوبی ایشیائی اور افریقی معاملات کے اعلیٰ افسر کیا نام ہے ان کا ہے۔ ہاں۔ مسٹر جان جونیگنز نے اپنے ایک بیان میں بھارت کے لئے اپنے ملک کے خیر سگالی جذبات کی بات کہی ہے اس کا تو یہ مطلب نکلتا ہے کہ واشنگٹن دلّی کا اعتماد حاصل کرنے کے لئے تڑپ رہا ہے۔

جہاں تک میں سمجھا ہوں پاکستان اور بھارت کو خوش رکھنے سے آپ کا واحد مقصد یہی ہے کہ جہاں کہیں بھی آزادی اور جمہوریت کا ٹمٹماتا دیا جل رہا ہے، اسے پھونک سے نہ بجھایا جائے بلکہ اس کو تیل دیا جائے۔ بلکہ تیل میں ڈبو دیا جائے تاکہ وہ پھر کبھی اپنی تشنہ لبی کا شکوہ نہ کرے۔ ہے نا چچا جان؟

آپ پاکستان کو آزاد دیکھنا چاہتے ہیں اس لئے کہ آپ کو درۂ خیبر سے بے حد پیار ہے جہاں سے حملہ آور صدیوں سے ہم پر حملہ کرتے رہے ہیں۔ اصل میں درۂ خیبر ہے بھی بہت خوب صورت چیز۔ اس سے پیاری اور خوب صورت چیز پاکستان کے پاس اور ہے بھی کیا؟

www.taemeernews.com

اور بھارت کو آپ اس لئے آزاد دیکھنا چاہتے ہیں کہ پولینڈ، چیکوسلوویکیہ اور کوریا میں روس کی جارحانہ کارروائیاں دیکھ کر آپ کو ہردم اس بات کا کھٹکا رہتا ہے کہ یہ سرخ مملکت کہیں بھارت میں بھی درانتیاں اور ہتھوڑے چلانا شروع نہ کر دے۔

ظاہر ہے کہ بھارت کی آزادی خدانخواستہ چھن گئی تو کتنا بڑا المیہ ہوگا ـــــــ اس کا تصور کرتے ہی آپ کانپ اٹھتے ہوں گے۔

آپ کی ستاروں والی اونچی ٹوپی کی قسم، آپ ایسا مخلص انسان کبھی پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ خدا آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کی سات آزادیوں کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی دے۔

یہاں ایک علاقہ ہے مغربی پنجاب، اس کے وزیر اعلیٰ ہیں فیروز خان نون (ان کی بیگم ایک انگریز خاتون ہیں) آپ نے ان کا نام تو سنا ہوگا۔ حال ہی میں آپ نے اپنے دولت کدے پر (جو پنچولی فلم اسٹڈیو کے آگے ہے) ایک کانفرنس بلائی۔ اس میں آپ نے مسلم لیگ (جسے مشرقی پاکستان میں شکست فاش ہوئی ہے) کے کارکنوں کو مشورہ دیا۔ کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں اشتراکیوں (سرخوں) کے مقابلے کے لئے جدوجہد کریں۔

دیکھئے چچا جان آپ فوراً فیروز خان نون صاحب کا شکریہ ادا کیجئے اور خیر سگالی طور پر ان کی بیگم صاحبہ کے لئے ہالی وڈ کے سِلے ہوئے دو تین ہزار فراک بھیج دیجئے ـــــــ کہیں آپ نے بھیج تو نہیں

www.taemeernews.com

دیئے۔ میں بھول گیا تھا۔ کیونکہ اب وہ ساڑھی پہنتی ہیں۔

بہرحال نون صاحب کا اشتراکیت دشمن ہونا بڑی نیک فال ہے کیونکہ کامریڈ فیروزالدین منصور پھر جیل میں ہوگا۔ مجھے اس کا ہر وقت دمے کے مرض میں گرفتار رہنا ایک آنکھ نہیں بھاتا۔

اب میں آپ کو ایک بڑا اچھا مشورہ دیتا ہوں۔ ہماری حکومت نے حال ہی میں کامریڈ سبط حسن کو جیل سے رہا کیا ہے۔ آپ اس کو اغوا کرکے لے جائیے۔ میرا دوست ہے، لیکن مجھے ڈر لگتا ہے کہ وہ اپنی پیاری پیاری نرم نرم باتوں سے ایک روز مجھے ضرور کمیونسٹ بنا لے گا یوں تو میں اتنا ڈرپوک نہیں۔ کمیونسٹ ہو بھی جاؤں تو میرا کیا بگڑ جائے گا۔ مگر آپ کی عزت پر حرف آنے کا خیال ہے لوگ کیا کہیں گے کہ آپ کا بھتیجا ایسے بڑے دلدل میں جا دھنسا۔ میری اس برخورداری پر ایک شاباش تو بھیجیے۔

اب میں احوال روزگار کی طرف آتا ہوں۔ چچا جان آپ کی ریش مبارک کی قسم۔ دن بہت بُرے گزر رہے ہیں۔ اتنے بُرے گزر رہے ہیں کہ اچھے دنوں کے لیے دعا مانگنا بھی بھول گیا ہوں۔ یہ سمجھیے کہ بدن پر لتے جھولنے کا زمانہ آگیا ہے کپڑا اتنا مہنگا ہوگیا ہے کہ جو غریب ہیں ان کو مرنے پر کفن بھی نہیں ملتا، جو زندہ ہیں وہ تار تار لباس میں نظر آتے ہیں۔ میں نے تو تنگ آکر سوچا ہے کہ ایک "ننگا کلب" کھول دوں، لیکن سوچتا ہوں ننگے کھائیں گے کیا۔ ایک دوسرے

www.taemeernews.com

کا ننگ ہے۔ مگر وہ بھی اتنا کر یہہ ہو گا کہ نگاہیں لقمہ اٹھاتے ہی وہیں رکھ دیں گے۔

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے کوئی ننگی سی ننگی ہے کوئی ترشی سی ترشی ہے لیکن چچا جان داد دیجئے ؎

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

لیکن چھوڑیئے اس قصے کو، آپ خوش گلو، خوش اندام اور خوش خرام حسینوں کا وہ خیر سگالی وفد بھیج دیجئے۔ ہم اس غربت میں بھی اپنا جی "پشوری" کریں گے۔ فی الحال آپ لنہ ٹرنہ ٹیلر کے ہونٹوں کا ایک پرنٹ بھیج دیجئے۔ خدا آپ کو خوش رکھے۔

آپ کا تابعدار بھتیجا
سعادت حسن منٹو
۳۱ لکشمی مینشنز ہال روڈ
لاہور

www.taemeernews.com

دو گڑھے

مجھے آپ افسانہ نگار کی حیثیت سے جانتے ہیں اور علالتیں ایک نحش نگار کی حیثیت سے حکومت مجھے کبھی کمیونسٹ کہتی ہے اور کبھی ملک کا بہت بڑا ادیب کبھی میرے لئے روزی کے دروازے بند کئے جاتے ہیں ۔ کبھی کھولے جاتے ہیں، کبھی مجھے غیر ضروری انسان قرار دے کر "مکان باہر" کا حکم دیا جاتا ہے، کبھی موج میں آکر یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ نہیں تم "مکان اندر" رہ سکتے ہو۔ میں پہلے بھی سوچتا تھا، اب بھی سوچتا ہوں کہ میں کیا ہوں اس ملک میں جسے دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہا جاتا ہے، میرا کیا مقام ہے میرا کیا مصرف ہے۔

آپ اسے افسانہ کہہ لیجئے، مگر میرے لئے یہ ایک تلخ حقیقت

www.taemeernews.com

ہے۔ کہ میں ابھی تک خود کو اپنے ملک میں جسے پاکستان کہتے ہیں اور جو مجھے بہت عزیز ہے اپنا صحیح مقام تلاش نہیں کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ میری روح بے چین رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں کبھی پاگل خانے میں اور کبھی ہسپتال میں ہوتا ہوں۔

میں کچھ بھی ہوں، بہرحال مجھے اتنا یقین ہے کہ میں انسان ہوں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مجھ میں برائیاں بھی ہیں اور اچھائیاں بھی۔ میں سچ بولتا ہوں۔ لیکن بعض اوقات جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ نمازیں نہیں پڑھتا۔ لیکن سجدے میں نے کئی دفعہ کئے ہیں۔ کسی زخمی کتے کو دیکھ لوں تو گھنٹوں میری طبیعت خراب رہتی ہے لیکن مجھے ابھی تک اتنی توفیق نہیں ہوئی کہ میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آؤں اور اس کا علاج معالجہ کروں، کسی دوست کو مالی مشکلات میں گرفتار دیکھتا ہوں تو میرے دل کو بہت دکھ ہوتا ہے۔ لیکن میں نے اکثر ایسے موقعوں پر اس دوست کی مالی امداد نہیں کی، اس لئے کہ مجھے شراب خریدنا ہوتی تھی، مجھے کسی اپاہج لڑکی سے ملنے کا اتفاق ہوا تو میرے دل و دماغ میں طوفان برپا ہو جاتا ہے میں اپاہج بن کر اس کی جگہ اختیار کر کے گھنٹوں سوچتا ہوں اس کی زندگی کے المیہ کے متعلق غور و فکر کرتا ہوں۔ پھر معاً تہیہ کرتا ہوں کہ میں اس سے شادی کروں گا۔ مگر یہ تہیہ فوراً غائب ہو جاتا ہے جب میں اس کا ذکر اپنی بیوی سے کرتا ہوں۔

www.taemeernews.com

☆ میں افسانہ نگار ہوں۔ میرے تخیلات کی پرواز بہت اونچی ہے لیکن افسوس ہے کہ اونچا اڑ کر پھر ایسا گرتا ہوں کہ پاتال کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچ جاتا ہوں اور وہاں اوندھے منہ پڑا سوچتا ہوں کہ جب گرنا ہی تھا، تو اڑنے کا تکلف کیوں کیا۔ لیکن شاید چھوٹے چھوٹے حادثے جو ہم چھوٹے بندوں کی لغزشوں کے باعث ظہور پذیر ہوتے ہیں مجھے بے حد متاثر کرتے ہیں۔ میں کیلے یا خربوزے کے چھلکے کبھی برداشت نہیں کر سکتا جو سڑک پر پڑے ہوتے ہیں۔ مجھے ان لوگوں کی کم عقلی پر رونا آتا ہے جن سے یہ بے پروائی سرزد ہوتی ہے۔

مجھے پھر رونا آتا ہے، جب میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اپنے گھر کے چوہے پکڑتے ہیں اور دوسرے محلے میں چھوڑ آتے ہیں اپنے گھر کا کوڑا کرکٹ نکالتے ہیں اور جھاڑو سے اپنے ہمسائے کے دروازے کے ساتھ لگا دیتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ یہ سب حماقتیں تعلیم کی کمی کی وجہ سے ہیں جب متفقہ طور پر یہ بات تسلیم کر لی گئی ہے تو پھر یہ کیا حماقت ہے کہ تعلیم عام نہیں کی جاتی کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں عوام کو تعلیم دینے کا کام ہے خود تعلیم یافتہ نہیں۔

میں جھنجھلا جھنجھلا جاتا ہوں، جب میں سوچتا ہوں کہ ہمارے حکام بڑے درجے کے غافل ہیں۔ ایک شخص وزیر بنتا ہے تو اس کے گھر کی طرف جو سڑک جاتی ہے اس پر ہر روز چھڑکاؤ

www.taemeernews.com

شروع ہو جاتا ہے اس کی صفائی کا خیال ہر وارونے کو رکھنا پڑتا ہے لیکن وہ مقامات جہاں صفائی اور چھڑکاؤ کی اشد ضرورت ہے ان کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا۔

ایک وزیر کا حلق گرد و غبار کے باعث خراب ہو جائے یا دوسرے وزیر کو مچھر کاٹ لے، اس سے کیا ہوتا ہے وہ سینکڑوں اور ہزاروں بچے جو گندی موریوں کی تعفن آمیز فضا میں رہتے ہیں وہ ان وزیروں سے کہیں زیادہ اہم ہیں ـــــ کیونکہ یہی وہ مخلوق ہے جو جنگ کے میدانوں میں اپنے سینے پر گولیاں کھاتی ہے اور فتح و شکست کا فیصلہ کرتی ہے۔

یہ باتیں اتنی واضح اور صاف ہیں کہ ہر شخص جانتا ہے حتیٰ کہ ہمارے حکام بھی، پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ افراط و تفریط کیوں ہر جگہ مسلط نظر آتی ہے میں تو بعض اوقات ایسا محسوس کرتا ہوں کہ حکومت اور رعایا کا رشتہ روٹھے ہوئے خاوند اور بیوی کا رشتہ ہے بظاہر ہے لیکن درحقیقت کچھ بھی نہیں۔

مجھے بحیثیت افسانہ نگار یہ رشتہ بہت دلچسپ معلوم ہوتا ہے اگر آپ بھی تھوڑی دیر کے لیئے غور کریں تو بے شمار دلچسپیاں آپ کو اس میں مل جائیں گی۔ بیوی اپنی من مانی کرتی ہے۔ شوہر اپنی من مانی۔ دونوں حقوق زوجیت ادا نہیں کرتے لیکن اسکے باوجود زن و شوہر ہیں۔ آپس میں نکمی باتوں پر جھگڑے ہوتے ہیں

www.taemeernews.com

شریک دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں مگران کا رشتہ جوں کا توں بودار رہتا ہے۔

حکومت اور رعایا کے باہمی اختلاط سے (جبری اختلاط کہنا صحیح ہوگا) بچے پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن بڑے سیفٹی ایکٹ اور آرڈی ننس قسم کے جن کی شکل وشباہت حکومت سے ملتی ہے نہ رعایا سے میں ان کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ سوائے اس کے کہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔

میری سمجھ سے بہت سی چیزیں بالاتر ہیں۔ میں امریکہ کی زرپرستانہ ملک گیری کی ہوس سمجھ سکتا ہوں۔ مجھے روس کے ہتھوڑے اور اس کی درانتی کے نشان کا اصل مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے لیکن یہاں میرے ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے میرے فہم وادراک سے بالاتر ہے ہوسکتا ہے کہ جو کچھ آج میری نظروں کے سامنے ہو رہا ہے بہت اونچا ہے لیکن یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بہت نیچا ہو۔ بہرحال مجھے اس بات کا ہمیشہ افسوس رہے گا کہ مجھے سمجھانے والا کوئی نہیں ملا۔

امریکہ سے جو فوجی امداد لینے کا معاہدہ ہو رہا ہے اس کو ایک افسانہ نگار کیا سمجھے گا۔ ترکی سے پاکستان کا جو معاہدہ ہوا ہے اس پر ایک کہانی لکھنے والا کیا تبصرہ کرسکتا ہے وہ یہ بھی نہیں پوچھ سکتا کہ لیاقت علی خاں کے قتل کی تفتیش کا کیا حشر ہوا اس کو یہ سوال کرنے کی بھی جرأت نہیں ہوسکتی، کہ لیاقت علی

www.taemeernews.com

خاں کے قاتل کو کیا سزا ہوئی کہ آخر وہ بھی انسان تھا جو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ لیکن وہ یہ تو پوچھ سکتا ہے کہ وہ دو گڑھے جو تار گھر کے اس طرف چوک میں میکلوڈ روڈ کی طرف جانے والی سڑک کے آغاز پر کھدے ہوئے تھے ان کا کیا مطلب تھا۔

یہ گڑھے شاید اب پر کر دیئے گئے ہیں۔ لیکن وہ ٹرک ابھی تک وہاں کھڑا ہے جو ان کا شکار ہوا تھا۔ معلوم نہیں یہ کب تک شکستہ حالت میں کھڑا رہے گا۔ اور میری طرح سوال کرتا رہے گا کہ دو گڑھے جو اس کی شکست و ریخت کا باعث ہوئے ان کا مطلب کیا تھا۔

اگر یہ گڑھے صرف اس لئے کھودے گئے تھے کہ رات کی ناکافی روشنی میں ٹانگے ان میں گریں۔ گھوڑے مریں یا لولے لنگڑے ہوں، سائیکل سوار اپنی ہڈی پسلی تڑوائیں، کوئی موٹر سائیکل پر فلمی گیت کی دھن الاپتا ہوا آئے اور ایسی پٹخنی کھائے کہ اسے ثریا ہی نظر آجائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ پبلک کو ایسے تفریح کے مواقع بہم پہنچانے کا کام کبھی کبھی کارپوریشن کو کرنا ہی چاہیئے۔ لیکن مجھے یہ جھنجھلاہٹ ہوتی ہے کہ اگر میں یہ کہوں گا کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تو حکومت مجھے دھر لے گی۔ اور یہ الزام لگائے گی، کہ تمہیں کیوں اعتراض نہیں ہے جب کہ ہمیں ہے۔

سچ پوچھیئے تو آج کل اعتراض کرنے کا زمانہ ہی نہیں، سگریٹ

www.taemeernews.com

بلیک میں مل رہے ہیں، آپ اعتراض کریں تو اس سے کچھ حاصل وصول نہیں ہوگا۔ چھوٹے دوکاندار آپ سے یہ رونا روئیں گے کہ صاحب جن کو کوٹہ ملتا ہے۔ ہم ان سے خریدتے ہیں۔ دس آنے کی ڈبیا، گیارہ آنے میں ملتی ہے۔ ہم اگر دو پیسے یا ایک آنہ منافع لیتے ہیں تو بتایئے یہ کیا جرم ہے؟

آٹے دال کا بھاؤ دیکھئے تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجاتا ہے دم مارنے کی مجال نہیں لیکن پھر بھی آدمی سوچتا ہے کہ آخر سگرٹوں کی بلیک کیوں ہو رہی ہے۔ جسے سول ایجنٹ کہتے ہیں اس سے یہ سوال کیوں نہیں کیا جاتا آخر یہ سگریٹ اسی کے ذریعے آتے ہیں کیا اسے کمپنی کو زیادہ دام دینے پڑتے ہیں؟ کیا کمپنی کسی وجہ سے ضرورت سے بہت کم سگریٹ مہیا کر رہی ہے۔ بہرحال یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ دریافت کرے کہ سول ایجنٹ یا کمپنی کو کیا تکلیف ہے تاکہ اس کے ازالے کے لئے کوئی ترکیب سوچی جاسکے مگر مصیبت یہ ہے کہ حکومت خود بہت سی تکلیفوں کا شکار ہے۔

یوں تو ہمارے اردگرد بے شمار گڑھے ہیں جن کو پُر کرنے کے لیئے عمرِ خضر درکار ہے لیکن میں ان دو گڑھوں کی بات کر رہا تھا۔ جو تارگھر کے اس طرف اس سڑک کے آغاز پر کھودے گئے تھے یا خود بخود کھد گئے۔ جو رات کی نیم تاریکی میں کارپوریشن لوگوں کی نگاہوں سے چھپائے رکھتی تھی۔

www.taemeernews.com

پاکستان میں اپنا صحیح مقام میں ابھی تک معلوم نہیں کرسکا۔ لیکن بزعم خود یہ سمجھتا ہوں کہ میری شخصیت بہت بڑی ہے۔ اردو ادب میں میرا نام بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے (یہ خوش فہمی نہ ہو تو زندگی اور بھی اجیرن ہو جائے) اسی لئے چند روز پہلے مجھے ان گڑھوں کی اہمیت معلوم ہوئی، جو بظاہر غیر ضروری معلوم ہوتے تھے لیکن درحقیقت بہت ضروری تھے۔

غیر ضروری اس لئے تھے کہ ان کے بغیر بھی لوگ زخمی ہو سکتے تھے، یہ نہ ہوتے جب بھی یہاں شکست و ریخت کا سلسلہ جاری رہتا، ضروری اس لئے تھے کہ ان کی موجودگی سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ کارپوریشن کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے۔

عرصہ ہوا مجھے محکمہ آبادکاری کی طرف سے یہ نوٹس موصول ہوا تھا کہ تم غیر ضروری آدمی ہو اس لئے وہ مکان جو تمہیں الاٹ کیا گیا ہے خالی کر دو میرا خیال ہے کہ یہ نوٹس بالکل غیر ضروری تھا۔ اس لئے کہ جب تک سڑکوں پر غیر محفوظ گڑھے موجود ہیں، غیر ضروری انسانوں کو انخلا کا حکم دینے کا سوال بہت مضحکہ خیز ہے

چند روز ہوئے میں نے ٹی ہاؤس سے نکل کر تانگہ لیا۔ ڈاکخانہ کے پاس پہنچا تو مجھے خیال آیا کہ میکلوڈ روڈ کی طرف سے بیڈن روڈ چلنا چاہیئے کہ راستے میں پھلوں کی دکان آتی ہے جہاں سے میں عموماً اپنی بچیوں کے لئے ملٹے وغیرہ لیا کرتا ہوں۔

www.taemeernews.com

ٹانگے نے جب تارگھر کے اس طرف میکلوڈ روڈ کا رُخ کیا تو رات کے دھندلکے میں دفعتاً مجھے دو بڑے بھیانک گڑھے نظر آئے، مجھے حیرت ہے یہ کیسے دکھائی دیئے اس لئے کہ مجھے اندھراتا کا مرض ہے مجھے رات کے اندھیرے میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ میں ایک دم چلایا۔ کوچوان نے میری چیخ سن کر باگیں کھینچیں۔ گھوڑا کچھ اس طرح رکا کہ ٹانگہ دو گز پیچھے چلا گیا۔

اگر گھوڑے کا قدم ایک فٹ آگے بڑھ جاتا۔ تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔ ٹانگے والے نے مجھے ہزار ہزار دعائیں دیں کہ اس کا گھوڑا اپاہج ہونے سے بچ گیا اس لئے کہ سو قدم کے فاصلے پر ایک شکستہ ٹانگہ پڑا تھا جس کا گھوڑا زخمی حالت میں کراہ رہا تھا۔

میں سوچ رہا تھا کہ پاکستان کا سب سے بڑا افسانہ نگار بچ گیا۔ اس وقت مجھے قوم کے نقصان کا خیال تھا۔ یہ احساس مطلق نہیں تھا کہ میری بیوی ہے میری تین بچیاں ہیں مجھے اس وقت صرف یہ خیال تھا کہ میں قوم کا سرمایہ ہوں جو تباہ و برباد ہونے سے بچ گیا ہے حالاں کہ یہ حقیقت ہے کہ میری موت ایک غیر ضروری انسان کی موت ہوتی۔ چند عزیزوں اور دوستوں کی آنکھیں ضرور نمناک ہوتیں۔ مگر اس ملک کی ایک آنکھ بھی آنسو سے بھر نہ آتی جس کا سرمایہ میں خود کو سمجھتا ہوں۔

میں اس معاملے میں بہت بڑا چغد ہوں۔ لیکن اس خیال

www.taemeernews.com

سے تھوڑی سی ڈھارس ہوتی ہے کہ چند ہونا ہی انسانیت کی نشانی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

یہ میری حماقت تھی کہ میں نے ان دو گڑھوں کو صرف اپنی ذات اقدس سے منسوب کر لیا۔ ورنہ ان میں ہر انسان کی لاش سما سکتی تھی۔ خواہ اس کا نام سعادت حسن منٹو ہوتا یا کچھ اور۔

یوں تو بہت سی باتیں سمجھ میں نہیں آتیں لیکن یہ بات تو بہت ہی زیادہ سمجھ میں نہیں آئی کہ نالہ گھر کے اس طرف یہاں دو گڑھے کھودے گئے تھے یا خود بخود کھد گئے تھے۔ وہاں کوئی ایسا نشان کیوں نصب نہیں کر دیا گیا تھا جو لوگوں کو بتاتا کہ دیکھو اگر تمہیں زخمی ہونا یا مرنا بہت ضروری ہے تو بصد شوق آؤ جملہ سامان موجود ہے۔ لیکن اگر معاملہ اس کے برعکس ہے تو یہاں سے دور رہو۔ اگر خدا کو تمہاری موت منظور ہے تو وہ تمہیں سیدھی اور صاف سڑک پر بھی عزرائیل کے سپرد کر دے گا۔

سنا ہے دوسرے ملکوں میں یہ رواج ہے کہ اگر سڑک پر کوئی اس قسم کی ستم ظریفی واقع ہو تو حکام اس مخدوش جگہ کے ارد گرد رسہ تان دیتے ہیں۔ یا کوئی ایسا نشان لگا دیتے ہیں جس سے لوگ خبردار رہیں رات کو سرخ لالٹین رکھ دی جاتی ہے تاکہ آنے جانے والے خطرے سے آگاہ رہیں۔

یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہماری کارپوریشن ایسی معمولی سی بات نہیں

www.taemeernews.com

جانتی اگر اس نے تار گھر کے اس طرف دو عمیق گڑھوں کو مخدوش قرار نہیں دیا تو اس میں ضرور کوئی مصلحت ہوگی۔ وہ شخص جو محض ایک افسانہ نگار ہے وہ اسے کیوں کر سمجھ سکتا ہے لیکن اسے اپنی ہیچمدانی کا اعتراف کرتے ہوئے اتنا پوچھنے کا حق تو ضرور ہے کہ وہ مصلحت کیا تھی؟ اور کچھ نہیں تو اسے ایک اور افسانہ لکھنے کا مواد حاصل ہو سکے۔

تار گھر کے اس طرف جہاں آج سے کچھ دن پہلے دو گڑھے کھودے گئے تھے۔ یا خود بخود کھُد گئے تھے، ایک شکستہ ٹرک تین پہیوں اور بہت سی اینٹوں کے سہارے کھڑا ہے معلوم نہیں وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے یا کارپوریشن سے میں تو اس کی بے زبانی کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں۔ لیکن کارپوریشن جو بہت بڑی ڈرامہ نگار ہے۔ اور اپنے وقت کی آغا حشر ہے اس کی بے زبانی سمجھ لے گی؟ میں اس کے متعلق کچھ کہہ نہیں سکتا۔

میری رائے ہے کہ ہماری صوبائی حکومت کو فوراً ایک تحقیقاتی کمیشن ان دو مبینہ گڑھوں کے اوپر بٹھا دینی چاہیئے جب تک یہ کمیشن اپنی رپورٹ کے کاغذوں سے ان کو پر کرے گی اور کئی گڑھے کھُد جائیں گے یا کھود لئے جائیں گے تاکہ ایسی دوسری کمیشنوں کے لئے جگہ پیدا ہو سکے۔

تار گھر کے اس طرف کے دو گڑھے زندہ باد! اور اس طرف کے وہ گھوڑے اور انسان مردہ باد جو ان میں گر کر نہ مر سکے۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام چھٹا خط

چچا جان

آداب و تسلیمات

یہ میرا چھٹا خط تھا۔ میں نے خود پوسٹ کرایا تھا۔
حیرت ہے کہاں گم ہو گیا۔

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام ساتواں خط

چچا جان!

آداب و تسلیمات ـــــ معاف کیجئے گا۔ میں اس وقت عجیب مخمصے میں گرفتار ہوں۔ میرے پچھلے خط کی رسید مجھے ابھی تک نہیں ملی کیا وجہ ہے؟ ـــــ یہ میرا چھٹا خط تھا۔ میں نے خود پوسٹ کرایا تھا۔ حیرت ہے کہاں گم ہو گیا۔

یہ درست ہے کہ ہمارے یہاں بعض اوقات اگر لاہور سے شیخوپورہ کوئی خط بھیجا جائے۔ تو ڈھائی تین سال کے عرصے میں پہنچتا ہے اور یہ محض چھیڑ خوباں سے چلی جائے ''رہ''کے طور پر دانستہ کیا جاتا ہے اس لئے کہ ہم پاکستانی شاعر مزاج لوگ ہیں۔ لیکن آپ کے

www.taemeernews.com

ساتھ ایسی دل لگی کا خیال بھی ہمارے ڈاک خانے کے محکمے کو کبھی آ نہیں سکتا۔ اس لیۓ کہ وہ سب کا سب آپ کا مفت بھیجا ہوا گندم کھا چکا ہے۔

جہاں تک میں سمجھتا ہوں ساری کارستانی روس کی ہے اور اس میں بھارت کا بھی ہاتھ ہے۔ پچھلے دنوں لکھنؤ میں آپ کے اس برخوردار بھتیجے پر ایک "سمپوزیم" ہوا تھا اس میں کسی نے کہا کہ میں آپ کے امریکہ کے لیۓ اپنے پاکستان میں زمین ہموار کر رہا ہوں۔

کتنی بچی بات ہے ابھی تک آپ نے بل ڈوزر تو بھیجے نہیں اور یہ ساری دنیا جانتی ہے۔ میں بھارت کے اس عقل کے اندھے سے پوچھتا ہوں کہ میں امریکہ کے لیۓ پاکستان میں زمین کس چیز سے ہموار کر رہا ہوں؟ — اپنے سر سے۔

میری باتیں بہت دیر کے بعد آپ کی سمجھ میں آتی ہیں۔ صرف اس لیۓ کہ آپ ہائیڈروجن بموں کے تجربات میں مصروف ہیں آپ کو دین کا ہوش ہے نہ دنیا کا۔ قبلہ ان بموں کو چھوڑیئے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ میرا چھٹا خط کمیونسٹ بالا بالا لے اڑیں۔

میرے بس میں ہوتا تو میں ان شرارت پسندوں کے ایسے کان اینٹھتا کہ بلبلا اٹھتے، مگر مصیبت یہ ہے کہ میں نے اب میں آپ کو کیا بتاؤں۔ یہاں کے سارے بڑے بڑے کمیونسٹ میرے دوست ہیں۔ مثال کے طور پر احمد ندیم قاسمی، سبط حسن، عبداللہ ملک

www.taemeernews.com

دعا حالانکہ مجھے اس سے نفرت ہے، بڑا گھٹیا قسم کا کمیونسٹ ہے) فیروزالدین منصور، احمد راہی، حمید اختر، نازش کاشمیری اور پروفیسر صفدر۔

چچا جان میں ان لوگوں کے سامنے چوں نہیں کر سکتا، اس لئے کہ میں ان سے آئے دن قرض لیتا رہتا ہوں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مقروض قرض خواہ کے سامنے کچھ بول نہیں سکتا۔ آپ نے مجھے قرض تو کبھی نہیں دیا البتہ شروع شروع میں جب میں نے آپ کو پہلا خط لکھا تھا تو اس سے متاثر ہو کر آپ نے خیر سگالی طور پر مجھے مالی امداد بھیجی تھی۔ یعنی تین سو روپے دیئے تھے۔ اور میں نے آپ کے اس جذبے سے متاثر ہو کر دل میں یہ عہد کر لیا تھا کہ عمر بھر آپ کا ساتھ دوں گا۔ مگر آپ نے میرے اس جذبے کی داد نہ دی اور مالی امداد کا سلسلہ بند کر دیا۔

پیارے چچا جان۔ مجھے بتایئے کہ مجھ سے کون سا گناہ سرزد ہوا ہے کہ آپ مجھے سزا دے رہے ہیں۔ لاہور میں جو آپ کا دفتر ہے۔ اس کے چپڑاسی بھی مجھ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔ دو تین جونیئر افسر جو میرے پاکستانی بھائی ہیں ان میں آپ نے ایسے سرخاب کے پر لگا دیئے ہیں کہ وہ میرا نام سنتے ہی مجھے گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔

آخر میرا قصور؟ ــــ میں نے اگر خلوص نیتی سے تسلیم کیا کہ آپ نے میری مالی امداد کی ہے تو اس میں انہوں نے کیا قباحت دیکھی۔ بھارت کو آپ کروڑوں ڈالر دے چکے ہیں وہ تسلیم کرتا ہے۔ میرے پاکستان کو آپ نے مفت گندم بھیجا۔ یہ غریب بھی تسلیم کرتا ہے۔ کراچی میں ہم لوگوں

www.taemeernews.com

نے اونٹوں کا جلوس نکالا اور باقاعدہ اشتہار بازی کی کہ آپ نے ہم پر بہت بڑا کرم کیا ہے یہ جدا بات ہے کہ آپ کا بھیجا ہوا گندم ہضم کرنے کے لیئے ہمیں اپنے معدے امریکیا سے پڑے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ بھارت کو اربوں ڈالر قرض دے رہے ہیں۔ پاکستان کو فوجی امداد دینے کا بھی آپ نے وعدہ کیا ہے، لیکن میرا وظیفہ کیوں نہیں لگا دیتے۔ لوگ کیا کہیں گے کہ پاکستان کے اتنے بڑے افسانہ نگار کو صرف تین سو روپیاں دے کر آپ نے ہاتھ روک لیا۔ یہ میری ہتک ہے اور آپ کی بھی۔ اگر آپ وظیفہ نہیں دینا چاہتے تو نہ دیں۔ قرض میں کیا مضائقہ ہے ازراہِ کرم فوراً ایک لاکھ ڈالر مجھے قرض دے ڈالیئے تاکہ میں اطمینان کے دو سانس لے سکوں۔

آغا خان کو تو آپ جانتے ہی ہوں گے کیونکہ وہ بھی بہت بڑا سرمایہ دار ہے اس کی خال ہی میں پلیٹنم جبلی منائی گئی تھی۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میری بھی ایک جبلی ہو جائے۔ آپ میرے پیارے پیارے، بہت ہی پیارے چچا ہیں۔ آپ سے چونچلے نہ بگھاروں تو کیا اپنے ملک کے وزیر اعظم محمد علی صاحب سے بگھاروں گا۔ خدا کے لئے میری ایک جبلی کر ڈالیئے تاکہ قبر میں میری روح بے چین نہ رہے۔

پاکستان — میرا پاکستان اپنے فن کاروں کی قدردانی میں غافل نہیں۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ مجھ سے جو زیادہ حقدار ہیں ان کی فہرست بہت لمبی ہے پچھلے دنوں میری حکومت نے خان بہادر محمد عبدالرحمان

www.taemeernews.com

چغتائیؒ کے لئے پانچ سو روپے ماہوار تا حیات کا وظیفہ مقرر کیا۔ خان بہادر صاحب اللہ کے فضل سے صاحب جائیداد ہیں اس لئے وہ مجھ سے کہیں زیادہ مستحق تھے۔ اس کے بعد خان بہادر ابوالاثر حفیظ جالندھری صاحب کے لئے بھی تا حیات اتنا ہی وظیفہ منظور کیا گیا۔ اس لئے کہ وہ بھی صاحبِ ثروت ہیں۔

میری باری خدا معلوم کب آئے گی، اس لئے کہ میں الاٹ شدہ مکان میں رہتا ہوں جس کا کرایہ بھی میں ادا نہیں کرسکتا۔

بہت سے مستحق اصحاب پڑے ہیں۔ مثال کے طور پر میاں بشیر احمد بی۔اے، آکسن مدیر ماہنامہ "ہمایوں" (سابق سفیر ترکی) سید امتیاز علی تاج، مسٹر اکرام پی سی ایس، فضل احمد کریم فضلی وغیرہ وغیرہ ان کا نمبر پہلے آتا ہے۔ اس لئے کہ ان کو کسی وظیفے کی احتیاج نہیں۔ لیکن میری حکومت کا دل صاف ہے وہ خدمات دیکھتی ہے دولت نہیں دیکھتی۔

ویسے میں نے کون سا اتنا بڑا کام کیا ہے جو ان لوگوں کو چھوڑ کر میری حکومت اپنی توجہ میری طرف منعطف کرے اور ایمان کی بات تو یہ ہے کہ میں صرف اس بل بوتے پر کہ میں آپ کا بھتیجا ہوں آپ سے درخواست کر رہا ہوں کہ میری کوئی جبلی کر ڈالئے۔

میری زندگی کے دن بہت کم ہیں۔ آپ کو دکھ تو ہوگا مگر میں

www.taemeernews.com

کیا کہوں اس اختصار کا باعث آپ کی ذاتِ شریف ہے اگر آپ کو میری صحت کا خیال ہوتا تو آپ اور کچھ نہیں تو کم از کم وہاں سے لز بتھ ٹیلر ہی کو میرے پاس، بھیج دیجئے کہ وہ میری تیمارداری کرتی۔ معلوم نہیں۔ آپ کیوں اتنی غفلت برت رہے ہیں کیا آپ میری موت چاہتے ہیں ؟۔ یا کوئی اور بات ہے جسے آپ نے راز بنا کے رکھ چھوڑا ہے ؟

مگر یہ راز اب راز نہیں رہا کہ میرے ملک پاکستان میں کمیونزم بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ میں آپ سے کیا چھپاؤں بعض اوقات میرا بھی جی چاہتا ہے کہ سرخ پر لگا کر سرخابن جاؤں اب آپ ہی فرمائیے یہ کتنی خطرناک خواہش ہے اسی لئے میرے بزرگوار میں نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ روسیوں کے ثقافتی دور کے توڑ میں وہاں سے اپنی "پن اپ گرلز" کا ایک خیرسگالی وفد روانہ کر دیجئے۔ ساون کے دن آنے والے ہیں۔ اس موسم میں ہم لوگ بڑے رومانٹک ہو جاتے ہیں میرا خیال ہے اگر آپ کا ارسال کردہ وفد اس موسم میں آئے تو بہت اچھا رہے گا۔ اس کا نام برشگالی وفد رکھ دیجئے گا۔

چچا جان۔ میں نے ایک بڑی تشویشناک خبر سنی ہے کہ آپ کے یہاں تجارت اور صنعت بڑے نازک دور سے گزر رہی ہے آپ تو ماشاءاللہ عقل مند ہیں، لیکن ایک بے وقوف کی بات

www.taemeernews.com

بھی سن لیجئے۔ یہ تجارتی اور صنعتی بحران صرف اس لئے پیدا ہوا ہے
کہ آپ نے کوریا کی جنگ بند کردی ہے یہ بہت بڑی غلطی تھی۔
اب آپ ہی سوچئے کہ آپ کے ٹینکوں، بم بار ہوائی جہازوں، توپوں
اور بندوقوں کی کھپت کہاں ہوگی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عالمی رائے عامہ کی شدید مخالفت
کی بنا پر آپ کو جنگ بند کرنا پڑی ہے۔ لیکن عالمی رائے عامہ
آپ کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ میرا مطلب ہے سارا عالم
آپ کے ایک ہائیڈروجن بم کا کیا مقابلہ کر سکتا ہے کوریا
کی جنگ آپ نے بند کر دی۔ ہے۔ یہ بہت بڑی غلطی ہے خیر اس کو
چھوڑیئے۔ آپ ہندوستان اور پاکستان میں جنگ شروع کرا
دیجئے۔ کوریا کی جنگ کے فائدے اس جنگ کے فائدوں کے
سامنے ماند نہ پڑ گئے تو منٹو آپ کا بھتیجا نہیں۔

ذرا سوچئے۔ یہ جنگ کتنی منفعت بخش تجارت ہوگی۔
آپ کے تمام اسلحہ ساز کارخانے ڈبل شفٹوں پر کام کرنے لگیں
گے۔ بھارت بھی آپ سے ہتھیار خریدے گا اور پاکستان بھی۔
آپ کی پانچوں گھی میں ہوں گی، اور سر کڑاہے میں۔

ویسے آپ ہند چینی میں جنگ جاری رکھئے۔ لوگوں کو تلقین کرتے
رہیئے کہ یہ بڑا نیک کام ہے۔ فرانسیسی عوام اور فرانسیسی حکومت جائے
جہنم میں، وہ اس جنگ کے خلاف ہے تو ہوا کرے، ہمیں کوئی

www.taemeernews.com

پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ آخر ہمارا مقصد تو دنیا میں امن وامان قائم کرنا ہے کیوں چچا جان؟

مجھے آپ کے مسٹر ڈلز کا یہ کہنا بہت پسند آیا ہے کہ آزاد دنیا کا مقصد کمیونزم کو شکست دینا ہے — یہ ہے ہائیڈروجن بم کی پُر از حریت زبان!

جاہل لوگ یہ کہتے ہیں کہ مغربی اتحاد کا مقصد دوسری اقوام کے درمیان اختلافات کو طاقت کے بغیر حل کرنا چاہئے۔ میں پوچھتا ہوں۔ طاقت کے بغیر کوئی اختلاف آج تک حل ہوا ہے۔ آج کل تو ساری دنیا اختلافات سے بھری پڑی ہے اور ان کا حل اس کے سوائے اور کیا ہو سکتا ہے کہ دنیا کو مکمل تباہی کی تصویر پیش کر دی جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اپنے گھٹنے ٹیک دو۔

برطانیہ کے مسٹر بیوان کا آپ منہ بند کیوں نہیں کرتے آپ کی بلی آپ ہی کو میاؤں، خیر ذات آپ کے خلاف زہر اُگل رہا ہے آپ کے مسٹر ڈلز کے متعلق کہتا ہے کہ وہ جدید ترین خیالات سے بے بہرہ ہیں اور دنیا کو ہائیڈروجن بم سے ڈرا دھمکا کر اپنا اُلّو سیدھا کرتے ہیں۔ اُلّو کہیں کا۔

چچا جان مجھے بڑا تاؤ آتا ہے جب برطانیہ کا کوئی ممبر آپ کے خلاف اول جلول بکتا ہے۔ میری مانیے جزائر برطانیہ ہی

www.taemeernews.com

کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیجئے۔ اولوالعزم لوگوں کے لئے یہ ٹاپو ہمیشہ دردِ سر بنے رہے ہیں۔ اگر آپ ان کو اڑانا نہیں چاہتے تو وہ بیس میل لمبی کھائی پاٹ دیجئے جو برطانیہ عظمیٰ کو یورپ سے جدا کرتی ہے اللہ بخشے پنولین بوناپارٹ اور ہر ہٹلر کو اس سے بڑی چڑ تھی اگر یہ نہ ہوتی تو آج مسٹر بیوان بھی نہ ہوتے اور بہت ممکن ہے آپ بھی غفراللہ ہو گئے ہوتے، جو پریشانیاں اب آپ کو اٹھانا پڑ رہی ہیں ان سے آپ کو یقیناً نجات مل جاتی۔

میں آپ سے سچ کہتا ہوں آگے چل کر آپ کو برطانیہ بہت تنگ کرے گا۔ میں تو کمبل چھوڑتا ہوں، کمبل ہی مجھے نہیں چھوڑتا والا معاملہ ہو جائے گا۔ پچھلی جنگ میں جرمنی نے اٹلی کو اپنے ساتھ ملایا لیکن غریب مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ لینے کے دینے پڑ گئے۔ آپ اس چکر میں نہ پڑیئے گا۔ بس اپنے اسی پرانے اصول پر قائم رہیں "کیش اینڈ کیری۔"

رود بار انگلستان کو پُر کر کے یورپ سے ملانے کا منصوبہ آپ یہ خط ملتے ہی بنا لیں میرا خیال ہے آپ کے انجینئر ایک مہینے کے اندر اندر اس کام سے عہدہ برآ ہو جائیں گے۔

میں نے اصل میں یہ خط آپ کو اس لئے لکھا تھا کہ آپ میری کوئی جھیل منائیں کیونکہ مجھے اس کا بڑا شوق ہے۔

www.taemeernews.com

مجھے لکھتے ہوئے پچیس برس ہونے کو ہیں چو بچلا ہی سہی۔

لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور گڑگڑا کر کرتا ہوں کہ اور کچھ نہیں تو میری ایک جُبلی منا ڈالیئے۔

چونکہ میرا پیشہ لکھنا ہے اس مناسبت سے اس جُبلی کا نام "پارکر ففٹی وَن قلموں" میں تلوا دیجئے۔ ترازو میں احسان بن دانش کی ٹال سے لے لوں گا۔ معلوم نہیں ایک قلم کا وزن کتنا ہوتا ہے۔ میرا وزن اس وقت ایک من ڈھائی سیر ہے لیکن جُبلی کے روز تک بہ گھٹ کے ایک من رہ جائے گا۔ اگر آپ نے دیر کردی تو مجھے بڑی ناامیدی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لیئے کہ میرا وزن گھٹتے گھٹتے صفر رہ جائے گا۔

آپ حساب لگا لیجئے کہ ایک من میں پارکر ففٹی ون، قلم کتنے چڑھیں گے۔ لیکن خدارا جلدی کیجئے گا۔

یہاں سب خیریت ہے مولانا بھاشانی اور مسٹر سہروردی ماشاءاللہ دن بدن تگڑے ہو رہے ہیں آپ سے کچھ ناراض معلوم ہوتے ہیں مولانا کو آپ ایک عدد خالص امریکی تسبیح اور مسٹر سہروردی کو ایک عدد خالص امریکی کیمرہ روانہ کر دیں ان کی ناراضی دور ہو جائے گی۔

ہیرامنڈی کی ڈائری: شورش کاشمیری کے ذریعے

www.taemeernews.com

سے مجرا عرض کرتی ہیں۔

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۵۴ء

آپ کا تابع فرمان
سعادت حسن منٹو
۳۱ لکھشمی مینشنز ہال روڈ لاہور

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

طویلے کی بلا

مملکت میں ہر چہار اکناف سے یہ تشویشناک خبریں موصول ہو رہی تھیں کہ "بوزینت" کی لہریں بڑھتی جا رہی ہیں۔ شروع شروع میں تو سرکار نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہ دی۔ مگر جب دیکھا کہ پانی سر سے گزرنے والا ہے۔ تو وہ اپنی مشینری حرکت میں لائی۔

قارئین کو بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ "بوزینت" کیا تھی۔ اس کی تفصیل میں تو ہم جا نہیں سکتے۔ کہ یہ ایک قصہ طولانی ہے۔ اجمالی طور پہ اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ تحریک بندروں نے شروع کی تھی۔ انسانوں کے خلاف ــــ!

ان کا یہ کہنا تھا کہ جب یہ طے ہو چکا ہے کہ انسان ہماری اولاد

www.taemeernews.com

ہیں۔ تو پھر ہم سے یہ بے رخی کیوں برتتے ہیں۔ صرف بے رخی ہی نہیں بلکہ ہمارے ساتھ نہایت ہی غیر بوزنانہ سلوک روا رکھتے ہیں ہمارے گلے میں رسی باندھ کر ڈگڈگی بجا کر، گلی گلی، کوچے کوچے پھراتے نچاتے اور خود بھیک مانگتے پھرتے ہیں ——— جیسے ہم انسان ہیں ———

ان کا یہ بھی کہنا تھا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم انسانوں کے اب وجد ہیں ——— ان کی رگوں میں ہمارا خون دوڑ رہا ہے۔ مگر یہ کون کہتا ہے کہ یہ ارتقائی منازل طے کر کے انسان بن گئے ہیں ——— اگر کوئی ارتقائی منازل تھیں تو ہم ——— اتنے کروڑ بندر، آپ انہیں اقلیت کہہ لیجیے، حالانکہ اگر بندر شماری کی جائے تو ہماری تعداد انسانوں کے مقابلے میں یقیناً زیادہ نکلے گی، ان ارتقائی منازل سے کیوں نہ گزرے۔

یہ ارتقائی منازل ——— بندروں کا کہنا تھا ——— کیوں خاص بندروں کے لئے محدود نہیں ؟ اصل میں ارتقاء وغیرہ سب بکواس ہے ان لوگوں نے کوئی ترقی نہیں کی۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تنزل کی طرف گئے ہیں۔ اس لئے کہ یہ اپنے مقام پر نہیں رہ سکے۔ جو مرتبہ ان کے لئے ودلیت تھا۔ اس سے گر کر بوزینت سے منحرف ہو کر یہ ایسے گرے کہ انسان بن گئے۔

ان کا ارتقاء در اصل ان کی افتاد ہے ——— ہم چاہتے

www.taemeernews.com

ہیں کہ یہ افتادہ بندر، از سرِ نو اپنی اصلیت کی طرف لوٹ آئیں اور یہ تحریک اسی غرض سے شروع کی گئی ہے۔ ہمیں ان سے کوئی بغض ہے نہ کوئی دشمنی نہیں۔ ہم انہیں اپنے گمراہ بھائی (یا بہنیں) سمجھتے ہیں۔ ہماری تحریک کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ بندر جو آج کل انسان بنے پھرتے ہیں اور ہماری غفلت کے باعث صاحبِ اقتدار ہو بیٹھے ہیں، اپنی اصلیت پہچانیں اور واپس ہمارے مجلسی واڑے میں چلے آئیں۔

تقریریں عام ہوتی تھیں، سربازار ـــ درونِ خانہ ـــ خفیہ میٹنگیں ہیں ـــ جن کا لب لباب یہ تھا کہ بندر نے انسان کا بہروپ بھر کر جو ظلم و تشدد اور جبر و قہر کا دور دورہ شروع کیا ہے۔ اس کا پُر امن احتجاج کیا جائے جگہ جگہ جلسے کیے جائیں۔ ہر کوچہ و بازار میں جلوس نکالے جائیں اور یہ نعرے بلند کیے جائیں۔

انسانیت: مردہ باد

بوزنیت: زندہ باد

شروع شروع میں تو انسانوں نے یہ سمجھا کہ یہ سب تماشا ہے چنانچہ وہ محظوظ ہوتے رہے ـــ لیکن آہستہ آہستہ بندروں کی تقریریں، ان کا استدلال، ان کا نظریہ، ان کے دل میں جگہ پکڑنے لگا۔ چنانچہ جیسا کہ خفیہ پولیس کی اطلاعات سے سرکار کو پتہ چلا، کئی انسان، ان بندروں کے مرید ہونے

www.taemeernews.com

اور بعض مصدقہ اطلاعوں نے یہ بھی بتایا کہ متعدد انسان، اپنی انسانیت کھو کر بندر ہو گئے ——— یعنی کہ ان کے دُم اُگ آئی ہے اور وہ چار پنجوں کے بل چلتے ہیں۔

اعلیٰ حکام نے سمجھا کہ یہ سب بکواس ہے۔ بندر انسان بن سکتا ہے۔ یہ تو ایک مانی ہوئی حقیقت ہے۔ لیکن انسان بندر کیسے بن سکتا ہے۔ ایسی ترقیٔ معکوس، دیدتھی نہ شنید چنانچہ انہوں نے سرکار کے مشورے سے یہ پروپیگنڈہ بڑے زوروں سے شروع کر دیا کہ انسان کبھی بندر نہیں بن سکتا۔

ادھر بھی ——— یعنی بندروں میں بڑی بڑی قابل ہستیاں موجود تھیں۔ فوراً انہوں نے اس پروپیگنڈے کا جواب دیا کہ جب اس زمانے میں مرد عورت بن سکتا ہے۔ یا عورت مرد بن سکتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان بندر نہیں بن سکتا جو کہ اس کا اصل روپ ہے۔

بندروں پر انسانوں کے پروپیگنڈے کا کچھ اثر ہوا تھا اور وہ انسان جو ابھی تک مکمل طور پر بندر نہیں ہو سکے تھے۔ تذبذب کی حالت میں تھے کہ وہ بندر بن جائیں یا پھر انسان ہو جائیں۔ لیکن بندروں کے اس جواب نے ان کی متزلزل دماغی

www.taemeernews.com

بندروں کے پروپیگنڈہ سکریٹری نے بڑے زور وشور سے حملہ شروع کر دیا۔ اس کا سب سے مضبوط نکتہ یہ تھا کہ انسان ہم سے بنے ہیں —— اور صرف گمراہی کے باعث —— کیا انسانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہے کہ وہ ہماری بگڑی ہوئی شکل نہیں۔

سچ پوچھیے تو انسان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا لیکن وہ برابر کہتے رہتے تھے۔ صرف انسانوں کو دیکھو ہم نے بڑی کوششوں بڑے مرحلوں کے بعد یہ رتبہ حاصل کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اصلاً بندر تھے۔ لیکن یہ صرف ہماری قوت ارادی تھی۔ ہماری شب وروز کی کش مکش تھی۔ ہماری روحانی بیداری تھی ہمارا فکر و عمل تھا۔ ہماری ارتقائی جدوجہد تھی کہ ہم اس ارفع و اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے —— ایک دوڑ تھی جس میں ہم جیت گئے اور باقی ہار گئے —— جو ہارے ہوئے ہیں وہ ابھی تک بندر کے بندر ہیں —— جب یہ ہمیں اونچے مقام پر دیکھتے ہیں۔ تو جلتے ہیں —— انہیں جلنے دو۔ ہم مشعلِ ارتقاء ہاتھ میں تھامے آگے بڑھتے جائیں گے —— اور بہت ممکن ہے خدا بن جائیں۔

بندر کہتے تھے —— برادران! وہ کون سی منزل ہے جس پر آپ پہنچے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آپ تنزل کی گہرائیوں میں اتر رہے

www.taemeernews.com

ہیں —— ارتقار کا مسئلہ اپنی جگہ درست ہے۔ ہم اس سے منحرف نہیں۔ لیکن یہ تو بتلایئے اتنی منازل طے کرنے اور اتنی صدیاں معاشرے پر معاشرے بنانے کے بعد آپ کا کیا حال ہے —— آپ کی ساری تاریخ جنگ وجدال، کشت وخون، آبرو ریزی وعصمت دری، حکمرانیوں اور محکومیوں سے بھری پڑی ہے۔ آپ ہماری —— یعنی اپنے آباو اجداد کی تاریخ پر نظر ڈالئے —— کیا آپ کو ایسی کوئی تاریک مثال ڈھونڈنے سے بھی مل سکتی ہے —— ہم ایک شاخ سے دوسری شاخ پر کودتے ہیں۔ مگر اس شاخ پر اپنی ملکیت کے لئے ہم کبھی نہیں لڑے —— تم لوگ —— یعنی انسان، اپنی کتابوں میں ہماری کہانیاں لکھتے رہے ہو۔ جن میں سے ایک بہت مشہور ہے۔ کہ ہم نے ایک دوسرے کی دم پکڑ پکڑ کر دریا پر پل باندھ دیا تھا۔ تم پل باندھتے ہو —— بڑے بڑے پل باندھتے ہو کہ تم انسانوں کی عقل ششدر رہ جاتی ہے۔ لیکن یہ پل تم خود ہی اڑا دیتے ہو —— ہمارا باندھا ہوا پل کون اڑا سکتا ہے؟ —— ہم میں سے کسی کی دُم آج تک غدار نہیں ہوئی —— ہم میں سے کسی کی بیوی آج تک کسی دوسرے بندر سے ہم آغوش نہیں ہوئی —— ہماری بیویاں ہماری جوئیں نکالتی ہیں۔ ہر روز ہمارے بالوں میں کنگھی کرتی ہیں —— لیکن اس کے باوجود ان کے حقوق

www.taemeernews.com

ویسے ہی ہیں جیسے ہمارے ہیں۔ تمہاری بیویاں جو جھک مارتی ہیں۔ تم ان سے غافل نہیں ہو —— اور جو تم جھک مارتے ہو۔ ان سے تمہاری بیویاں بھی غافل نہیں —— جن معنوں میں تم ہمیں بندر کہتے ہو۔ اصل میں تم بندر ہو —— اور جن معنوں میں تم خود کو انسان کہتے ہو۔ اصل میں وہ ہم ہیں —— اور بات اور اصل بات صرف یہ ہے کہ تم ہماری نسل ہی سے ہو —— اور جب خون ایک ہو تو کسی نہ کسی جگہ مطابقت آہی جاتی ہے —— اور شاید جو چپقلش ہے وہ بھی اسی وجہ سے ہے —— آؤ ہم تمہیں واپس اپنی آغوش میں بلاتے ہیں —— انسانیت کو مردہ باد کہہ کر بوزنیت زندہ باد کہتے ہوئے ہمارے پاس لوٹ آؤ۔ تم یہاں خوش رہو گے "

ادھر سے یہ کہا جاتا۔ بوزنوں نے بکواس کی ہے وہ ہمارے تئیں عقیدت بر خار کھاتے ہیں۔ ایک کہانی ہم نے بندر کے متعلق جانے کس تاثر کے ماتحت اور وہ بھی صرف بچوں کے لئے تصنیف کر دی تھی۔ مستند نہیں سمجھی جا سکتی۔

ورنہ بندر کے انصاف کا قصہ کون نہیں جانتا۔ جس نے دو بلیوں کی شکایت کا تصفیہ یوں کیا تھا۔ کہ اپنی میزان عدل میں پنیر کا متنازعہ فیہ ٹکڑا، تول تول کر خود کھا گیا تھا۔

اس کا جواب بندروں نے یہ دیا کہ میزان اور ربّ الانوعی

www.taemeernews.com

کی ایجاد ہیں۔ ہم تو ان کا استعمال ہی نہیں جانتے۔ اصل میں وہ بندر جس نے بلیوں کو دھوکا دیا تھا خود انسان تھا ــــــ اور کیا اس میں کوئی شک ہے کہ وہ بلیوں کو دھوکا نہیں دیتا ــــــ ہم ایسی ہزارہا بلیاں پیش کر سکتے ہیں۔ جن کو یہ انسان جو کبھی ہمارے بھائی تھے۔ چیچھڑوں اور دودھ کے بدلے دال اور گوبھی پہ پال رہے ہیں۔ اپنی فطرت مسخ کر کے یہ یہ دوسروں کی فطرت وجبلت فنا کرنے پہ تلے ہوئے ہیں ہمارے عدل کا مذاق اڑانے والے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں تو انہیں اپنی بنائی ہوئی عدالتیں نظر آسکتی ہیں۔ بڑی بڑی عدالتیں جہاں ہر روز انصاف کا خون ہوتا ہے۔ جہاں ہر روز سیکڑوں بلکہ ہزاروں بے گناہ یہ خود پھانسی کے پھندے میں دیتے ہیں۔ لیکن ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں ــــــ جو گمراہ ہو گئے ہیں ــــــ ہماری آغوش ان کے واسطے ہر وقت کھلی ہے ــــــ ہماری دعائیں ہر وقت ان کے ساتھ ہیں۔ ہم ان سے کوئی بدلہ نہیں لینا چاہتے۔

لیکن آہستہ آہستہ یہ آواز تبدیل ہوتی گئی اور بندروں کے کیمپ سے یہ صدا آنے لگی۔ کہ ہم انتقام لینا چاہتے ہیں ــــــ اس ارتقاء سے ــــــ اس نام نہاد ارتقاء سے جو بزعم خود ان بندروں نے خود پہ طاری کیا اور انسان بن گئے۔

ادھر انسانوں کی طرف سے بھی سخت اقدام عمل میں آئے ہزاروں

www.taemeernews.com

بندر گرفتار کئے گئے۔ سیکڑوں پر مقدمے چلے اور پھانسی پر لٹکائے گئے۔ لیکن بوزنیت کی تحریک ویسی کی ویسی مضبوط رہی۔ آخر انسانیت کی سرکار نے "بوزنیت" کو خلافِ قانون قرار دے دیا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ جتنے بوزنے تھے۔ ان میں سے کچھ تو گرفتار ہوئے۔ لیکن اکثر بالائے شجر چلے گئے۔ اب ان کو پکڑنا بہت مشکل تھا۔ کون جنگلوں میں ان کے پیچھے دوڑتا پھرے۔ بعض کے متعلق یہ بھی سننے میں آیا کہ وہ بڑے بڑے اعلیٰ حکام کی کوٹھیوں کے درختوں پر بسیرا کرتے تھے اور انہیں ہر قسم کی سہولتیں وہاں میسّر تھیں۔ کیوں کہ درپردہ یہ بھی "بوزنیت" کے حامی تھے مگر خائف تھے کہ ان کے عہدے اور ان کی مسندیں ان سے چھن جائیں گی۔

یہ سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ گرفتاریاں ہوتی رہیں۔ چوکوں میں ٹکٹکیاں نصب ہوئیں۔ دُرّے لگائے گئے، کھالیں کھینچی گئیں۔ پیٹ کے بل چلایا گیا۔ کئی ایکٹ اور کئی آرڈی ننس نافذ ہوئے۔ مگر یہ بندر کے بچے باز نہ آئے۔ اپنی ہٹ پر قائم رہے۔ ان کی طرف سے کبھی کبھار ایجی ٹیشن ہوتی تھی۔ بعض اوقات وہ اکٹھے ہو کر انسانوں پر یلغار بھی بول دیتے تھے۔ بجلی کے تار اپنے تیز تیز دانتوں سے کاٹ دیتے تھے۔ روٹیاں چھین کر لے جاتے تھے۔ ڈگڈیاں توڑ پھوڑ دیتے تھے۔ رسیاں تڑا کر بھاگ نکلتے تھے۔

www.taemeernews.com

اندرونی طور پر کئی انسانوں کو حلقۂ بگوش بوزینت کرتے تھے دیسی بم چلاتے تھے۔ دہشت زدگی کرتے تھے۔ اور اکثر اپنی جان پر کھیل جاتے تھے۔

ان کی جماعت توڑ دی گئی تھی۔ لیکن وہ منتشر ہونے کے باوجود منظم تھے۔ سرکار کا سر چکرا گیا تھا۔ کیا کرے کیا نہ کرے۔

اور جب ایسی صورت پیدا ہو جائے تو ظاہر ہے کہ انسان قریب قریب مجنوں ہو جاتا ہے۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ میں بھی انسانوں کی فہرست میں داخل ہوں۔ لیکن عجیب بات ہے اور خدا لگتی کہ بندر جیسے تھے۔ ویسے ہی رہے۔ یعنی بندر۔

ان کی حرکات ویسی ہی تھیں۔ کھلنڈرانہ اس کے ہاتھ سے چھینا اور یہ جا وہ جا۔ اس کے ہاتھ سے بندوق لی۔ اور لفٹ رائٹ کرتے چلتے بنے۔ اب ان پر لاٹھی چارج کیجئے۔ آنسو بہانے والی گیس پھینکئے۔ مجال ہے جو ان پر کوئی اثر ہو۔ وہ تو جیسے سیماب پا تھے۔ آپ نشانہ تانتے ہیں۔ بندوق داغتے ہیں۔ مگر وہ اچک کر آپ کے کاندھے پر بیٹھے ہیں۔ اور قہقہے لگا رہے ہیں۔ اشک آور گیس چھوڑتے ہیں۔ مگر وہ پھدک کر اس کا رخ آپ کی طرف کر دیتے ہیں۔

سرکار کا ناک میں دم آگیا تھا۔ خفیہ پولیس کی رپورٹ تھی کہ بندروں کی یہ تحریک یا سازش یا اس کا جو کچھ بھی نام ہو۔ ان کی اپنی

www.taemeernews.com

چلائی ہوئی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس کے عقب میں وہ بڑے بڑے انسان کام کر رہے ہیں۔ جو تخریب کے طور پر "بوزنیت" کے حامی ہو گئے ہیں اور مزید تفتیش پر یہ بات پایہ تصدیق کو پہنچ چکی تھی۔

یہ چیز سرکار کے لئے اور بھی زیادہ باعثِ تشویش تھی۔ بعض حکام کو تو یہ خدشہ لاحق ہو گیا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو وہ خود بھی اسی بوزنائی جال میں پھنس جائیں۔ اور اپنی تمام ارتقائی منازل طے کر کے واپس اسی حیوانیت میں چلے جائیں۔ جس سے ان کے آبا و اجداد نے بصد مشکل چھٹکارا حاصل کیا تھا۔

سرکار کے لاکھوں حیلوں کے باوجود بندروں کی تحریک دبی نہیں تھی۔ شہروں میں جگہ جگہ دن اور رات میں کئی مرتبہ کسی کوٹھے یا ممٹی پر کوئی بندر نمودار ہو جاتا تھا۔ اور منہ کے ساتھ بھونپو لگا کر نعرے لگانے شروع کر دیتا تھا۔

"انسانیت مردہ باد، ڈگڈگی مردہ باد، بوزنیت زندہ باد"

ایک دن تو حد ہو گئی۔ کہ خود سرکارِ عالیہ کے ڈرائینگ روم میں ایک من چلا بندر گھس گیا اور سگاروں کا ڈبہ کھول کر اس میں سے ایک سگار نکال کر پینے لگا۔ اب سرکار اعلیٰ بھنا رہے ہیں۔ لیکن بندر ہنس ہنس کر بھبک رہا ہے وہ اسے ڈرانے ہیں دھمکاتے ہیں۔ لیکن وہ بچہ بوزنا ایسا ہے۔ کہ ان کو خاطر ہی میں نہیں لاتا۔ کبھی اچک کر اس صوفے پر بیٹھتا ہے۔ اور کبھی اس کرسی پر

www.taemeernews.com

اور حرکات اس کی بعینہٖ اسی طرح کی تھیں جس طرح سرکار عالیہ کو محسوس ہوتا تھا کہ وہ آئینے میں اپنی شکل دیکھ رہے ہیں۔ وہ اتنی جھنجھلائیں اتنی جھنجھلائیں، اندر ہی اندر غصّے اور بے بسی کے باعث انہوں نے اتنے پیچ وتاب کھائے کہ آخر رو پڑیں۔

یہ تمام باتیں ہمیں خاص ذرائع سے موصول ہوئی تھیں۔ ورنہ دوسرے دن اخباروں میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ ایک گستاخ بندر نے سرکار عالیہ کے محل میں گھسنے کی کوشش کی۔ مگر پہرہ داروں نے اسے وہیں ڈھیر کر دیا۔

اس واقعہ کے بعد متعلقہ سرکاری محکموں کو کڑی ہدایت ہوئی تھی کہ وہ فوراً بندروں کے فتنے کی سرکوبی کریں اور جو ذرائع بھی استعمال کرنا چاہیں انہیں اس کی اجازت ہے۔

خفیہ پولیس کے ناظم اعلیٰ کو بندروں کی اتنی فکر نہیں تھی۔ اس نے جب اپنے ماتحت افسروں کو بلایا تو ان سے کہا "میں ان کی بھبکیوں اور گھرکیوں سے نہیں ڈرتا۔ میں ڈرتا ہوں ان انسانوں سے جو بوزنیت اختیار کر چکے ہیں۔ میں ایک دقیقہ رس آدمی ہوں۔ میں سوچتا ہوں اگر بندر سے انسان بن کر ہم اتنی تباہیاں ڈھا سکتے ہیں۔ اس قدر فتنے برپا کر سکتے ہیں۔ تو واپس بندر بن کر خدا معلوم کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ ترقی خواہ وہ معکوس ہی کیوں نہ ہو۔ ہر لحاظ سے خطرناک ہوتی

www.taemeernews.com

ہے۔ اس لئے میں تم سے یہی کہوں گا کہ ان انسانوں کا کھوج لگاؤ جو حلقہ بگوش بوزنیت ہو چکے ہیں۔ ان کو اگر تم نے پکڑ لیا تو سمجھو کہ بوزنیت کا خاتمہ ہے۔"

اب خفیہ اور غیر خفیہ پولیس کی تمام کوششیں نوبوزنوں کو گرفتار کرنے پر مرکوز ہو گئیں۔ جو ہراست، ذہانت اور شرارت کا سرچشمہ تھے۔

اس ضمن میں کئی بندر پکڑے گئے۔ قلعے کی چار دیواری میں ان پر "تھرڈ ڈگری" آزمائی گئی۔ کہ وہ نوبوزنوں کا اتا پتا دیں۔ مگر انہوں نے ایک لفظ اپنے منہ سے نہ نکالا۔ اور کڑی سے کڑی اذیت خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے رہے۔ ان کی بندریوں کی آبروریزی ان کی آنکھوں کے سامنے کی گئی۔ مگر وہ پھر بھی باز نہ آئے۔ آخر تنگ آکر ان کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ اور ان کی لاشیں مٹی کا تیل چھڑک کر جلا دی گئیں۔

دوسرے روز ہر شہر میں جگہ جگہ سائیکلو اسٹائل پر چھپے ہوئے اشتہار چسپاں تھے۔ جس میں انسانوں کو ان کے اس ظلم و تشدد سے آگاہ کیا تھا۔ نہایت ہی مؤثر الفاظ میں اور اپیل کی گئی تھی کہ جس انسان کا دل پسیجے وہ انسانیت چھوڑ کر ہمارے حلقے میں چلا آئے کہ وہی اس کا اصل مقام ہے۔

یہ اشتہار فوراً ہی اتار لئے گئے۔ مگر یہ اندرون [illegible] دنوں

www.taemeernews.com

کی نظر سے گزر چکے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے سیکڑوں بوزنیت کے حلقے میں شامل ہو گئے۔

سرکار کی کوئی تدبیر کارگر نہیں جاتی تھی۔ سارے چڑیا گھر (جس کو جیل بنا دیا گیا تھا) بندروں سے پُر تھے۔ گرفتاریوں کے اعداد و شمار لیے گئے تو معلوم ہوا کہ تیس ہزار بندر سلاخوں کے پیچھے ہیں اور بڑے خوش ہیں۔

اگر سرکار ان سے غافل ہوتی تھی تو اندیشہ تھا کہ انقلاب برپا ہو جائے گا۔ اگر وہ اپنی گرفت مضبوط کرتی تھی اور ظلم و تشدد پر اترتی تھی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ خود انسانوں میں اس کے خلاف نفرت و حقارت کے جذبات بیدار ہو جاتے تھے۔ اس لیے کہ خون تو آخر ایک ہی تھا۔

آخر سرکار نے یہ سوچا کہ سر جوڑ کے کوئی ایسی ترکیب، کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیے کہ بوزنوں کی جماعت سے پابندی اٹھالی جائے اور ایک کانفرنس منعقد کی جائے۔ جس میں ان کے لیڈروں کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنا نقطۂ نظر سمجھائیں۔ تاکہ مصالحت کا کوئی قدم اٹھ سکے۔

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام آٹھواں خط

چچا جان۔ تسلیم و نیاز

امید ہے کہ میرا ساتواں خط آپ کو مل گیا ہو گا۔ اس کے جواب کا مجھے انتظار ہے۔ کیا آپ نے روسی ثقافتی وفد کے توڑ میں کوئی ایسا ہی ثقافتی اور خیر سگالی وفد یہاں پاکستان میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا؟ ——— مجھے اس سے ضرور مطلع فرمائیے گا تاکہ اس طرف سے مجھے اطمینان ہو جائے۔ اور میں یہاں کے کمیونسٹوں کو جو ابھی تک روسی وفد کی شاندار کامیابی پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ یہ خبر سنا کر برفادوں کہ میرے چچا جان اس سے بھی کہیں بڑھ کر ایسا وفد بھیج رہے ہیں۔ جس میں ملین ڈالر

www.taemeernews.com

ٹانگوں اور ملین ڈالر جوبنوں والی لڑکیاں شامل ہوں گی جن کی ایک جھلک دیکھ کر ہی ان کی رال ٹپکنے لگے گی ۔

آپ کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ ہمارے صوبے کے وزیر اعظم جناب ملک فیروز خان نون صاحب میدان عمل میں کود پڑے ہیں آپ نے پچھلے دنوں زیر لب صرف اتنا کہا تھا کہ ہمیں کمیونسٹوں کی ریشہ دوانیاں دبانے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ مبارک ہو کہ دابنے دبانے کا یہ کام شروع ہو چکا ہے ۔ بسم اللہ کمیونسٹوں کے دفتر پر پولیس کے چھاپے سے ہوئی ہے اور میں یہ خط اسی خوشی میں لکھ رہا ہوں ۔

ہمارے اخبار کہتے ہیں کہ بہت جلد "رخنوں" کی گرفتاریوں کی بھرمار شروع ہو جائے گی ۔ محکمہ پولیس نے گرفتار کئے جانے والوں کی فہرست تیار کرلی ہے ۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلد یہ نقض ساز جیلوں میں ہوں گے ۔ سب سے پہلے اگر کامریڈ فیروزالدین منصور کو قید کیا گیا تو مجھے بڑی راحت ہوگی ۔ اس کو دمے کی شکایت ہے ۔ میں نے سنا ہے کہ جس کو یہ مرض ہو تو وہ مرنے کا کبھی نام ہی نہیں لیتا ۔ یہ مرض کی اگر زیادتی ہے تو کامریڈ منصور کی بھی زیادتی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اگر اب اسے جیل میں ڈالا گیا تو ضرور مر جائے گا ۔ خس کم جہاں پاک ۔

احمد ندیم قاسمی بھی یقیناً اندر ہو جائے گا میاں افتخار الدین

www.taemeernews.com

نے اس کو اپنے پرچے "امروز" کا ایڈیٹر بنا کر بہت بڑا جرم کیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ میاں صاحب گرفتار کئے جاتے۔ مگر وہ بڑے کائیاں ہیں۔ پولیس ہتھکڑیاں لے کر اس کی کوٹھی پہنچے گی تو وہ مسکرا کر باہر نکلیں گے اور "سٹے آرڈر" دکھادیں گے پچھلے دنوں "امروز" اور "پاکستان ٹائمز" کے دفاتر میں کرائے کی نادہندگی کے باعث تالے لگنے ہی والے تھے کہ ایک "سٹے آرڈر" مداری کی مانند تھیلے سے باہر نکال کر پولیس کی متحیر آنکھوں کے سامنے رکھ دیا تھا۔ بہر حال۔ احمد ندیم قاسمی بھی قصوردار ہے۔ اس کو اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے کم بخت "پنجدریا" کا قلمی نام رکھ کر آپ کی تاروں بھری ٹوپی اچھالتا رہتا ہے۔

میری تو یہ رائے ہے کہ آپ پانچ چھ امریکی لڑکیاں (صرف کنواری) اس کی بہنیں بنادیں۔ اس کو راہ راست پر لانے کا یہ نسخہ بہت مجرب ہے۔ اس صورت میں اس کو جیل خانے میں ٹھونسنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ جب پانچوں گئی ہیں اور سر کرتا ہے میں ہوں گا تو کمیونزم اس کے دماغ سے ایسے غائب ہو گی۔ جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

جونہی یہاں سرخوں کی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ میں آپ کو مطلع کر دوں گا۔ میری برخورداریاں نوٹ فرماتے جائیے گا۔ اگر آپ اچھے موڈ میں ہوں تو مجھے تین سو روپے بطور قرض دینا نہ بھولئے گا۔

www.taemeernews.com

پچھلا تین سو تو میں نے دو دن کے اندر اندر ہی ختم کر ڈالا تھا۔ اور آپ کی یہ عنایت قریب قریب دو برس پرانی ہو چکی ہے۔

میں نے اپنے پچھلے خط کے متعلق جو آپ تک نہیں پہنچا۔ تفتیش کی تھی۔ جیسا کہ مجھے شک تھا۔ یہ سب ان ناہنجار کمیونسٹوں کی شرارت تھی۔ احمد راہی کو آپ جانتے ہیں؟ وہی ترنجن کا مصنف، جس کو ہماری حکومت نے پانچ سو روپیہ انعام دیا تھا کہ اس نے پنجابی زبان میں بڑی پیاری نظمیں لکھی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں یہ نظمیں بڑی پیاری اور نرم و نازک ہیں۔ مگر آپ نہیں جانتے۔ یہ احمد راہی بڑا خطرناک کمیونسٹ ہے۔ پارٹی آفس میں دوسرے ممبر ٹوٹے پیالوں میں چائے پیتے ہیں۔ مگر یہ چھپ چھپ کر بیئر پیتا ہے۔ اور پی پی کر موٹا ہو رہا ہے۔ میرا دوست ہے۔ میں نے اسی کو خط پوسٹ کرنے کے لئے دیا تھا۔ مگر کمیونسٹ جو ہوا یہ خط گول کر گیا اور پارٹی کے حوالے کر دیا۔ مجھے ابھی تک پورے طور پر تاؤ نہیں آیا اور میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں۔ ورنہ میں نے سوچ رکھا ہے کہ ایک دن اس کو اتنی بیئر پلاؤں کہ اس کی توند پھٹ جائے۔

ایک دن کمبخت مجھ سے کہنے لگا کہ تم اپنے چچا سام کو چھوڑ دو۔ مالنکوف سے خط وکتابت شروع کرو۔ آخر وہ تمہارا ماموں ہے۔ میں نے کہا یہ درست ہے۔ لیکن وہ میرے سوتیلے ماموں ہیں۔ ان کو مجھ سے یا مجھ کو ان سے کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ میں

www.taemeernews.com

جانتا ہوں کہ ان کا اپنے سگے بھانجوں سے بھی کوئی اچھا برتاؤ نہیں۔ وہ غریب اس پر اپنی جان چھڑکتے ہیں۔ اس سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں اپنی خستہ حالیوں کے باوجود اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اور وہ صرف ایک سوکھی شاباشی وہاں سے سرخ مہر لگا کر روانہ کر دیتا ہے۔ انگریز چچا اور انگریز ماموں اس روسی ماموں سے لاکھ درجے بہتر تھے۔ گو سر خان بہادر اور خان صاحب ایسے خطابوں ہی سے سرفراز فرما کر ٹرخا دیتے تھے۔ لیکن مالنکوف صاحب یہ بھی نہیں کرتے۔ میں جب مانوں کہ وہ عبداللہ ملک کو جوان کا سب سے وفادار بھانجا ہے۔ کوئی چھوٹا سا خطاب ہی عطا فرما دیں۔ اس کے لئے جیل جا کر آرام و اطمینان سے کتابیں لکھنے میں کتنی آسانی ہو جائے گی۔

کچھ بھی ہو۔ میں آپ کا غلام ہوں۔ آپ نے تو پہلے تین سو روپوں ہی میں مجھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خرید لیا تھا۔ اگر آپ تین سو روپے اور بھیج دیں تو دوسری زندگی میں بھی اس غلامی کو برقرار رکھنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ بشرطیکہ اللہ میاں جو آپ سے بڑا ہے۔ میرے پانچ چھ سو روپے ماہوار کا وظیفہ مقرر کر دے۔ اگر انہوں نے کسی حور سے میرا نکاح پڑھوا دیا تو افسوس ہے کہ یہ وعدہ اس صورت میں بالکل ایفاء نہ ہو سکے گا۔ میری صاف بیانی کی داد دیجئے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ میں اللہ میاں اور اس کی حور

www.taemeernews.com

کے سامنے چوں تک بھی نہ کر سکوں گا۔ آج کل ہمارے یہاں شاہی مہمانوں کا تانتا بندھا ہوا ہے پہلے شاہ ایران آئے۔ پھر شاہ عراق پھر پرنس علی خان (آپ کی ریٹا ہیورتھ کے سابق شوہر) مہاراجہ جے پور اور اب شاہ سعود، والئ سعودی عرب، میں شاہ سعود خالداللہ ملکہ کا آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا حال مختصراً بیان کرتا ہوں۔ شاہ سعود اپنے پچیس شہزادوں سمیت ہوائی جہاز کے ذریعے سے کراچی پہنچے۔ جہاں ان کا شاندار استقبال ہوا۔ ان کے شہزادے اور بھی ہیں، معلوم نہیں وہ کیوں نہیں آئے شاید اسی لئے کہ دو تین ہوائی جہاز اور درکار ہوں گے۔ یا ان کی عمر بہت چھوٹی ہوگی۔ اور وہ اپنی ماؤں کی گود کو ہوائی جہاز پر ترجیح دیتے ہوں گے۔ بات بھی ٹھیک ہے اپنی ماؤں اور اونٹنیوں کا دودھ پینے والے بچے گلیکسو یا کاؤ گیٹ کے خشک دودھ پر کیسے جی سکتے ہیں۔

چچا جان! غور کرنے والی بات ہے۔ شاہ سعود کے ساتھ ماشاءاللہ ان کے ۲۵ لڑکے تھے۔ لڑکیاں خدا معلوم کتنی ہوں گی خدا ان کی عمر دراز کرے۔ اور شاہ کو نظر بد سے بچائے۔ مجھے بتائیے کہ آپ کی سات آزادیوں والی مملکت میں کوئی ایسا مردِ مجاہد یا مردم خیز موجود ہے جس کی اتنی اولاد ہو۔ چچا جان! یہ سب ہمارے مذہب اسلام کی دین ہے اور یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا،

www.taemeernews.com

ناچیز کی یہ رائے ہے کہ آپ فوراً اپنی سلطنت کا سرکاری مذہب اسلام قرار دے دیں۔ اس سے بڑے فائدے ہوں گے۔ قریب قریب ہر شادی شدہ مرد کو چار شادیاں کرنے کی اجازت ہوگی۔ اگر ایک عورت چار بچے بھی بڑے بخل سے کام لے کر پیدا کرے۔ تو اس حساب سے سو لڑکے لڑکیاں ایک مرد کی مردانگی اور اس کی بیوی کی زرخیزی کا ثبوت ہونی چاہئیں۔ لڑکے اور لڑکیاں جنگ میں کتنی کام آسکتی ہیں۔ آپ جہاں دیدہ ہیں۔ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں امرتسر کا رہنے والا ہوں۔ مسٹر ریڈ کلف کی مہربانی سے یہ اب بھارت میں چلا گیا ہے۔ اس میں ایک حکیم تھے۔ محمد ابوتراب، آپ نے اپنی زندگی میں دس شادیاں کیں۔ چار چار کرکے نہیں۔ ایک ایک کرکے ان بیویوں سے ان کی بے شمار اولاد تھی۔ جب انہوں نے ۹۰ برس کی عمر میں آخری شادی کی۔ تو ان کے بڑے لڑکے کی عمر ۷۵ برس کی اور سب سے چھوٹے کی جو اس آخری بیوی کے بطن سے پیدا ہوا تھا صرف دو برس کی تھی۔ ایک سو بارہ برس کی عمر میں آپ کا انتقال یہاں لاہور میں ایک مہاجر کی حیثیت سے ہوا۔ کسی شاعر نے ان کی تاریخ وفات اس مشہور مصرعے میں نکالی تھی۔ "حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے" (۱۳۷۱ھ) یہ بھی اللہ تبارک تعالیٰ اور اس کے منظور شدہ مذہب اسلام کی برکت تھی۔ اگر آپ کے شادی شدہ مردوں کو شروع شروع

www.taemeernews.com

میں چار بیویوں کو بیک وقت سنبھالنے میں کسی قسم کی وقت محسوس ہو تو شاہ سعود کو یہاں بلا کر ان کی خدمات سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ آپ ان کے دوست ہیں۔ ان کے والد مرحوم سے تو آپ کی گاڑھی چھنتی تھی۔ میں نے سنا تھا کہ آپ نے ان کے اور ان کے حرم کے لئے بڑی عالی شان گاڑیوں کا ایک کارواں تیار کر کے ان کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ میرا خیال ہے۔ شاہ سعود آپ کو اپنے تمام صدری نسخے بتا دیں گے۔ ہمارے پاکستان کے ساتھ آج کل بشمول ہندوستان اور روس قریب قریب ہر ملک دلچسپی لے رہا ہے اور یہ سب آپ کی مہربانیوں کا نتیجہ کہ آپ نے ہماری طرف دوستی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا۔ اور ہم اس قابل ہو گئے کہ دوسرے بھی ہم پر نظر کرم فرمانے لگے۔ ہم پاکستانی تو اسلام کے نام پر مر مٹتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب ہم مصطفیٰ کمال پاشا اور انور پاشا کے شیدا تھے۔ انور پاشا کے مرنے کی خبر آتی تو ہم سب لوگ سوگ کرتے۔ سچ مچ کے آنسوؤں سے روتے۔ جب یہ پتہ چلتا کہ وہ خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ تو ہم خوشی سے ناچتے کودتے اور گھر میں چراغاں کرتے۔ مصطفیٰ کمال اور انور دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ ہمیں اس کا کچھ علم نہیں تھا۔ ترکوں کو ہندی مسلمانوں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ہم کو تین میں سمجھتے تھے نہ تیرہ میں۔ اس کا ہمیں کچھ پتہ تھا۔ لیکن ہمیں ان سے محبت تھی۔

www.taemeernews.com

کروہ ہمارے اسلامی بھائی تھے۔ ہم ایسے شریف النفس اور سادہ لوح ہیں۔ کہ ہمیں آملے اور چنبیلی کے اس تیل سے بھی محبت ہے۔ جو یہاں "اسلامی بھائیوں کا تیار کردہ" ملتا ہے اس کو ہم اپنے سروں میں ڈالتے ہیں تو ایسا کیف آتا ہے کہ موجودہ جنّت کی تمام لطافتیں اس کے سامنے ماند پڑ جاتی ہیں۔ ہم سب بڑے بدھو مگر بڑے پیارے لوگ ہیں۔ خدا رہتی دنیا تک ہماری تمام صفات قائم رکھے۔ میں بات شاہ سعود کے درودِ مسعود کی کر رہا تھا۔ لیکن جذباتی ہو کر اسلام کے گن گانے لگا۔ بات یہ ہے کہ اسلام کے گن گانے ہی پڑتے ہیں۔ ہندو مذہب، عیسائی ریلجن، بدھ مت۔ آخر یہ کیا ہیں۔ کیا ان کے ماننے والوں میں کوئی ایک فرد ۲۵ لڑکوں کا باپ ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا سرکاری مذہب اسلام مقرر فرما دیں۔ تاکہ آپ کو کوئی جاپان فتح کر کے حرامی بچّے پیدا کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ چچا جان کیا آپ کو یہ حرامی پنا پسند ہے؛ میں مسلمان ہوں۔ مجھے تو خدا اور اس کے رسول صؐ کی قسم ان سے سخت نفرت ہے بچّے ہی پیدا کرنے ہیں۔ تو اس کا کتنا سہل طریقہ اسلام میں موجود ہے۔ نکاح پڑھوایئے بڑے شوق سے بچّے پیدا کیجئے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ بھی چار شادیاں کر لیجئے۔ چچی جان اگر بقید حیات ہیں تو کوئی بات نہیں۔ آپ مشرف بہ اسلام

www.taemeernews.com

ہو کر تین اور شادیاں کر سکتے ہیں۔ یہاں پاکستان میں آپ مشہور ایکٹریس عشرت جہاں ببو کو اپنے رشتۂ مناکحت میں لا سکتے ہیں کہ وہ کئی شوہروں کا تجربہ رکھتی ہے۔ شاہ سعود بڑی پر از سحر شخصیت کے مالک ہیں۔ طیارے سے باہر نکلتے ہی آپ ہمارے لاہور کے موچی دروازے کے گورنر جنرل جناب غلام محمد خان سے بغلگیر ہوئے اور اسلامی بھائیوں کی رجسٹرڈ اخوت و محبت کا مظاہرہ کیا۔ جو بڑا کفر شکن تھا۔ آپ کے اعزاز میں کراچی کے مسلمانوں نے اپنی بساط سے بڑھ کر نعرے لگائے۔ جلسے کئے۔ جلوس نکالے۔ دعوتیں کیں۔ اور اسلام کی سیزدہ صد سالہ روایات کو قائم رکھا۔ سنا ہے شاہ سعود اپنے ساتھ ایک سونے سے بھرا ہوا بکس لائے تھے۔ جو کراچی کے مزدوروں سے بصد مشکل اٹھایا گیا۔ آپ نے یہ سونا کراچی میں بیچ دیا اور پاکستان کو دس لاکھ روپے مرحمت فرمائے فیصلہ ہوا کہ اس روپے سے غریب مہاجرین کے لئے ایک کالونی تعمیر کی جائے گی۔ جس کا نام سعود آباد ہو گا۔ رہے نام اللہ کا! معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ شاہ سعود خیر سگالی کے طور پر اپنے دو صاحبزادوں کی شادی ہمارے پاکستان میں کرنا چاہتے ہیں۔ زہے نصیب سنا ہے کراچی میں بیگم شاہ نواز کو جب عرب شہزادوں کے لئے کوئی مناسب رشتہ نہ ملا تو انہوں بیگم بشیر کو ٹیلیفون کیا کہ وہ لاہور میں سلسلہ جنبانی کریں۔ اس لئے کہ لاہور آخر لاہور ہے۔ اس میں شہزادوں

www.taemeernews.com

کے لائق کنواری لڑکیوں کی کیا کمی ہے۔ چنانچہ سنا ہے کہ بیگم بشیر نے بیگم جی اے خان اور بیگم سلمیٰ تصدق کو ساتھ ملا کر دوا پنی نائین کے فرائض سرانجام دیئے۔ اور اونچے گھرانوں میں شاہ سعود کے دوارجمند فرزندوں کے لئے پیغام لے کر گئیں۔ مگر افسوس ہے کہ انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ہمارے اونچے طبقے کی جوان اور ناکتخدا لڑکیوں کو عرب کے یہ "اونٹ" ایک آنکھ نہیں بھاتے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی غلطی ہے۔ اس سے پہلے کہ پاکستان نہیں بنا تھا۔ سعودی عرب سے ہندوستان کے مسلمانوں کا اس قسم کا رشتہ ہو چکا ہے۔ مولانا داؤد غزنوی اور مولانا اسماعیل غزنوی کے خاندان کی ایک دوشیزہ مرحوم شاہ سعود کے والد بزرگوار جناب عبدالعزیز ابن سعود کے رشتہ مناکحت میں جا چکی ہیں۔ آپ کو شاید معلوم ہو کہ مولانا اسماعیل غزنوی نے اسی سلسلے میں ۲۷ حج کئے تھے۔ حالانکہ ایک ہی حج کافی تھا۔ ع دل بدست آور کہ حج اکبر است۔ گو بیگم بشیر۔ بیگم جی اے خان اور بیگم تصدق کو اس کارخیر میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کوئی نہ کوئی سبیل نکل آئے گی۔ ہمارے پاکستان میں دو ایسی لڑکیاں برآمد ہو جائیں گی۔ جن کو سرزمین حجاز کے شہزادے سرفراز فرما سکیں گے۔ میں نے اپنے کسی پچھلے خط میں اپنے یہاں کی خواتین کے متعلق آپ

www.taemeernews.com

کو کچھ لکھا تھا۔ غالباً اُن بلاؤزوں کے بارے میں جو بڑی عمر کی بہنتی ہیں اور اپنے کلبوت چڑھے پیٹوں کی نمائش کرتی ہیں۔ اس پر ہماری یونیورسٹی کے صدر شعبہ فارسی جناب ڈاکٹر محمد باقر صاحب بہت جزبز ہوئے۔ آپ نے مجھے کئی مہذب قسم کی گالیاں دیں۔ اور اس لئے ملعون و مطعون قرار دیا کہ میں نے اپنے یہاں کی "عورت" کی بے حرمتی کی ہے۔ لاحول ولا۔ میں نے جو کچھ بیان کیا تھا۔ محض یہ تھا کہ بوڑھی عورتوں کو اپنی عمر سے اس قسم کے نیم عریاں چوچلے زیب نہیں دیتے۔ مجھے ڈر ہے کہ ڈاکٹر صاحب میرا یہ خط پڑھیں گے تو مجھ پر پھر الزام دھریں گے کہ میں نے پھر اپنی "عورت" کی بے حرمتی کی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے کہ ہم لوگ فطرتاً سادہ اور بدھو ہیں۔ ہماری عورتیں تو بادا بنام عنیاں ہیں۔ جدھر ہوا چلتی ہے۔ ادھر چل پڑتی ہیں شاہ ایران تشریف لائے تو اونچی سوسائٹی کی لڑکیوں نے طرح طرح سے خود کو سجایا بنایا۔ کہ شاہ ان دنوں فارغ تھے۔ زفوضیہ کو طلاق دے چکے تھے؛ مگر انہوں نے ان سے صرف رسمی دلچسپی لی اور ایران جاکر ثریا اسفندیار سے شادی کرلی۔ اس کے بعد پرنس علی آئے۔ وہ بھی فارغ تھے۔ اس لئے کہ آپ کی ریٹا ہیورتھ ان سے طلاق حاصل کرچکی تھی ہماری اونچی سوسائٹی کی لڑکیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی

www.taemeernews.com

مانگ چوٹی درست کی۔ نوک پلک نکالی۔ مگر اس شہزادے نے ان کی ساری امنگوں پر ٹھنڈا یخ پانی پھیرا۔ اور آپ کے ہالی وڈ کی ایک اور ایکٹرس جین ٹیرنی سے معاشقہ شروع کر دیا۔ خدا آپ کی سات آزادیوں والی مملکت کو قائم و دائم رکھے۔ پھر شاہ عراق آئے مگر ہماری اونچی سوسائٹی کی باکرہ لڑکیاں انہیں دیکھ کر بہت مایوس ہوئیں۔ اس لئے کہ وہ کم عمر تھے ایک نے کہا ہائے اس بچے کا تو کھیل کود کا زمانہ ہے۔ کیوں اس بے چارے پر سلطنت کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح ایک بوڑھی (جس کا پیٹ بہت زیادہ ننگا نہیں تھا) شاہ عراق پر ترس کھا کر کہا۔ بڈھوں سے اس غریب کو کیا دلچسپی ہوگی۔ جاؤ اس کے ہم عمر بلاؤ اور ان سے اس کو ملاؤ"، یہ بھی گئے۔ اب شاہ سعود تشریف لائے اپنے ۲۲ یا ۲۵ شہزادوں سمیت گورنمنٹ ہاؤس میں ان کی شاندار دعوت ہوئی۔ جس میں اونچی سوسائٹی کی تمام کتخدا اور ناکتخدا لڑکیوں اور عورتوں نے شرکت کی۔ سگریٹ پینے کی اجازت نہیں تھی۔ عبداللہ کی بھی نہیں۔ بہرحال وہ سگریٹ کے دھوئیں کے بغیر بہت محظوظ ہوئے اور یہ حظ انہیں خالص اسلامی مہمان نوازی کی بدولت نصیب ہوا۔ ان کے دو درجن شہزادوں نے انارکلی میں سیکڑوں پاکستانی جوتے خریدے اور اپنی خیرسگالی کا ثبوت دیا۔ اب یہ جوتے صحرائے

www.taemeernews.com

عرب کی ریتوں پر چلیں گے اور اپنی دیرپائی کے فانی نقش ثبت کریں گے یہ خط نامکمل چھوڑ رہا ہوں۔ اس لئے کہ مجھے اپنے پبلشر سے اپنی نئی کتاب کی رائلٹی وصول کرنی ہے۔ دس روز سے وعدے کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے۔ آج دس روپے تو ضرور دے گا۔ یہ مل گئے تو میں یہ خط پوسٹ کر سکوں گا ورنہ ..... جین ٹیرنی کو ایک اڑتا ہوا بوسہ ....

آپ کا برخوردار
سعادت حسن منٹو
۲۲ر اپریل ۱۹۵۴ء

www.taemeernews.com

چچا سام کے نام نواں خط

چچا جان۔ السلام علیکم

میرا پچھلا خط نامکمل تھا۔ بس مجھے صرف اتنا ہی یاد رہا ہے اگر یاد آ گیا کہ میں نے اس میں کیا لکھا تھا تو میں اس کو مکمل کر دوں گا۔ میرا حافظہ یہاں کی کشید کی ہوئی شرابیں پی پی کر بہت کمزور ہو گیا ہے یوں تو پنجاب میں شراب نوشی ممنوع ہے، مگر کوئی بھی آدمی بارہ روپے دو آنے خرچ کر کے شراب پینے کے لئے پرمٹ حاصل کر سکتا ہے اس رقم میں پانچ روپے ڈاکٹر کی فیس ہوتے ہیں جو لکھ دیتا ہے کہ جس آدمی نے یہ روپے خرچ کئے ہیں اگر باقاعدہ شراب نہ پیئے تو اس کے

www.taemeernews.com

جینے کا کوئی امکان نہیں۔

مجھے یاد ہے، بہت عرصہ ہوا آپ نے بھی اپنے ملک میں شراب نوشی قطعاً ممنوع قرار دے دی تھی۔ پرمٹوں کا جھگڑا آپ نے نہیں پالا تھا۔ لیکن اس کا نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلا تھا۔ بڑے بڑے "گینگسٹر" اور "بوٹ لیگر" پیدا ہو گئے تھے جنہوں نے آپ کی حکومت کے مقابلے میں اپنی ایک متوازی حکومت قائم کر لی تھی۔ آخر کار ناکام ہو کر آپ کو امتناعِ شراب کا حکم واپس لینا پڑا تھا۔

یہاں اس قسم کی کوئی واپسی نہیں ہو گی۔ ہماری حکومت ملاؤں کو بھی خوش رکھنا چاہتی ہے اور شرابیوں کو بھی۔ حالاں کہ مزے کی بات یہ ہے کہ شرابیوں میں کئی ملا موجود ہیں اور ملاؤں میں اکثر شرابی۔ بہر حال شراب بکتی رہے گی۔ اس لئے آپ کو میری طرف سے متردد نہیں ہونا چاہیے یوں بھی آپ کافی کھٹور ہیں اتنی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ یہاں کی شراب بڑی ظالم ہے لیکن آپ نے کبھی اپنے برخوردار بھتیجے کو اس کے نقصانات سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے یہاں کی وسکی بھیجنے کی زحمت گوارا نہ کی ـــــ میں اب اس کے متعلق آپ سے کوئی بات نہیں کروں گا۔ مجھے جھونکیے بھاڑ میں، میرے ملک پاکستان کی فوجی امداد جاری رکھیے میں خوش، میرا خدا خوش۔

www.taemeernews.com

میں خوش ہوں کہ آپ میرے خطوط اپنے پائپ میں جلا کر نہیں پیتے، بلکہ غور سے پڑھتے ہیں اور میرے مشوروں پر کافی توجہ دیتے ہیں، اسی خوشی میں آپ کو میں ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ روز نامہ زمیندار کو آپ اس طور پر مدد دیجئے کہ کانوں کان خبر نہ ہو۔

اس کے بھینگے مینجنگ ڈائریکٹر اور نیم لنگڑے اڈیٹر کو روپیہ وصول کرنے کا کوئی سلیقہ نہیں۔ بانی "زمیندار" کے فرزند ارجمند مولانا اختر علی خان (جن کو مولانا کا خطاب وراثت میں ملا ہے) بھی یہ سلیقہ نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے کہ جب ان کو محکمہ تعلقات عامہ کے سابق ڈائریکٹر میر نور احمد صاحب کی طرف سے ۶ ہزار روپے "منہ بندی" کے ملے تو انہوں نے جھٹ سے ایک نئی امریکن کار خرید لی۔ اور بڑے ٹھاٹ سے اس کی مسی کی رسم ادا کی۔ یہ ان کی سراسر حماقت تھی۔ وہ ان دنوں جیل میں ہیں۔ خدا کرے وہ اسی چار دیواری میں رہیں اور اپنی مزید حماقتوں کا ثبوت نہ دیں۔ مگر مجھے حیرت ہے ان کے صاحبزادے بھی جو آج کل "زمیندار" کی مینجنگ اڈیٹری کرتے ہیں۔ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود بڑے کھرے چغد ہیں۔

پچھلے دنوں اس اخبار کے "تیمور لنگ" پر میری ہمدردی کا دورہ پڑا تھا اگر آپ کے پاؤں میں لنگ نہ ہوتا تو آپ یقیناً

www.taemeernews.com

پاکستان کے ڈاکٹر مصدق ہوتے آپ جب لکھنا شروع کرتے ہیں تو سارے جہاں کا درد آپ کی گردن پر مردِ تسمہ پا کی طرح سوار ہو جاتا ہے آپ کو خیر اس سے پہلے ہی یہ خبر پہنچ چکی ہو گی۔ کہ جب ڈاکٹر مصدق کی اپیل کی سماعت ایران کی عدالت عالیہ میں شروع ہوئی تو اس پاکستانی ظہور الحسن ڈار نے جو "بے ڈار" تحریر میں ید طولیٰ رکھتا ہے کہا " میں کچھ کہنا نہیں چاہتا مجھے اس طلسمی انگوٹھی پر پورا اعتماد ہے جو میری بیوی نے مجھے پیش کی تھی ۔"

ایک مرتبہ انہوں نے فوجی عدالت میں سرکاری وکیل کو کشتی لڑنے کی دعوت دے ماری تھی ۔

اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ وہ بھوک ہڑتال فرمائیں گے اور خدا کے فضل وکرم سے دو دن کے اندر اندر اللہ کو پیارے ہو جائیں گے مگر وہ اللہ کو پیارے بھی نہ ہوئے اور ماشاءاللہ زندہ رہے ۔ بے ہوش تو وہ اکثر ہوتے رہے ۔

پاکستانی ڈاکٹر مصدق یعنی ظہور الحسن ڈار گو ڈاکٹر نہیں، لیکن بے ہوش ہوتے رہتے ہیں ۔ جب بھی ان کو غشی کا دورہ پڑتا ہے تو علی سفیان آفاقی اور منصور علی خان اس کو مولانا ظفر علی خان کا ایجاد کردہ لخلخہ سنگھاتے ہیں تاکہ وہ ہوش میں آئیں اور آج کی ڈائری لکھنے کے قابل ہو سکیں، انہی کی لنگڑی

www.taemeernews.com

ٹانگ دیکھ کر کسی ترقی پسند نے ایک شعر کہا تھا جس کا مصرع ثانی مجھے یاد رہا ہے سے

ایک توڑی خدا نے دوسری توڑے رسول

میرا خیال ہے یہ اس ترقی پسند شاعر کی زیادتی تھی ورنہ ڈار صاحب بڑے کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ گالیاں کھا کے بھی بے مزہ نہیں ہوتے۔ گالیاں اور سٹھنیاں دے کر بھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا اور یہ سب اس طلسمی انگوٹھی کے طفیل ہے جو غالباً لڑکپن میں ان کو کسی قدردان نے دی تھی۔

مجھے کہنا یہ تھا کہ اگر آپ زمیندار کو اخباری امداد دیں تو میری وساطت سے دیں تاکہ میں اپنے ہمدرد ظہور الحسن ڈار کے لئے اس کا حصہ الگ کر کے اس کے حوالے کر دوں۔ بیچارہ میرے گھر بار کا بڑا خیال رکھتا ہے۔ میرے مضمون کی عام قیمت پچاس روپے ہے اس نے اس خیال سے کہ میں اس گراں قدر رقم کو شراب میں اڑا دوں گا اپنے خاص نمبر کے لئے مجھ سے ایک مضمون طلب کیا اور اس کی قیمت احمقانا ۱۵ بیس روپے مقرر فرمائی اور یہ تہیہ کیا کہ وہ اس رقم کا چیک میری بیوی کی خدمت میں خود پیش کرے گا۔ تاکہ میری بہت بلیغت پر اس کا احسان رہے۔ میں بہرحال اس کا ممنون و متشکر ہوں کہ اس کو میری بد ذات سے اتنی پرخلوص دلچسپی ہے۔

www.taemeernews.com

یہاں کے سب اخباروں میں ایک صرف "زمیندار" ہی ایسا اخبار ہے جس کو آپ کے ڈالر جب چاہے خرید سکتے ہیں اگر اختر علی خاں رہا ہو گئے تو میں کوشش کروں گا۔ کہ ظہور الحسن ڈار ہی اس کا ایڈیٹر رہے۔ بڑا برخوردار لڑکا ہے۔

لیکن آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لیکر میر نور احمد صاحب کو پھر محکمہ تعلقاتِ عامہ کا ڈائریکٹر بنوا دیجئے۔ سرفراز صاحب کسی کام کے آدمی نہیں۔ وہ لاکھوں روپیہ اخباروں میں تقسیم کرنے کے بالکل اہل نہیں۔ بہتر ہو گا اگر آپ روپیہ میری معرفت روانہ کریں۔ میرا ان پر اس طرح کچھ رعب بھی رہے گا اور آپ کے پروپیگنڈے کا کام بھی میری نگرانی میں بطریق احسن ہوتا رہے گا۔

آپ کے پرچے جو یہاں شائع ہوتے ہیں۔ اکثر ردی میں بکتے ہیں "اخبار، ردی، بوتل والے" آپ کے بہت ممنون و متشکر ہیں۔ ان پرچوں کے کاغذ چونکہ مضبوط ہوتے ہیں۔ سودا سلف کے لئے لفافے بنانے کے کام آتے ہیں آپ انہیں جاری رکھئے کہ ہمارے یہاں کاغذ کی شدید قلت ہے۔ مگر آپ یہاں کے چلنے چلانے ردی میں نہ بکنے والے پرچے خرید سکتے ہیں۔

چچا جان، میں نے ایک بہت تشویش ناک خبر پڑھی ہے معلوم نہیں کمیونسٹوں کی پھیلائی ہوئی افواہ ہے یا کیا ہے اخباروں میں لکھا تھا کہ آپ کے یہاں خلاف وضع فطری کے

www.taemeernews.com

افعال زوروں پر ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو بڑی شرم کی بات ہے آپ کی ملین ڈالر ٹانگوں والی لڑکیوں کو کیا ہوا۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے ان کے لئے۔

خدانخواستہ اگر یہ سلسلہ آپ کے یہاں شروع ہوچکا ہے تو اپنے سارے "اوسکر وائلڈ" یہاں روانہ فرما دیجئے۔ یہاں ان کی کھپت ہو سکتی ہے ویسے بھی ہم لوگ آپ کی فوجی امداد کے پیش نظر ہر خدمت کے لئے تیار ہیں۔

معلوم نہیں، کامریڈ سبط حسن نے کسی نہ کسی طریقے سے میرا خط پڑھ لیا ہے۔ میرا خیال ہے یہ وہی خط ہے جو کامریڈ راہی نے بالا بالا اڑا لیا تھا۔ اسے پڑھ کر اس نے مجھے ایک خط لکھا ہے ذرا اس کی ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے۔ کہتا ہے کہ سعادت تم خود کمیونسٹ ہو۔ چاہے، انو نہ مانو چچا جان یہ خط ضرور آپ کی نظروں سے گزرے گا۔ میں آپ کی سات آزادیوں اور آپ کے ڈالروں کو حاضر ناظر رکھ کے کہتا ہوں کہ میں کبھی کمیونسٹ تھا، نہ اب ہوں، یہ محض سبط حسن کی شرارت ہے۔ بڑی سرخ قسم کی، جو آپ کے اور میرے تعلقات خراب کرنے پر درپے ہے۔ ورنہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ میں آپ کا برخوردار اور نمک خوار ہوں یہ الگ بات ہے کہ ان تین سو روپوں کی جو مجھے آپ نے بھیجے تھے۔ صرف جم خانہ وسکی پی کئی (جس کی تعریف میں اپنے کسی پچھلے خط میں کرچکا ہوں) اور ایک ادھیلے کا بھی۔

www.taemeernews.com

نہیں خریدا تھا بڑی مصیبت ہے کہ ڈاکٹروں نے مجھے نمک کھانے سے منع کر رکھا ہے جونہی انہوں نے اجازت دی میں آپ کو لکھ دوں گا، تاکہ آپ وہاں سے خالص امریکی نمک میری روزمرہ کی خوراک کے لئے بھیجتے رہیں اور میں صحیح معنوں میں آپ کا نمک خوار کہلا سکوں۔

میں آپ کو ایک بار پھر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ میں کمیونسٹ نہیں ہوں، ہو سکتا ہے قادیانی بن جاؤں مگر کمیونسٹ تو میں کبھی نہیں بنوں گا۔ اس لئے کہ یہ سالے محض زبانی جمع خرچ سے کام لیتے ہیں۔ ہاتھ سے کچھ بھی دیتے دلاتے نہیں۔ یوں تو قادیانی بھی اس قسم کے خسیس ہیں، پھر بھی پاکستانی ہیں اس کے علاوہ میں ان سے کوئی بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ مجھے معلوم ہے آپ کو ہائیڈروجن بم کے تجربوں کے بعد فوراً ایک نبی کی ضرورت ہوگی جو حضرت مرزا بشیر الدین محمود ہی مہیا کر سکتے ہیں۔

آج کل یہاں کے کٹھ ملا ان سر ظفر اللہ کے بہت خلاف ہو رہے ہیں چاہتے ہیں کہ انہیں وزارت کی گدی سے اتار دیا جائے صرف اس لئے کہ وہ قادیانی ہیں ذاتی طور پر مجھے ان سے کوئی پرخاش نہیں۔ لیکن میں اتنا سمجھتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے بہت کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں، میرا مشورہ ہے کہ آپ ان کو اپنے یہاں بلالیں خدا کے فضل و کرم سے وہ آپ کے یہاں کی تمام جنسی بے راہ روی کو دور

www.taemeernews.com

کر دیں گے۔

عراق کی حکومت کی طرف سے آج یہ اعلان سنا کر آپ اسلامی ملک کو بھی فوجی امداد دینے پر رضامند ہو گئے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ امداد غیر مشروط ہو گی چچا جان! آپ میرے پاس ہوتے تو میں آپ کے پاؤں چوم لیتا۔ خدا آپ کو رہتی دنیا تک سلامت رکھے اسلامی ممالک پر آپ کی جو نظر کرم ہو رہی ہے اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ بہت جلد مشرف بہ اسلام ہونے والے ہیں۔

میں اس سے پیشتر آپ کو مذہب اسلام کی چند خوبیاں بیان کر چکا ہوں۔ اگر آپ اس سعادت سے مشرف ہو چکے ہیں تو فوراً تین شادیاں کر لیجئے (اگر چچی جان بقید حیات ہوں) اپنے یہاں کی مشہور ایکٹرس عشرت جہاں بو کو میں نے تیار کر لیا ہے آپ کی پہلی شادی (بشرطیکہ آپ کنوارے ہوں) اسی پاکستانی خاتون سے ہونی چاہیئے اس لئے کہ وہ کئی شوہروں کا تجربہ رکھتی ہے اور پینا پلانا بھی جانتی ہے۔ فی الحال شادی شدہ ہے لیکن میں اس سے کہوں گا تو وہ اپنے پانچویں یا چھٹے شوہر سے طلاق حاصل کر لے گی۔

ہاں، چچا جان، یہ میں نے کیا سنا ہے آپ کی ریٹا ہیورتھ ــــ روس جا رہی ہے۔ خدا کے لئے اسے روکئے۔ اس نے سر آغا خاں کے صاحبزادے پرنس علی خاں سے شادی کی تھی مجھے

www.taemeernews.com

اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا لیکن اس کا روس جانا مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔ مجھے حیرت ہے کہ آپ نے ابھی تک اس شریر عورت کے کان کیوں نہیں اینٹھے۔

اس کے روس جانے کی خبر مجھے کامریڈ سبط حسن نے بڑے فخر و ابتہاج سے سنائی تھی۔ کم بخت زیر لب مسکرا رہا تھا۔ جیسے آپ کا مذاق اڑا رہا ہے اور یہ حقیقت ـــ ہے کہ اگر ریٹا روس چلی گئی تو آپ کا اور میرا دونوں کا ایسا مذاق اڑے گا کہ طبیعت صاف ہو جائے گی۔

کہیں یہ سیماب صفت ایکٹرس مالنکوف سے شادی کرنے تو نہیں جا رہی اگر یہی سلسلہ ہے اور اس میں آپ کی کوئی سیاسی چال ہے تو کوئی مضائقہ نہیں دوسری صورت بہرحال بہت ذلت آفریں اور خطرناک ہے۔

آج کے اخباروں میں یہ بھی لکھا تھا کہ ریٹا کے خلاف اپنی اور شہزادہ علی خان کی بچی یاسمین اور بڑی لڑکی (معلوم نہیں یہ کس خاوند سے ہے) صحیح طور پر پرداخت نہ کرنے کے الزام میں مقدمہ چل رہا ہے اور یہ دونوں لڑکیاں عدالت کی تحویل میں ہیں۔

ریٹا مغربی فلوریڈا میں ہے جہاں حکومت اس کے چوتھے شوہر کو ملک بدر کرنے کی کوشش میں مصروف ہے۔ یہ قصہ

www.taemeernews.com

کیا ہے ؟۔ میں نے احمد راہی سے پوچھا تھا لیکن وہ گول کر گیا اس کی باتوں سے البتہ میں اپنی خدا داد ذہانت سے اتنا معلوم کر سکا کہ یہ سب روسیوں کی کارستانی ہے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ ابھی تک خاموش کیوں ہیں۔

میں تو آپ کو یہ رائے دیتا ہوں کہ ریٹا کے چوتھے خاوند کو جو سنا ہے، کہ موسیقار ہے وہاں پھانسی پر لٹکا دیں یا اسے ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم بنانے کے راز روس کے پاس بیچنے کے الزام میں ماخوذ کر کے عمر قید کی سزا کا حکم سنا دیں اور ریٹا کو فوراً یہاں بھیجدیں اور اس سے کہیں کہ وہ ہمارے مسٹر سہروردی کو پھانس کر اس سے شادی کرلے۔ اس کے بعد وہ مولانا بھاشانی سے ازدواجی رشتہ قائم کر سکتی ہے پھر شیر بنگال چوہدری فضل حق صاحب بھی خدا کے فضل و کرم سے موجود ہیں اور مشرقی پاکستان کے وزیر اعلےٰ مقرر ہیں۔ ان تین بڑوں سے یکے بعد دیگرے طلاق لینے کے بعد وہ خواجہ ناظم الدین (سابق وزیر اعظم) سے رجوع کر سکتی ہے زندہ رہا تو میں بھی حاضر ہوں، لیکن اس شرط پر کہ آپ میری مالی امداد باقاعدگی سے کرتے رہیں۔

آپ کے اخبارات کی اطلاع ہے کہ اقوام متحدہ میں ہمارے پاکستان کے مستقل مندوب پروفیسر اے ایس بخاری کو

www.taemeernews.com

شعبۂ اطلاعات کے افسرِ اعلیٰ کا عہدہ پیش کیا جارہا ہے میں نے تو یہ سنا تھا کہ سر ظفر اللہ کو علیٰحدہ کر کے، بخاری صاحب کو وزیر خارجہ مقرر کیا جائے گا۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ انہیں مستقل طور پر اپنے پاس ہی رکھنا چاہتے ہیں۔

بخاری صاحب کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کو مجھ سے بہت پیار ہے جس کا اظہار وہ ہر پانچویں یا چھٹے برس کے بعد کسی نہ کسی انداز سے کرتے رہتے ہیں۔ آپ تو صرف اتنا جانتے ہوں گے کہ وہ انگریزی زبان کے بہت بڑے جادو بیان مقرر ہیں۔ لیکن ان کو مزاح نویس کی حیثیت سے بھی جانتا ہوں۔ ان کا ایک مشہور مضمون "لاہور کا جغرافیہ" ہے جسے پڑھ کر بڑے بوڑھوں کے اس قول کی سو فیصد تصدیق ہو جاتی ہے کہ لاہور، لاہور ہے، اور بخاری بخاری۔

ان سے کہئے کہ وہ آپ کے امریکہ کا بھی جغرافیہ لکھیں تاکہ آپ کے حدود اربعہ سے تمام دنیا اچھی طرح واقف ہو جائے۔ اس کا روسی زبان میں ترجمہ کرا کے ماموں مالنکوف کو ضرور بھیجدیجئے گا۔

لکھتا میں بھی اچھا ہوں لیکن مصیبت یہ ہے کہ آپ کے گھر کی مرغی بن کر دال برابر ہو گیا ہوں۔ ورنہ میں آپ کی شان میں ایسے ایسے قصیدے لکھ سکتا ہوں جو نوائے وقت کے

www.taemeernews.com

حمید نظامی کے فلک کو بھی سوجھ نہیں سکتے۔ ایک مرتبہ مجھے اپنے یہاں بلا لیجئے دو تین مہینے اپنی سات آزادیوں کی مملکت کی سیر کر لیجئے۔ پھر دیکھئے یہ بندۂ آزاد آپ کی تمام خفیہ صلاحیتوں اور خوبیوں کا اعتراف کن جاندار الفاظ میں کرتا ہے۔ مجھے یقین ہے آپ اس قدر خوش ہوں گے کہ میرا منہ ڈالروں سے بھر دیں گے۔

جاپان کے سائنسدانوں نے ایک اعلان میں اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ ہائیڈروجن بم کا موسم پر بھی اثر پڑتا ہے۔ حال ہی میں آپ نے جزائر مارشل میں اس بم کے جو تجربے کئے تھے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ جاپان کے موسم بہار کا یہ اثر پڑا ہے کہ اپریل ختم ہونے کے باوجود وہاں اچھی خاصی سردی ہے معلوم نہیں ان چپٹے جاپانیوں کو سردی کیوں پسند نہیں۔ ہم پاکستانیوں کو تو بہت پسند ہے۔ آپ مہربانی فرما کے ایک ہائیڈروجن بم ہندوستان پر پھینک دیں۔ ہمارے ہاں گرمیوں کا موسم شروع ہو چکا ہے سردی ہو جائے تو میں بڑے آرام میں رہوں گا۔

ریٹا سے پوچھئے اگر وہ مان جائے تو پاکستان میں اس کی پہلی شادی مجھی سے رہے۔ جواب سے

www.taemeernews.com

جلد سرفراز فرمایئے گا۔

آپ کا تابع و فرمان بھتیجا
سعادت حسن منٹو
۳۱ لکھشمی مینشنز ہال روڈ لاہور

مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۵۴ء

www.taemeernews.com

یہ افسانہ

"اُوپر نیچے اور درمیان"

یہ افسانہ میرے ناشر نے چھاپنے سے انکار کر دیا۔ اس سلسلے میں ہم بہت نیچے اُوپر ہوئے۔

قصّہ یہ تھا کہ اس افسانے پر مجھ پر کراچی میں مقدمہ چلا تھا۔ سزا کے طور پر مجھے پچیس روپے جرمانہ ادا کرنا پڑا تھا۔

میں چاہتا تھا کہ اپنے ناشر سے مزید پچیس روپے لوں تاکہ مجھے کسی قدر تسکین ہو جائے، مگر وہ نہ مانے۔

www.taemeernews.com

آخر میں نے اِدھر اُدھر سے اوپر نیچے درمیان ہو کر کچھ روپے پیدا کئے اور یہ افسانہ چھپوایا تاکہ آپ تک پہنچ جائے۔ آپ اس کو یقیناً شرفِ قبولیت بخشیں گے، اس لئے کہ آپ ناشر نہیں میرے قاری ہیں۔

راقم
سعادت حسن منٹو

www.taemeernews.com

اوپر نیچے اور درمیان

میاں صاحب: بہت دیر کے بعد آج مل بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے۔

بیگم صاحبہ: جی ہاں۔

میاں صاحب: مصروفیتیں!...... بہت پیچھے ہٹتا ہوں مگر نااہل لوگوں کا خیال کر کے قوم کی پیش کی ہوئی ذمہ داریاں سنبھالنی ہی پڑتی ہیں۔

بیگم صاحبہ: اصل میں آپ ایسے معاملوں میں بہت نرم دل واقع ہوئے ہیں۔ بالکل میری طرح۔

میاں صاحب: ہاں ــــــ مجھے آپ کی سوشل ایکٹی ویٹیز کا

www.taemeernews.com

علم ہوتا رہتا ہے ـــــ فرصت ملے، تو کبھی اپنی وہ تقریریں بھجوا دیجئے گا جو پچھلے دنوں آپ نے مختلف موقعوں پر کی ہیں ۔۔۔۔۔۔ میں فرصت کے اوقات میں ان کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔

بیگم صاحبہ: بہت بہتر۔

میاں صاحب: ہاں، بیگم ـــــ وہ، مَیں نے آپ سے اُس بات کا ذکر کیا تھا۔

بیگم صاحبہ: کس بات کا؟

میاں صاحب: میرا خیال ہے، نہیں ذکر کیا ۔۔۔۔۔۔۔ کل اتفاق سے میں منجھلے صاحبزادے کے کمرے میں جا نکلا ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ وہ لیڈی چیٹرلیز لور پڑھ رہا تھا۔

بیگم صاحبہ: وہ رسوائے زمانہ کتاب۔

میاں صاحب: ہاں بیگم۔

بیگم صاحبہ: آپ نے کیا کیا۔

میاں صاحب: میں نے اس سے کتاب چھین کر غائب کر دی۔

بیگم صاحبہ: بہت اچھا کیا آپ نے۔

میاں صاحب: اب میں سوچ رہا ہوں۔ کہ ڈاکٹر سے مشورہ کروں اور اُس کی روزانہ غذا میں تبدیلیاں کرا دوں۔

بیگم صاحبہ: بڑا صحیح قدم اٹھائیں گے آپ۔

www.taemeernews.com

میاں صاحب: مزاج کیسا ہے آپ کا؟
بیگم صاحبہ: ٹھیک ہے۔
میاں صاحب: میرا خیال تھا کہ آج آپ سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ درخواست کروں۔
بیگم صاحبہ: اوہ ــــ آپ بہت بگڑتے جا رہے ہیں۔
میاں صاحب: یہ سب آپ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔
بیگم صاحبہ: لیکن ــــ آپ کی صحت؟
میاں صاحب: صحت؟ ــــ اچھی ہے ــــ لیکن ڈاکٹر سے مشورہ لئے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔۔۔۔۔۔ اور آپ کی طرف سے بھی مجھے پورا اطمینان ہو جانا چاہئے۔
بیگم صاحبہ: میں آج ہی مس سلڈھانا سے پوچھ لوں گی۔
میاں صاحب: اور میں ڈاکٹر جلال سے۔
بیگم صاحبہ: قاعدے کے مطابق ایسا ہی ہونا چاہئے۔
میاں صاحب: اگر ڈاکٹر جلال نے اجازت دے دی۔
بیگم صاحبہ: اگر مس سلڈھانا نے اجازت دے دی۔۔ ۔۔۔۔ مفلر اچھی طرح لپیٹ لیجئے۔ باہر سردی ہے۔
میاں صاحب: شکریہ!

❖ ❖ ❖

ڈاکٹر جلال: تم نے اجازت دے دی؟

www.taemeernews.com

مِس سلڈھانا: جی ہاں۔

ڈاکٹر جلال: میں نے بھی اجازت دے دی..... حالانکہ شرارت کے طور پر.......

مِس سلڈھانا: حالانکہ شرارت کے طور پر میں بھی چاہتی تھی کہ اجازت نہ دوں۔

ڈاکٹر جلال: لیکن مجھے ترس آگیا۔

مِس سلڈھانا: مجھے بھی۔

ڈاکٹر جلال: پورے ایک برس کے بعد وہ......

مِس سلڈھانا: ہاں، پورے ایک برس کے بعد۔

ڈاکٹر جلال: میری انگلیوں کے نیچے اس کی نبض تیز ہو گئی، جب میں نے اس کو اجازت دی۔

مِس سلڈھانا۔ اس کی بھی یہی کیفیت تھی۔

ڈاکٹر جلال۔ اس نے مجھ سے ڈرتے ہوئے کہا ڈاکٹر ایسا معلوم ہوتا ہے میرا دل کمزور ہو گیا ہے۔ آپ کارڈیوگرام لیجئے۔

مِس سلڈھانا: اس نے بھی مجھ سے یہی کہا۔

ڈاکٹر جلال: میں نے اس کے ٹیکہ لگا دیا۔

مِس سلڈھانا: میں نے بھی۔ صرف سادہ پانی کا۔

www.taemeernews.com

ڈاکٹر جلال: سادہ پانی بہترین چیز ہے۔

مس سلڈھانا: جلال ــــ اگر تم اس بیگم کے شوہر ہوتے؟

ڈاکٹر جلال: اگر تم اس میاں کی بیوی ہوتیں؟

مس سلڈھانا: میرا کیریکٹر خراب ہو گیا ہوتا۔

ڈاکٹر جلال: میرا جنازہ اٹھ گیا ہوتا۔

مس سلڈھانا: یہ بھی تمہارے کیریکٹر کی خرابی کہلاتی۔

ڈاکٹر جلال: ہم جب بھی سوسائٹی کے ان اُلوؤں کو دیکھنے آتے ہیں، ہمارا کیریکٹر خراب ہو جاتا ہے۔

مس سلڈھانا: آج بھی ہو گا؟

ڈاکٹر جلال: بہت زیادہ

مس سلڈھانا: مگر مصیبت یہ ہے کہ ان کا اتنے لمبے لمبے وقفوں کے بعد ہوتا ہے۔

⁂ ⁂ ⁂

بیگم صاحبہ: لیڈیز چیٹر لیز لور! ــــ یہ آپ نے تکیئے کے نیچے کیوں رکھی ہوئی ہے۔

میاں صاحب: میں دیکھنا چاہتا تھا کہ یہ کتاب کتنی بیہودہ اور واہیات ہے۔

بیگم صاحبہ: میں بھی آپ کے ساتھ دیکھوں گی۔

میاں صاحب: میں جستہ جستہ دیکھوں گا۔ ۔ ۔ ۔

www.taemeernews.com

پڑھتا جاؤں گا ـــــــ آپ سنتی جائیے گا۔

بیگم صاحبہ: یہ بہت اچھا رہے گا۔

میاں صاحب: میں نے منجھلے صاحبزادے کی روزانہ غذا میں ڈاکٹر کے مشورے سے تبدیلیاں کرادی ہیں۔

بیگم صاحبہ: مجھے یقین تھا کہ آپ نے اس معاملے میں غفلت کبھی نہیں برتی ہوگی۔

میاں صاحب: میں نے اپنی زندگی میں کبھی آج کا کام کل پر نہیں چھوڑا۔

بیگم صاحبہ: میں جانتی ہوں ـــــــ اور خاص طور پر آج کا کام تو آپ کبھی.........

میاں صاحب: آپ کا مزاج کتنا شگفتہ ہوتا ہے......

بیگم صاحبہ: یہ سب آپ کی کرشمہ سازیاں ہیں۔

میاں صاحب: میں بہت محظوظ ہوا ہوں ـــــــ اگر آپ کی اجازت ہو تو...

بیگم صاحبہ: ٹھہریئے ـــــــ کیا آپ نے دانت صاف کئے؟

میاں صاحب: جی ہاں ـــــ میں دانت صاف کر کے اور ڈیٹول کے غرارے کر کے آیا تھا

www.taemeernews.com

بیگم صاحبہ: میں بھی۔

میاں صاحب: اصل میں ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے بنائے گئے تھے۔

بیگم صاحبہ: اس میں کیا شک ہے!

میاں صاحب: میں جستہ جستہ یہ بے ہودہ کتاب پڑھنا شروع کروں؟

بیگم صاحبہ: ٹھہریئے ـــــ ذرا میری نبض دیکھئے۔

میاں صاحب: کچھ تیز چل رہی ہے ـــــ میری دیکھئے

بیگم صاحبہ: آپ کی بھی تیز چل رہی ہے۔

میاں صاحب: وجہ؟

بیگم صاحبہ: دل کی کمزوری!

میاں صاحب: یہی وجہ ہو سکتی ہے .... لیکن ڈاکٹر جلال نے کہا تھا، کوئی خاص بات نہیں۔

بیگم صاحبہ: مس سلڈھانا نے بھی یہی کہا تھا۔

میاں صاحب: اچھی طرح امتحان کر کے اس نے اجازت دی تھی۔

بیگم صاحبہ: بہت اچھی طرح امتحان کر کے اجازت دی تھی

میاں صاحب: تو میرا خیال ہے کوئی ہرج نہیں۔

بیگم صاحبہ: آپ بہتر سمجھتے ہیں ـــــ ایسا نہ ہو آپ

www.taemeernews.com

کی صحت ....

میاں صاحب: اور آپ کی صحت بھی!.......

بیگم صاحبہ: اچھی طرح سوچ سمجھ کر ہی قدم اٹھانا چاہیئے۔

میاں صاحب: مس سلڈھانا نے اس کا تو بندوبست کر دیا ہے نا؟

بیگم صاحبہ: کس کا؟ —— ہاں ہاں، اس کا تو بندوبست کر دیا ہے اس نے۔

میاں صاحب: یعنی اس طرف سے تو پورا اطمینان ہے۔

بیگم صاحبہ: جی ہاں!

میاں صاحب: ذرا اب دیکھیے نبض۔

بیگم صاحبہ: اب تو........ ٹھیک چل رہی ہے —— میری؟

میاں صاحب: آپ کی بھی نورمل ہے۔

بیگم صاحبہ: اس بے ہودہ کتاب کا کوئی پیرا تو پڑھیئے۔

میاں صاحب: بہتر —— نبض پھر تیز ہو گئی۔

بیگم صاحبہ: میری بھی۔

میاں صاحب: نوکروں سے مطلوبہ سامان رکھوا دیا تم نے کمرے میں۔

www.taemeernews.com

بیگم صاحبہ : جی ہاں۔ سب چیزیں موجود ہیں۔
میاں صاحب : اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو میرا ٹمپریچر لے لیجئے۔
بیگم صاحبہ : کیا آپ تکلیف نہیں کر سکتے ــــ اسٹاپ واچ موجود ہے۔ نبض کی رفتار بھی دیکھ لیجئے۔
میاں صاحب : ہاں، یہ بھی نوٹ ہونی چاہیئے۔
بیگم صاحبہ : سملنگ سالٹ کہاں ہے؟
میاں صاحب : دوسری چیزوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔
بیگم صاحبہ : جی ہاں ــــ پڑا ہے تپائی پر۔
میاں صاحب : کمرے کا ٹمپریچر، میرا خیال ہے تھوڑا بڑھا دینا چاہیئے۔
بیگم صاحبہ : میرا بھی یہی خیال ہے۔
میاں صاحب : زیادہ نقاہت ہوگئی تو مجھے دوا دینا نہ بھولئے گا۔
بیگم صاحبہ : میں کوشش کروں گی اگر......
میاں صاحب : ہاں ہاں...... بصورت دیگر آپ تکلیف نہ اٹھایئے گا۔
بیگم صاحبہ : آپ یہ صفحہ...... یہ پورا صفحہ پڑھئے۔
میاں صاحب : سنئے......

www.taemeernews.com

بیگم صاحبہ۔ یہ آپ کو چھینک کیوں آئی؟

میاں صاحب: معلوم نہیں۔

بیگم صاحبہ:۔ حیرت ہے۔

میاں صاحب: مجھے خود حیرت ہے۔

بیگم صاحبہ: اوہ ــــ میں نے کمرے کا ٹمپریچر بڑھانے کے بجائے گھٹا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ معافی چاہتی ہوں۔

میاں صاحب: یہ اچھا ہوا کہ چھینک آ گئی اور بروقت پتا چل گیا۔

بیگم صاحبہ: مجھے بہت افسوس ہے۔

میاں صاحب: کوئی بات نہیں ــــ بارہ قطرے برانڈی اس کی تلافی کر دیں گے۔

بیگم صاحبہ: ٹھہریئے۔۔ ۔۔۔۔ مجھے ڈالنے دیں ــــ آپ سے گنتی میں غلطی ہو جایا کرتی ہے۔

میاں صاحب: یہ تو درست ہے ــــ آپ ڈال دیجئے۔

بیگم صاحبہ: آہستہ آہستہ پیجئے۔

میاں صاحب: اس سے زیادہ آہستہ اور کیا ہوگا۔

بیگم صاحبہ: طبیعت بحال ہوئی۔

میاں صاحب: ہو رہی ہے۔

www.taemeernews.com

بیگم صاحبہ: آپ تھوڑی دیر آرام کر لیجئے۔

میاں صاحب: ہاں ——— میں خود اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔

⁂

نوکر: کیا بات ہے۔ آج بیگم صاحبہ نظر نہیں آئیں؟

نوکرانی: طبیعت ناساز ہے ان کی۔

نوکر: میاں صاحب کی طبیعت بھی ناساز ہے۔

نوکرانی: ہمیں معلوم ہی تھا۔

نوکر: ہاں ...... لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

نوکرانی: کیا؟

نوکر: یہ قدرت کا تماشا ——— ہمیں تو آج بسترِ مرگ پر ہونا چاہئے تھا۔

نوکرانی: کیسی باتیں منہ سے نکالتے ہو ——— بسترِ مرگ پر ہوں وہ......

نوکر: نہ چھیڑو اُن کے بسترِ مرگ کا ذکر..... بڑا شاندار ہوگا..... خواہ مخواہ میرا جی چاہے گا کہ اٹھا کر اپنی کوٹھڑی میں لے جاؤں۔

نوکرانی: کہاں چلے؟

www.taemeernews.com

نوکر : بڑھئی ڈھونڈنے جا رہا ہوں —— چارپائی اب بالکل جواب دے چکی ہے۔

نوکرانی : ہاں —— اس سے کہنا مضبوط لکڑی لگائے۔

اخبار احسان

۳ر فروری ۵۲ء

www.taemeernews.com